ایران، افغانستان اور پاکستان
میں زیارات مقدسہ کا سفرنامہ

افتخار احمد حافظ

دعائیے کہ بخشش و مغفرت باد حق جمیع

ز امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

خصوصاً

مصنف ات را مغفرت دعا باشد

و والدین گرامیش

آستانه مقدسه قم

دایره

بسمه تعالی

شماره ۴۰۲

تاریخ ۸۰/۷/۱۷

پیوست

یک جلد کتاب شریف «زیارات متبرکه - جلد دوم»

که موضوع آن مربوط به معرفی آثار تاریخی و اماکن

زیارتی و سیاحتی کشورهای پاکستان و افغانستان و

ایران می‌باشد، توسط جناب آقای افتخار احمد حافظ

به موزه آستانه مقدسه حضرت فاطمه معصومه (س) قم

اهداء گردید.

با آرزوی توفیق

مدیر موزه آستانه مقدسه قم

[illegible]

۸۰/۷/۱۷

تعداد [illegible] جلد "زیارات متبرکه جلد دوم" [illegible] نسخه [illegible] مطبوعه قم [illegible]
[illegible]

زیارات مقدسہ

(بلادِ اسلامیہ میں زیارات مقدسہ پر ایمان افروز تذکرہ)

ایران، افغانستان اور پاکستان میں
مقامات مقدّسہ کا سفرنامہ

مع

نادر و نایاب رنگین تصاویر

از مؤلف

افتخار احمد حافظ

(2000ء)

نام کتاب	:	زیارات مقدسہ
موضوع	:	سفر نامہ / تذکرہ بزرگان دین
مؤلف	:	افتخار احمد حافظ
تعداد اشاعت	:	بار اول: 1000
تاریخ اشاعت	:	ربیع الثانی 1421ھ / اگست 2000ء
مطبع	:	محمود برادرز پرنٹرز، راولپنڈی۔
قیمت	:	250 روپے
ملنے کا پتہ	:	افتخار احمد حافظ مکان نمبر 6-999/A گلی نمبر 9 افشاں کالونی راولپنڈی کینٹ-پاکستان

اللھم صل علی محمد
وعلی ال محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم
انک حمید مجید ٥
اللھم بارک علی محمد وعلی
ال محمد کما بارکت علی
ابراھیم وعلی ال ابراھیم
انک حمید مجید ٥
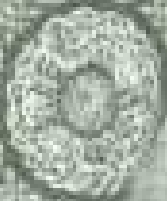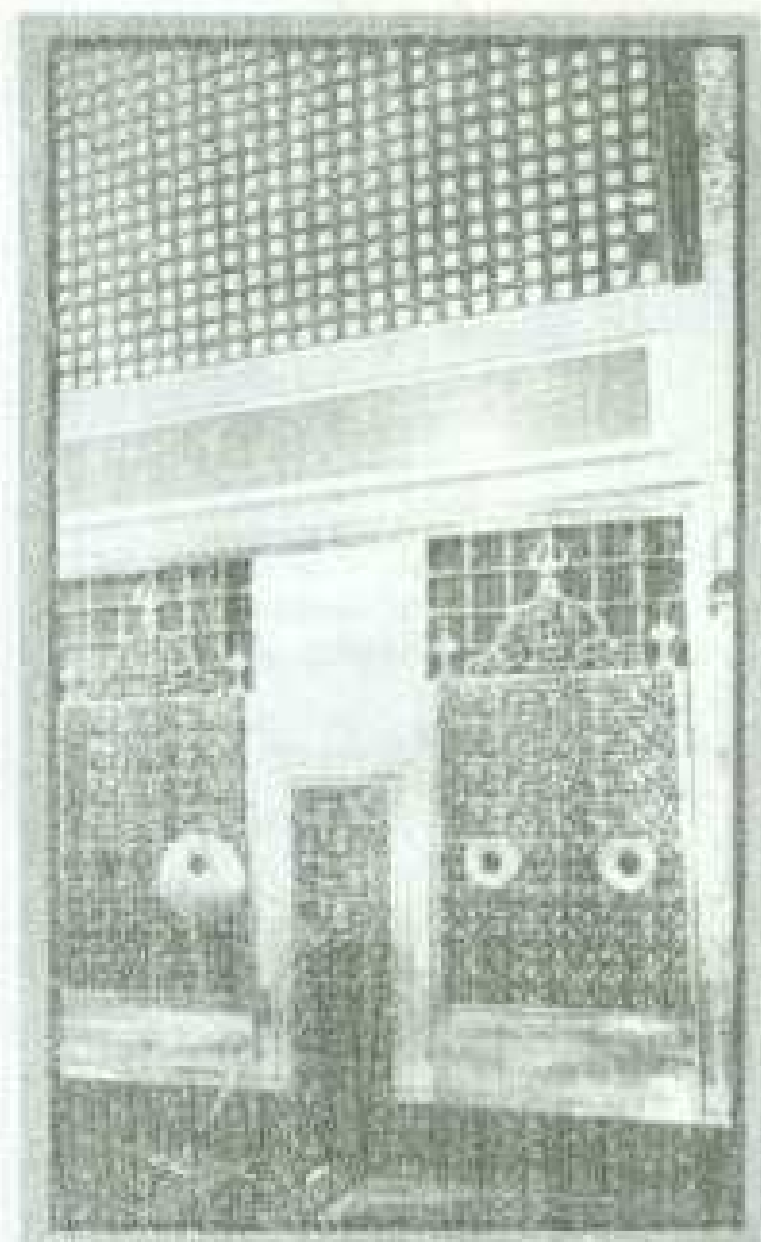
انتساب

اپنی اس معمولی سی کوشش کو سلطان المشائخین اور قطب وقت حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کرتا ہوں کہ جن کے پیراہن مبارک کے طفیل اللہ تبارک وتعالیٰ نے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو سومنات کے میدان میں فتح ونصرت سے نوازا اور اس بندہ ناچیز کو بھی اپنے در اقدس کی زیارت کرنے والوں میں شامل فرمایا۔

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

فہرست

	تفصیل	صفحہ نمبر
۔	آستانہ قم کا عجائب گھر	76
رے		77
۔	حضرت شاہ عبدالعظیمؒ	78
۔	حضرت بی بی شہربانوؒ	80
تہران		81
صومعہ سرا		82
۔	بقعہ مبارکہ سیدۃ فاطمہ ام الخیرؒ	86
بسطام شریف		89
۔	سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ	90
خرقان شریف		113
۔	سلطان المشائخین حضرت ابوالحسن خرقانیؒ	114
نیشاپور		125
۔	حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ	126
۔	امام زادہ حضرت محمد محروقؒ	130
۔	حکیم عمر خیام	131
مشہد مقدس		134
۔	حضرت امام علی رضاؒ	135
۔	مشہد مقدس کی دیگر زیارات	138
طوس		139
۔	حکیم ابوالقاسم فردوسی	140
نابناد 156	رنگین تصاویر ایران	142
	افغانستان	157
ہرات		160
۔	حضرت مولانا عبدالرحمن جامیؒ	161
قندھار		167
۔	عمارت خرقہ شریف	169

تفصیل	صفحہ نمبر

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲ - ۱ - ۲۰۰۰ / ۱۸۰

عرصہ گاہ حیات میں ہر انسان کو کبھی نہ کبھی سفر سے سابقہ پڑتا رہتا ہے، عام طور پر سفر کسی ذاتی، ملی یا کاروباری مقصد کے پیش نظر کیا جاتا ہے، جب کہ بعض سفر سیر و سیاحت کے لئے ہوتے ہیں ---- اگر سیاحت سے مقصود اگر عبرت و نصیحت حاصل کرنا ہو تو یہ قرآنی حکم "سیروا فی الارض" کی تعمیل قرار پائیں گے ---- آج کل سیر و سیاحت کو عام طور پر تفریح اور وقت گزاری کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اسے کسی اعلیٰ مقصد، مقدس مشن اور دینی و روحانی کامیابی کا ذریعہ گردانتے ہوں ---- محترم **الحاج محمد حافظ** صاحب قابل صد ستائش ہیں کہ انہوں نے سیر و سیاحت کو آثار قدیمہ اور مناظر فطرت کے مشاہدہ کا ذریعہ بنانے کے ساتھ ساتھ اسے مآثر و مقابر صالحین کی زیارت اور اہل اللہ کی ہم نشینی و صحبت کے باعث نہایت اعلیٰ و ارفع بنا لیا ہے ----

موصوف نے ایسی ہی عظیم روحانی ہستیوں کی بارگاہ میں حاضری دی ہے، جن کی صحبت میں بلاشبہ باعث حصول رحمت و سعادت ہے، جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے: **هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم** ---- (صحیح مسلم، کتاب الذکر) "یہ وہ لوگ ہیں، جن کی صحبت میں حاضر ہونے والا سعادت مند، بدبخت نہیں رہتا" ---- یہی وہ پاک باز افراد ہیں، جن کا ذکر کفارہ سیئات ہے: **ذکر الاولیاء کفارة** ---- (جامع صغیر للسیوطی، جلد ۲، صفحہ ۲۸۲) اور یوں محترم حافظ صاحب نے اپنے سفر کو عادت نہیں، عبادت بنا لیا ہے ---- مزید احسان یہ کیا کہ سفرنامہ تحریر کر کے اس عبادت میں قارئین کو بھی شریک کر لیا ہے ----

موصوف پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ انہیں مختلف بلاد اسلامیہ کے خاصان خدا اولیاء کے حضور حاضری کی سعادت میسر آئی، وہ ترکی، شام، اردن، عراق اور پاکستان کے مقامات مقدسہ پر حاضر ہوئے اور ۲۳۸ صفحات کا سفرنامہ "زیارات مقدسہ" تحریر کر کے قارئین کے لئے معلومات کا قابل قدر ذخیرہ فراہم کر چکے ہیں ---- (اب) انہیں عراق اور شام کی زیارات سے مشرف ہونے کی سعادت میسر آئی ہے، جس کی تفصیل "سفر محبت" کے عنوان سے "ماہنامہ نور الحبیب" بصیر پور شریف میں سلسلہ وار شائع ہو رہی ہے ---- کئی اقساط چھپ چکی ہیں اور ابھی داستان محبت جاری ہے ---- ذاتی مشاہدے کی بناء پر یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ حافظ صاحب نے "زیارات مقدسہ" میں اہم زیارات اور تحقیقی معلومات بہم پہنچانے کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے ---- یہ سفرنامہ اہل علم و قلم سے خراج تحسین

تقریظ

محبتے است کہ دل راضی دہد آرام
ورنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد

عشق و محبت کی دنیا بھی عجیب و غریب دنیا ہے' اس عشق کی بدولت انسان ایسے ایسے کام سرانجام دیتا ہے جنہیں کوئی بڑے سے بڑا پہلوان یا انجینئر یا کوئی ماہر سائنس دان انجام نہیں دے سکتا۔ بقول مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ

جسم خاک از عشق بر افلاک شد
کوہ در رقص آمد و چالاک شد

آج سے دو سال قبل ہمارے عزیز محترم جناب افتخار احمد حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایسا سرشار کیا کہ آپ نے دیوانہ وار اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیاروں کی زیارت کے لئے رخت سفر باندھا اور اپنے برادر بزرگ کے ساتھ ترکی' عراق' شام' اردن اور پاکستان کے مختلف گوشوں میں مدفون بزرگان دین اور تابعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن میں ائمہ اہل بیت اطہار' صحابہ کرام اور جلیل القدر عارفین اور اولیاء کرام شامل ہیں کی زیارت و ملاقات کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ ان بزرگان دین کے مقامات مقدسہ پر ان بزرگوں سے ان کی بنفس نفیس تو ملاقات نہ ہو سکی تاہم ان کے آثار و منازل پر حاضر ہو کر ان کی یاد میں آنسو بہانے کا موقعہ ان کو میسر آگیا۔ اور ان بزرگوں کی ارواح سے ان کی ملاقات ضرور ہوئی اور ان بزرگوں کی ارواح نے بھی ان کا پرتپاک خیرمقدم کیا کیونکہ اہل عشق و محبت کی قدر اہل عشق ہی کر سکتے ہیں۔ پھر یہ ان پاک ارواح کے فیوض و برکات کو اپنی جھولیوں میں نہیں بلکہ اپنے دل و دماغ کی بیکراں وسعتوں میں سمیٹ کر لے آئے۔

یہ ان کی محبت ہی کا کرشمہ تھا جس نے ان کو اتنے طویل اور کٹھن سفر پر آمادہ کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کرنے والوں کو یہ خوشخبری سنائی ہے کہ "

المرء مع من احب" یعنی آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہوگی۔ نائبین رسول اللہ ﷺ اور عارفین کاملین کی محبت اکسیر چیز ہے اور محبت کا اولین تقاضا یہ ہوتا ہے کہ محبوب کی اتباع و اطاعت کی جائے' اس کے نقش قدم پر چلا جائے۔ ان کی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے اور اس کی اشاعت عام کی جائے۔

الغرض بزرگان سلف کے اسی عشق نے جناب حافظ صاحب موصوف کے دل میں پھر ایک بار جوش مارا اور وہ اگلے سال پھر ایران و افغانستان کے مشہور و معروف بزرگوں کے آثار و منازل کی زیارت کے لئے روانہ ہوگئے اور کرمان' شیراز' ،سطام' خرقان' اصفہان' قم' صومعہ سرا (گیلان) نیشاپور' ہرات' مشہد مقدس' طوس' تاباد' قندھار' کابل' غزنی وغیرہ میں جہاں جہاں ائمہ اطہار اہل بیت' مشائخ عظام' مشاہیر رجال اسلام کے مزارات مقدسہ ہیں وہاں حاضری دی اور ان کی ارواح سے اکتساب فیض کیا۔ یہ کتاب اسی سفر کی روداد اور اس کی تفصیل پر مشتمل ہے۔ جس کو پڑھ کر گھر بیٹھے قاری ان بزرگوں کی کم از کم یاد ہی سے اپنے دل کی دنیا کو روشن کر سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ والوں کی یاد اور ان کے تذکرہ سے حق تعالیٰ کی بندے پر رحمت نازل ہوتی ہے۔

حافظ صاحب کے یہ سفرنامے ہمیں صرف بزرگان سلف کے منازل و مقامات ہی سے متعارف نہیں کرواتے بلکہ ان کے آثار کے ساتھ امت محمدیہ ﷺ کی ایک مستقل اور طویل تاریخ وابستہ ہے اور اسلام کے اہم ارکان یعنی جہاد کی' تبلیغ دین کی' نظام تعلیم و تربیت کی' ولایت و قرب خداوندی کے حصول کی' تزکیہ قلب و اصلاح نفس کی بلکہ انسانیت کے کمال و عروج کی تاریخ ان یادگاروں سے وابستہ ہے۔ جناب حافظ صاحب نے نشان راہ مہیا کردیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون خوش نصیب ہیں جو بزرگان سلف کے ان راستوں پر گامزن ہو کر دنیا میں اور آخرت میں کامیاب و کامران ہوسکتے ہیں۔ دعا ہے اللہ کریم مجھے بھی اور تمام قارئین کتاب کو ان بزرگوں

کے نقش قدم پر چلنے کی اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں
کیونکہ جوہر انسانیت عمل کرنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ وماتوفیقی الا باللہ

دعاگو

محمد حسین تقبل عفا اللہ عنہ

ڈاکٹر صاحبزادہ محمد حسین تحیمی الانصاری

(ایم اے، پی۔ ایچ۔ ڈی)

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت خواجہ فیض بخش چشتی نظامی

خانقاہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ للہ شریف (جہلم)

دیباچہ

یہ عاجز مصنف کتاب افتخار احمد حافظ جیسے صاحبان کی تلاش میں رہتا ہے چند ماہ پہلے کی بات ہے کہ حافظ صاحب "زیارات مقدسہ" پر اپنی پہلی کتاب لے کر میرے گھر پہنچ گئے کہ مجھے کتاب مذکورہ "تحفتاً" دینا چاہتے ہیں' ایک اجنبی کی یہ قدر افزائی حیران کن تھی اس لئے تجسس کے بعد معلوم ہوا کہ انہوں نے فیروز سنز کے ہاں میری کتاب "حضور پاک ﷺ کا جلال و جمال" کو سرسری نظر دیکھنے کے بعد خود بخود یہ فیصلہ کرلیا کہ ان کی کتاب میری روح کی غذا ہوگی تو اب میں ان کی "مومن کی فراست" کو کن الفاظ میں بیان کروں۔ البتہ یہ پہلو کسی وضاحت کا محتاج نہیں کہ بزرگوں کے مزارات مقدسہ کی زیارت سے جو کچھ انہوں نے حاصل کیا اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جو خود اس سلسلہ میں کافی زیادہ مشاہدات اور تجربات کا حامل ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی فلسفہ حیات کی شد بد بھی رکھتا ہو۔

بدقسمتی' ناسمجھی' کم علمی اور ضد کی وجہ سے زیارت قبور والا معاملہ کچھ اختلافی صورت اختیار کرگیا ہے یہ عاجز اس سلسلہ میں کوئی فتویٰ نہ دے گا کہ میں سورۃ فاتحہ کی دعا ایاک نعبد و ایاک نستعین پر یقین کامل رکھتا ہوں۔ البتہ کچھ لوگ اہل قبور کو وسیلہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں کہ ان بزرگوں کی وساطت سے دعا کرتے ہیں اور اس عمل کو یہ عاجز بھی شرک کے زمرے میں نہیں ڈالتا کچھ صاحبان اہل قبور کو گزارش کرتے ہیں کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش کریں وہ کہتے ہیں کہ موت دروازہ ہے اور سب شہداء اور بزرگ زندہ ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے تو جاہل کو بھی مردہ کہا ہے جنگ بدر کے موقع پر حضور پاک ﷺ نے مردہ کفار سے بھی خطاب فرمایا کیونکہ زندگی جاری ہے۔ سورۃ ممتحنہ کی آخری آیت مبارکہ کے مطابق اہل قبور سے مایوس تو صرف کفار ہوتے ہیں۔ مسلمان تو اپنے بزرگوں سے رابطہ میں رہتے ہیں۔ سورۃ مومن کی آیات مبارکہ 7 اور 8 کے مطابق اپنے بزرگوں کی بخشش

کی دعا مانگنے کو اللہ تعالیٰ بہت پسند فرماتا ہے۔ جو لوگ قبروں پر جانے کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہڈیاں جو گل سڑ گئیں ان کے پاس جا کر وقت کیوں ضائع کرتے ہو دراصل یہ لوگ اسلامی فلسفہ حیات کے روحانی اور سائنسی پہلو سے بھی بے خبر ہیں اور تخلیق کائنات' جاری زندگی اور حشرو نشر کے مراحل کو نہیں سمجھتے وہ اس سلسلہ میں عملی تجربات سے بھی بے خبر ہیں کہ ابن سعد کے مطابق حضور پاک ﷺ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت فرمایا کہ "قبر کو اوپر سے ٹھیک کر دیں" قبر والے کو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن یہ ہم زندہ لوگوں کے لئے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ ایک صحابی نے حضور پاک ﷺ کو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اب تو آپ ﷺ سے مل کر ہم اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیتے ہیں اور آپ کی ﷺ کی زیارت سے ہمیں روحانی تسکین بھی حاصل ہوتی ہے لیکن آپ ﷺ کے بعد کے زمانے کے لوگوں کا اس سلسلہ میں کیا حال ہو گا جس پر رحمتہ اللعالمین ﷺ نے فرمایا کہ ان ﷺ کی قبر کے علاقے (حرم شریف) کی زیارت سے لوگ یہ سب کچھ حاصل کریں گے کیونکہ اصل میں بات یہ ہے کہ روح اور نفس کا تعلق اپنی دنیاوی قبر سے قائم رہتا ہے۔ اور وہاں پر بزرگوں کی ارواح اور نفوس سے رابطہ ہوتا ہے اور جس طرح کسی زندہ بزرگ کی ملاقات سے بہت کچھ حاصل ہوتا ہے اسی طرح قرآن پاک کی سورۃ ممتحنہ کے مطابق قبر پر جا کر بہت کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اور اس عاجز نے جو کچھ حاصل کیا وہ تو کئی کتابوں کا مضمون ہے ایک دو واقعات درج کر رہا ہوں۔

ایک بزرگ سلطان مہدی صاحب جو حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے ہم زمانہ تھے ان سے بہت کچھ حاصل کیا گو کہ میں بچپن سے وہاں جاتا تھا اور کافی غیر مرئی مشاہدات بھی ہو چکے تھے لیکن 1955ء کی ایک کشف قبور کی "واردات" نے اسلامی فلسفہ حیات کے عملی پہلو کو میرے سامنے کھول کر رکھ دیا۔ اور موت سے ڈر یا کراہت ختم ہو گئی۔

دوسرا واقعہ 1965ء کا ہے جب لاہور سیکٹر کے واگہ محاذ کے علاقہ میں میرا مورچہ ایک بغدادی پیر کی قبر کے پاس تھا۔ وہاں کیا کچھ دیکھا اور میدان جنگ کے کیا مشاہدات ہیں اس سلسلہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور بہت کچھ پردہ میں ہے۔ شہدائے جنگ میرے پاس وہ کچھ چھوڑ گئے کہ اللہ تعالٰی کے سوا باقی سب لوگوں کے ڈر میرے دل سے نکل گئے۔ 1955ء کی "واردات" اور سوچ و بچار سے عیاں ہوا کہ جب حضور پاک ﷺ کے ادنٰی غلام یہ کچھ "عطا" کرسکتے ہیں تو کیوں نہ "رہبرو راہنما مصطفٰی ﷺ" کا ورد شروع کیا جائے اور پھر مشیت ایزدی نے اس عاجز کو حضور پاک ﷺ کے سپاہی کے نام سے موسوم کردیا تو عاجزی سے سر جھک گیا کہ خود ایسا نام اپنانے سے بے ادبی کا ڈر لگتا تھا۔ بہر حال ان سب کیفیات نے جو روحانی' ذہنی اور بدنی سکون مہیا کیا اور اس بڑھاپے میں جو دنیاوی قید کی زندگی ہوتی ہے اللہ تعالٰی نے اس کو اس عاجز کے لئے سہل و آسان کردیا۔ اس کیفیت کو کئی مضامین میں بھی بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اور پھر اسلامی فلسفہ حیات پر لکھنے کی جتنی سعادت اللہ تعالٰی نے اس عاجز کو عطا کی وہ اپنی مثال آپ ہے خلفاء راشدین کی کتاب' حضور پاک ﷺ کا جلال و جمال' اسلامی نظام حکومت اور اب ملک کے معروف سائنس دان سلطان بشیر محمود کے ساتھ مل کر ایک بڑی کتاب "حیات بعد الموت" ہے جس میں تخلیق کائنات کے عظیم مضامین کی اب تک کی سائنسی دریافتوں کو قرآن پاک کے انکشافات کے تابع کر دیا ہے۔

افتخار احمد حافظ کی پہلی ملاقات نے ہی سماں باندھ دیا۔ پھر وہ کتاب چھوڑ گئے اور میں نے اسی وقت پڑھنا شروع کردی تو اکثر جن صاحبان کے ساتھ میں ہر روز فجر کی نماز سے پہلے تصور میں ارواح کے ذریعے رابطہ باندھتا ہوں ان کے ساتھ رابطے میں وہ عروج دیکھا جو بیان سے باہر ہے چند روز بعد افتخار صاحب پھر آئے تو دوبارہ ہم کتاب کے صفحات اور بزرگوں کے مقامات میں ایسے غوطہ زن ہوئے کہ اپنے آپ کو

کھو بیٹھے ساتھ ہی حافظ صاحب نے ایک اور مژدہ سنایا کہ وہ ہفتہ کے اندر اندر ایران اور افغانستان کے بزرگوں کے مزارات پر حاضری دینے جارہے ہیں ہم نے مل کر ان کے تجویز شدہ سفر کے لئے ایک "ڈرائی رن" کیا پھر حافظ صاحب اس سفر پر رواں دواں ہوگئے اور واپسی پر دوسرے دن میرے پاس پہنچ گئے۔ اپنے سفر اور ایک ایک بزرگ کے مقامات کو جس انداز میں انہوں نے بیان کیا مجھے ایسا لگا کہ میں یہ سفر ان کے ساتھ کرتا رہا۔ حتیٰ کہ جب انہوں نے اپنے سفر کی آخری منزل کا ذکر کیا کہ عاشق رسول ﷺ، حافظ قرآن، بت شکن حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے کن الفاظ میں اس عاجز کا سلام پیش کیا اور کیا واردات ہوئیں تو مجھ پر رقت طاری ہوگئی۔

قارئین حافظ صاحب کا مذکورہ سفر دوسری کتاب کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ اور اب میرے تاثرات سننے کی بجائے آپ خود دوسری کتاب میں غوطہ زن ہو کر ان کے ہم سفر بنیں۔ یہ صاحب عشق بلاخیز کے ایک قافلہ سخت جان کے ساتھ صراط مستقیم پر رواں دواں قافلے کے سردار رحمۃ للعالمین، جو ازل میں احمد ﷺ (تعریف کرنے والے تھے) اور اس عالم میں محمد ﷺ (جن کی تعریف ہو رہی ہے) ان کی رہبری اور راہنمائی میں شریک سفر ہیں تاکہ روز محشر جب حضور پاک ﷺ اپنے مقام پر پہنچیں یعنی محمود ﷺ ہو جائیں تو افتخار احمد حافظ کو ان کی شفاعت نصیب ہو۔ آمین۔

امیر افضل خان تعلم خود

از جانب حضور پاک ﷺ کے سپاہی

امیر افضل خان

تعارف

زیارت قبور از لحاظ شریعت ایک مستحب اور مستحسن عمل ہے۔ اسلام کی ابتداء میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا مگر بعد میں اس امر کی اجازت فرما دی۔ آپ ﷺ خود بھی صحابہ کرام کے ساتھ شہداء غزوہ احد کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

نیک بندوں کے مقابر کی زیارت انسان کے ایمان کو تازگی بخشتی ہے آخرت کی یاد دلاتی ہے اور دلوں کو ایک روحانی تسکین و اطمینان عطا کرتی ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ عاشقان خدا تھے اور تمام عمر اپنے نفس کے ساتھ مشغول جنگ رہے۔ یہ لوگ روشنی کے وہ مینار ہیں جنہوں نے اندھیرے دلوں کو روشن کیا اور روشن دلوں کو روشن تر۔ اپنے کردار سے ہمارے لئے راہ عمل متعین کی اور ثابت کر دیا کہ اسلام کے راستے پر چلنا ممکن ہے۔ خدا ہمیں ان لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

اہل تصوف کے نزدیک زیارات پر جانا خاص مقاصد رکھتا ہے ان کے نزدیک اہل زیارات روحانی فیض کا ایک ذریعہ ہیں جیسا کہ خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "تذکرۃ الاولیاء" میں رقم کیا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ خرقانی کی روحانی تربیت کی حالانکہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ علاوہ ازیں غم دنیا کے ستائے ہوئے لوگ اہل زیارات سے دعاؤں کے طالب ہوتے ہیں۔

محترم افتخار احمد حافظ صاحب باوجودیکہ تصنیف و تالیف کے میدان میں نووارد ہیں مگر ان کی تحریر اپنے اندر ایک ایسا جذب و کیف لئے ہوئے ہے کہ پڑھنے والا بھی اپنے اندر اس کی لہریں محسوس کرتا ہے۔ انہوں نے جس محبت اور لگن کے ساتھ پاکستان' افغانستان' ترکی' عراق اور شام کی مشہور و معروف زیارات کے لئے سفر اختیار

کیا۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ کتاب نہ صرف زیارات کے متعلق مکمل معلومات کا خزینہ ہے بلکہ ایک سفرنامے کے طور پر بھی دوسروں کے لئے رہنما ثابت ہوسکتی ہے۔ زیارت گاہوں کی رنگین تصاویر نے اس کتاب کے حسن میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اس لئے یہ کتاب صرف دلوں کو ہی نہیں بلکہ آنکھوں کو بھی طراوت بخشتی ہے۔

میں خود بھی ایران میں 16-15 سال تک اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے سلسلے میں رہائش پذیر رہا ہوں۔ جن جگہوں پر مولف کتاب جناب افتخار احمد حافظ صاحب تشریف لے گئے ان جگہوں پر مجھے بھی جانے کا شرف حاصل ہوا۔ مگر یہ کتاب پڑھنے کے بعد یوں لگا کہ جیسے میں پہلی دفعہ ان جگہوں کا حال پڑھ رہا ہوں۔ یہ احساس حافظ صاحب کے طرز بیان کا مرہون منت ہے۔

یہ کتاب نہ صرف صاحب دل لوگوں کے گھروں کی ضرورت ہے بلکہ لائبریریوں کی ضرورت بھی ہے۔

یوسف علی چشتی قادری بی۔اے
کاسٹ اینڈ مینجمنٹ اکاؤنٹنٹ
سابق حسابدار ای سی او (ECO)
تہران۔ ایران
حال مقیم ۔ راولپنڈی

CADET COLLEGE
HASANABDAL

سفرِ محبت

کس کا خیال کونسی منزل نظر میں ہے
صدیاں گزر گئیں کہ زمانہ سفر میں ہے

انسانی زندگی سفر سے عبارت ہے' کائنات میں غور و فکر کے لئے اور انسانی زندگی کے تجربات و مشاہدات کی وسعت کے لئے سفر وسیلہ ظفر ہے۔ تاریخ اسلام میں بڑے بڑے عظیم لوگوں نے سیاحت کو اپنایا ہے سیروا فی الارض کا حکم بھی ہمیں کائنات کے مشاہدے کی دعوت غور و فکر دیتا ہے۔

افتخار احمد حافظ صاحب اس لحاظ سے خوش نصیب ہیں کہ انہیں ترکی' شام' اردن اور عراق کی سیاحت کا موقع ملا' ان ممالک میں مدفون بزرگان دین اور سلف صالحین کے مقابر کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔ قارئین کرام کی خوش قسمتی کہ انہوں نے اپنے اس سفر کے حالات کو مرتب کیا یہ سفرنامہ "زیارات مقدسہ" کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔ حافظ صاحب ایک عرصہ تک سعودی عرب میں مقیم رہے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی مستنیر ہواؤں میں شب و روز بسر کئے کاش وہ سرزمین محبت میں اپنے قیام کو بھی صفحات قرطاس پر منتقل کردیں۔

زیر نظر سفرنامے میں آپ نے ایران اور افغانستان کے ممالک کا انتخاب کیا ہے اور یہ دونوں ممالک خشکی کے راستے پاکستان سے ملے ہوئے ہیں اور مذہب' تہذیب و ثقافت کے حوالے سے یہ پاکستان کے ساتھ گہرے اور مضبوط رشتوں میں منسلک ہیں۔ آپ کے سفر کا آغاز کوئٹہ کے راستے ایران سے ہوا اور ایران کی زیارات میں

سر فہرست سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات مبارکہ تھے۔ شیراز میں حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ مشہد مقدس میں حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی نذرانہ سلام پیش کیا۔

افغانستان کے ایک شہر ہرات میں حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حافظ صاحب اور آپ کے ساتھیوں کو نعت شریف (نسیما جانب بطحا گزر کن) پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ایک بہت بڑا درخت ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے پتے دانتوں کے درد کے لئے بڑے اکسیر ہیں۔ عشق کی دنیا میں جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

حافظ صاحب کی یہ کاوش اور سفر محبت کی یہ داستان زائرین کے لئے ٹورسٹ گائیڈ، طالبان حق کے لئے توشہ آخرت اور عقیدتمندوں کے لئے زاد راہ ہے یہ کتاب تازہ ترین اور نادر و نایاب تصاویر سے مزین ہے جس سے کتاب کی افادیت دو چند ہو گئی ہے اس کتاب کے پڑھنے سے آپ گھر بیٹھے ایران اور افغانستان کی سیر کر لیتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کتاب کے مرتب کو مزید سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ وہ ایسی کتابیں تالیف فرماتے رہیں۔ اپنی گزارشات کو اس شعر پر ختم کرتا ہوں کہ۔

اے دوست بیا زود بہ مخانہ جامی رحمۃ اللہ علیہ
از حب نبی ﷺ گر طلبی سینہ سرشار

اے دوست بہت جلد حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل حب نبی ﷺ میں آجا اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل عشق رسول ﷺ سے پر ہو جائے۔

طالب دعا

محمد سرور شفقت

پروفیسر محمد سرور شفقت

کیڈٹ کالج، حسن ابدال

عرض مولف اور ایک آرزو

اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی اکرم ﷺ پر اربوں درود و سلام کے بعد عرض ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے خاص کرم و فضل سے ایک بار پھر بزرگان دین و مشائخ عظام کی خدمت میں حاضری کا سبب مہیا کر دیا اس بار ایران اور افغانستان میں موجود بزرگان دین کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ اس سفر مقدس میں بندہ ناچیز کے علاوہ اس کے برادر بزرگ جناب محمد بشیر' دو احباب حاجی محمد نواز عادل اور محمد ریاض راجہ بھی شریک سفر تھے ہمارا یہ سفر مورخہ 17 جنوری 2000ء کو راولپنڈی سے شروع ہو کر مورخہ 4 فروری 2000ء کو راولپنڈی میں ہی اختتام پذیر ہوا یہ سارا سفر بائی روڈ طے کیا اور ہم نے جو روٹ اختیار کیا وہ کچھ اس طرح ہے۔

راولپنڈی۔ کوئٹہ (بذریعہ ٹرین) - تفتان (پاکستانی باڈر) - میرجاوہ (ایرانی باڈر) - زاہدان - کرمان۔ شیراز۔ اصفہان - قم - رے۔ صومعہ سرا۔ طہران - شاھرود (بسطام شریف۔ خرقان شریف) - نیشاپور۔ مشہد مقدس۔ تائباد (ایرانی باڈر) - اسلام قلعہ (افغانی باڈر)۔ ہرات - قندھار۔ غزنی۔ کابل۔ طورخم۔ پشاور۔ راولپنڈی۔

الحمدللہ تمام سفر نہایت اچھا' پرکیف اور پر لطف رہا اور ان مشائخ متقدمین کی خدمت میں بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا جہاں پر بہت کم زائرین حاضر ہوتے ہیں پچھلے سفروں کی طرح اس مرتبہ بھی تمام مقامات کی رنگین تصاویر اور ان بزرگان دین کے متعلق معلومات حاصل کرتا رہا۔ کیونکہ میری خواہش تھی کہ واپسی پر انشاء اللہ حاصل شدہ رنگین تصاویر اور بزرگان دین کی معلومات کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ عشاق حضرات کی خدمت میں بھی پہنچانے کی کوشش کروں گا سو ایک چھوٹی سی کوشش آپ کی خدمت میں پیش ہے اس افراتفری اور بے سکونی کے پرفتن دور میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم اپنے اسلاف اور بزرگان دین کی زندگیوں' ان کے علمی

کارناموں اور روحانی تصرفات کا مطالعہ کریں اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے کی بھی اگر صدق دل سے کوشش کریں تو امید ہے کہ انشاء اللہ ہماری زندگیوں میں ضرور تبدیلی آئے گی اور سکون کی دولت بھی نصیب ہوگی اور پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی نازل کردہ اس رحمت میں بھی شامل ہو جائیں گے جو ان بزرگوں کا ذکر کرنے سے نازل ہوتی ہے کیونکہ قرآن پاک اور حدیث نبوی ﷺ کے بعد کوئی کلام مشائخ عظام کے کلام سے بڑھ کر بہتر اور افضل نہیں۔

قارئین مجھے اپنی کم علمی کا اعتراف ہے یہ تو چند ٹوٹے پھوٹے اور بے ترتیب الفاظ صرف اس لئے اکٹھے کر دیئے ہیں تاکہ ایک تو ان بزرگان دین کی خدمت میں حاضری لگ جائے اور دوسرا کل روز قیامت مجھ پر بھی نظر عنایت کر دی جائے کہ میں نے بھی بزرگان دین کے ذکر کو عام کرنے کے لئے کوشش ضرور کی۔

اس موقع کی مناسبت سے میں ان خواتین و حضرات کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے بندہ ناچیز کی تحریر "زیارات" مقدسہ حصہ اول (جو عراق، اردن، شام اور ترکی کے مقامات مقدسہ اور رنگین تصاویر پر مشتمل ہے) پر بذریعہ خطوط اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور بندہ کی پذیرائی کے ساتھ ساتھ اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازا۔ اسی طرح جن اخبارات اور رسائل نے بھی "زیارات مقدسہ" پر اپنے تبصرے شائع کئے ان کا شکریہ بھی ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ تمام تبصرے اور خطوط شائع کرنے تو ممکن نہیں اس لئے صرف چند منتخب تبصرے اور خطوط اس کتاب کے آخری حصہ میں شائع کئے جا رہے ہیں۔

قارئین آپ سے درخواست ہے کہ اس سفرنامہ و تذکرہ بزرگان دین کو پڑھنے کے بعد جہاں پر کوئی غلطی دیکھیں تو بندہ کو ضرور مطلع کریں تاکہ اس کی تصحیح کی جاسکے اور دوسرا جو حضرات ان مقامات مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل کریں تو اس بندہ ناچیز کو بھی اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے میں ان شخصیات کا بھی تہہ دل سے مشکور و ممنون ہوں کہ جنہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود بندہ ناچیز کی اس تحریر "زیارات مقدسہ" (ایران۔ افغانستان۔ پاکستان) پر اپنے تاثرات اور خیالات کا اظہار فرمایا۔

میری ایک آرزو اور دلی تمنا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے دنیاوی اسباب مہیا فرما دے کہ دیار حبیب ﷺ کے مقامات مقدسہ پر بھی ایک تذکرہ اپنی بخشش اور مغفرت کے لئے لکھ کر اپنے آقا و مولیٰ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں اسے ایک تحفے کی صورت میں اس امید کے ساتھ پیش کروں کہ آپ ﷺ اسے قبول فرمالیں گے اور پھر کل روز محشر اپنے دامن شفاعت میں مجھ گناہ گار کو بھی لے لیں گے یا رسول اللہ ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ ﷺ ہی کے وسیلے سے مجھے یہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قارئین آپ بھی میری اس آرزو کی تکمیل کے لئے دعا فرمائیں۔

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

آخر میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل اس چھوٹی سی کوشش کو قبول و منظور فرما کر اسے میرے لئے اور میرے والدین کے لئے صدقہ جاریہ اور باعث نجات بنائے اور ان تمام حضرات کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس تحریر کو نشر کرنے میں مدد فرمائی۔

آمین بحق سید المرسلین ﷺ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ'

راولپنڈی

آپ کی دعاؤں کا محتاج

جمعۃ المبارک

افتخار احمد حافظ

افتخار احمد حافظ

۱۱ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
۱۴ر جولائی ۲۰۰۰ء

قطعہ ہائے تاریخ (سال طباعت)

کتاب "زیارات مقدسہ" مشتمل بر احوال سفر مع تصاویر

زیارات مقدسہ ایران و افغانستان

"جامع تذکرہ اہل سعادت" (2000ء)

کتاب خوب ہے موضوع جس کا
تب و تاب مزارات معظم
کہی تاریخ با قلب و سر "زیب"
زہے "شان مقامات معظم"

17 + 1983 - 2000ء

مقامات وہ جن میں ہیں جلوہ فرما
اساطین قوم و بزرگان ملت
عظیم اولیائے خدا کے مقابر
ہیں مسلم ممالک میں قائم بکثرت
مراکز ہدایت کے یہ آستانے
بہ ہر سمت ہیں مرجع اہل الفت
عراق اردن ایران لبنان ترکی
بہ ہر سو ہیں موجود اخیار امت
دیار فلک رتبہ محمود رحمۃ اللہ علیہ و جامی رحمۃ اللہ علیہ
بہ ہر گوشہ ہیں اہل حق بافضیلت
کئی ان مزارات ارباب حق کی
میرے دوست حافظ نے کی ہے زیارات

بڑا ولولہ خیز ہے شوق اس کا
وہ ہے پیکر جذبہ و عزم و ہمت
خدا کے پراسرار بندوں سے اس کو
ہے گہری عقیدت ہے سچی محبت
سفرنامہ اس نے کیا ہے مرتب
جو ہے ذوق افزا و پرلطف غایت
تصاویر بھی اس میں شامل ہیں ان کی
جو دیکھے مزارات اہل حقیقت
جو شیدائی ہیں اولیائے خدا کے
پڑھیں وہ یہ ایمان افزا حکایت
سحر دم کہا مجھ سے ہاتف نے طارق
کہو سال طبع "دین و خیر و سعادت"۔

1421 ہجری

طارق سلطان پوری، حسن ابدال

راولپنڈی - کوئٹہ - تفتان بارڈر

بروز سوموار صبح سوا پانچ بجے گھر سے روانہ ہوئے کوئٹہ ایکسپریس چھ بجے روانہ ہوتی ہے لیکن چھ بجے تک ٹرین پلیٹ فارم پر ہی نہ لگی نماز کا وقت ہو رہا تھا اس لئے پلیٹ فارم پر ایک مسجد میں نماز فجر ادا کی اسی اثناء میں ٹرین بھی پلیٹ فارم پر لگ گئی اور آدھ گھنٹہ لیٹ ہونے کے بعد ساڑھے چھ بجے ٹرین اپنے طویل سفر کوئٹہ کے لئے روانہ ہوئی۔ سفر کی دعائیں پڑھیں اور یوں اس طویل "سفر زیارات" کی ابتداء ہوگئی۔ کچھ ہی دیر میں ٹرین چکلالہ سٹیشن پر پہنچ کر رک گئی اور معلوم ہوا کہ سگنل خراب ہوگئے ہیں بہرحال چکلالہ سٹیشن پر مزید آدھ گھنٹہ لیٹ ہونے کے بعد گاڑی اپنی معروف رفتار کے ساتھ چل پڑی اور لاہور پہنچتے پہنچتے ٹرین کافی لیٹ ہوچکی تھی اور باتھ رومز کا بھی برا حشر ہوچکا تھا حالانکہ سلیپر کے ڈبہ میں سفر کر رہے تھے لیکن جن مسافروں کے لئے یہ باتھ رومز ہوتے ہیں وہ کم اور دوسرے بغیر بکنگ والے کھڑے بیٹھے مسافر زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ سلیپر کے ڈبوں میں بھی لوگ بغیر بکنگ کے آجاتے ہیں اور سیٹیں نہ ہونے کے باعث راستوں میں زمین پر بیٹھ جاتے ہیں لاہور سٹیشن پر ٹرین جب کافی دیر کھڑی رہی تو معلوم ہوا کہ انجن خراب ہوگیا ہے اور مزید دیر ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اسٹیشن پر ہی نماز ظہر ادا کی اور کھانا بھی کھا لیا اور خدا خدا کرکے کافی دیر کے بعد ٹرین حرکت میں آئی۔ خانیوال سے پہلے ہی کافی اندھیرا ہوچکا تھا اور ابھی تک سلیپر کے ڈبوں میں بھی لائٹ روشن نہ ہوئی تھی اور پھر عام ڈبوں کی کیا صورت حال ہوگی جہاں پر بری طرح مسافر اوپر نیچے بیٹھے ہوتے ہیں کئی بار شکایت کی لیکن کون سننے والا ہے ایک دو مرتبہ الیکٹریشن حضرات نے کوشش بھی کی لیکن بات نہ بنی اب ہم کر بھی کیا سکتے تھے بیٹھے رہے نمازیں ادا کیں کھانا کھایا اور اونگھتے رہے۔

دوسرے دن صبح 8 بجے روہڑی پہنچے 2 بجے کے قریب سی سے روانہ ہوئے آب گم میں انجن خراب ہوگیا کافی دیر کے بعد دوسرا انجن آیا اور گاڑی روانہ ہوئی

اور بالآخر رات دس بجے الحمدللہ ہم کوئٹہ پہنچ ہی گئے ایک صاحب اسٹیشن پر ہمیں لینے آئے تھے وہ بھی کافی انتظار کے بعد چلے گئے۔ بس اپنے اس ملک کے سارے سسٹم کے لئے دعا ہی کر سکتے ہیں ورنہ ہمارا حال تو اب کچھ بھی نہیں۔

ایک رکشا کر کے اسٹیشن کے قریب ہی ایک ہوٹل میں چلے گئے رات گزاری صبح فجر کی نماز ادا کی ناشتہ کیا اور بازار آگئے تاکہ کرنسی تبدیل کرلیں دوپہر کا کھانا کھایا اور بسوں کے اڈے پر پہنچ گئے شام چار بجے والی بس کے ٹکٹ لئے لیکن وہ بھی پانچ بجے روانہ ہوئی مختلف مقامات سے بس گزرتی ہوئی اور سفر طے کرتی ہوئی صبح ساڑھے چھ بجے خیریت سے تفتان پہنچ گئی۔ چونکہ بازار 9 بجے کھلتا ہے اس لئے ایک سائیڈ پر سامان رکھ کر بیٹھ گئے کچھ دیر بعد ناشتہ کیا اور بازار کھلنے کا انتظار کرنے لگے نو بجے کے قریب بازار کھلا ایک جگہ کسٹم چیک ہوا اور ایک جگہ امیگریشن - سو ان تمام کارروائیوں کے بعد پاکستان کی حدود (تفتان بازار) سے نکل کر ایران کی حدود میں داخل ہو گئے۔

مذکورہ بالا تجربہ کی روشنی میں نئے زائرین کے لئے مشورہ

ہمارا یہ خیال تھا کہ ٹرین دوسرے دن مقررہ وقت پر پہنچ جائے گی اور ہم شام 5 یا 6 بجے والی بس میں سوار ہو جائیں گے۔ (6 بجے کے بعد تفتان کے لئے بسیں نہیں ملتیں) لیکن ایسا ممکن نہ ہوسکا۔ جس وجہ سے ہمیں ایک رات اور دن کا ہوٹل اور کھانے کا فالتو خرچہ پڑا ہم سوچ رہے تھے کہ کاش ہوائی جہاز پر ہی آجاتے اور اسی دن آگے نکل جاتے۔ اس لئے اگر ممکن ہو تو کوئٹہ تک ہوائی جہاز سے سفر کیا جائے ورنہ کوئٹہ ایکسپریس سے ہی آنا ہے تو پھر سی سے بذریعہ کوچ کوئٹہ پہنچ جائیں کیونکہ گاڑی سی سے آگے زیادہ لیٹ ہوتی ہے اور دوسرا کرنسی کوئٹہ تبدیل کرانے کی بجائے تفتان بازار پر بھی آسانی سے تبدیل ہوسکتی ہے اور ریٹ بھی اچھا مل جاتا ہے۔
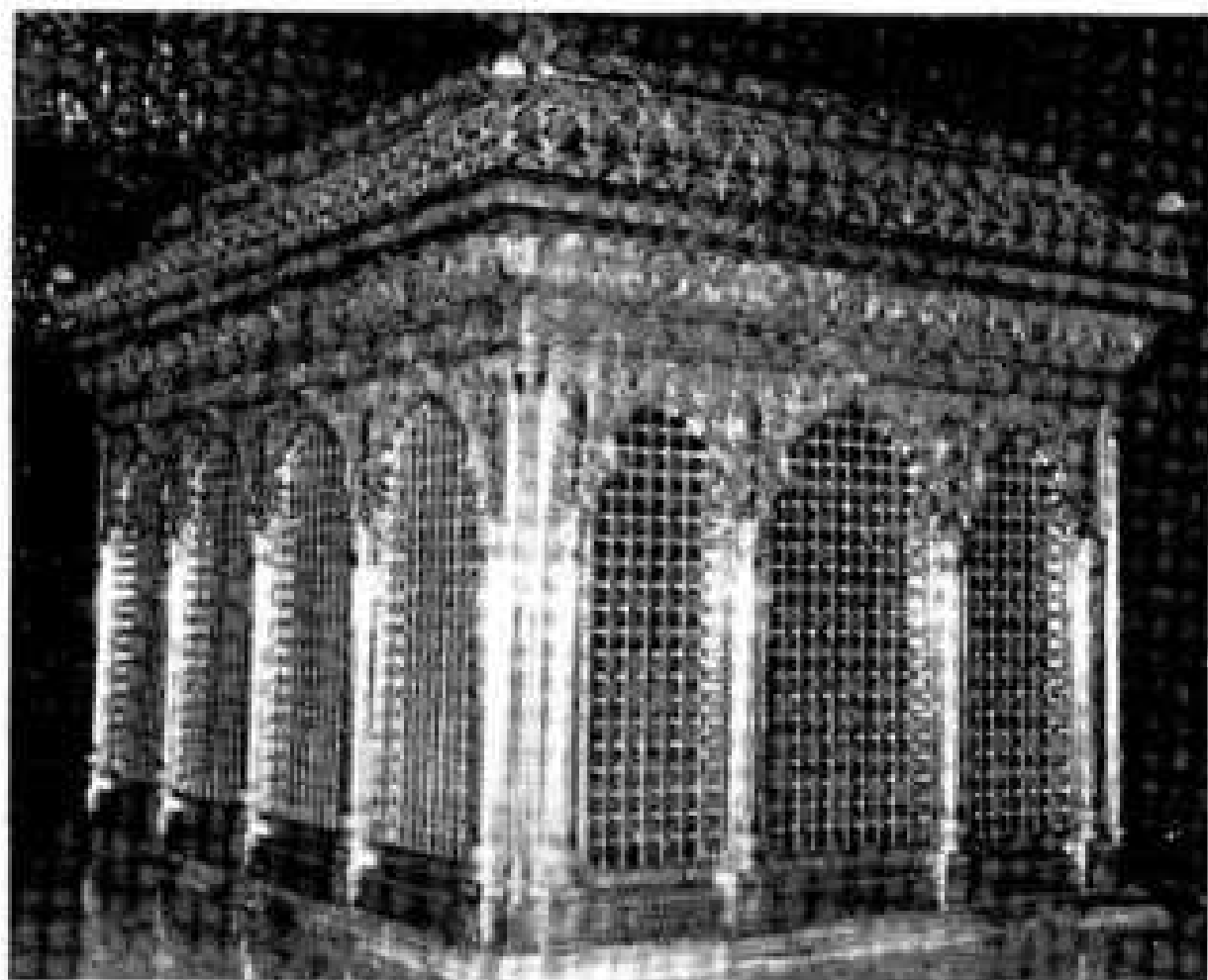
مزار مبارک حضرت امام رضاؑ

اسلامی جمہوریہ
ایران

اسلامی جمہوریہ ایران

ایران کا لفظ آریانہ سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے آریاؤں کی سرزمین اسلامی جمہوریہ ایران پاکستان کا ہمسایہ ملک اور جس کا شمار دنیا کے قدیم ترین ممالک میں ہوتا ہے۔

ایران اور پاکستان ایک دوسرے کے ساتھ مذہبی' تاریخی اور جغرافیائی رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں کون ہے جو شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ اور حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ سے واقف نہیں ایران میں بے شمار روحانی مقامات ہیں۔ مشہد مقدس ایران کا روحانی مرکز ہے اسی طرح قم' شیراز' صومعہ سرا' ہمدان' بسطام' خرقان اور نیشاپور میں بھی بے شمار مشائخ اور اولیائے عظام کے مزارات مبارکہ ہیں انہی مقامات کی زیارات کے لئے ہم نے ایران کا پروگرام بنایا۔

ایران کا بارڈر میرجاوہ ہے ایک خوبصورت عمارت میں امیگریشن آفس اور کسٹم والوں کا دفتر ہے۔ امیگریشن کی ضروری کارروائی کے بعد کسٹم والوں نے سامان چیک کیا اس کے بعد ہم اس عمارت سے باہر آگئے۔ ایک گاڑی میں سوار ہو کر گیارہ بجے زاہدان بس ٹرمینل پہنچ گئے۔ ایران میں انتہائی اعلیٰ قسم کی سڑکیں بنی ہوئی ہیں اسی طرح ٹریفک کا نظام اور لائٹنگ کا نظام بھی قابل دید ہے۔ میرجاوہ سے زاہدان تک دو مرتبہ گاڑی اور سامان کی چیکنگ ہوئی اور ایک مقام پر پاسپورٹ بھی چیک کئے گئے۔

زاہدان بس ٹرمینل سے کرمان جانے کے لئے 2 بجے والی بس میں بکنگ کروائی پھر ایک ہوٹل میں کھانا کھانے چلے گئے۔ اسی مناسبت سے میں یہاں پر ایرانی کھانوں کا مختصر سا تعارف کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔ گو کہ ہم نے یہ سارے کھانے ٹیسٹ تو نہیں کئے لیکن یہ کھانے یہاں پر پکائے اور کھائے جاتے ہیں۔ جو غذا پورے ایران میں جگہ جگہ میسر ہے اور بڑے شوق سے کھائی جاتی ہے وہ چلو کباب ہے یعنی چاول اور کباب' اعلیٰ قسم کے چاول اور مختلف اقسام کے کباب یعنی کباب کو بیدہ' کباب

شش لیک، جوجہ کباب اور کباب سیخی وغیرہ اسی طرح خورشت، خورش قورمہ سبزی، خورش کرفس، خورش بادنجان، خورش لوبیار خورش قیمہ مرغوب غذائیں ہیں اس کے علاوہ آبگوشت، خوراک مرغابی، خوراک ماکارونی کے علاوہ آش ایرانی بھی خاص غذا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف قسم کے پلاؤ بھی تیار کئے جاتے ہیں جس میں اسلامبولی پلاؤ، آلبالو پلاؤ، باقلا پلاؤ، زرشک پلاؤ، عدس پلاؤ اور ماش پلاؤ شامل ہیں علاوہ ازیں مختلف قسم کے سوپ بھی پکائے جاتے ہیں۔ ہم نے بھی ایران میں کھانے کی ابتداء چلو کباب سے شروع کی۔ کھانے کے بعد ایک مسجد میں نماز ظہر ادا کی اور بس میں سوار ہو کر کرمان کی طرف چل پڑے۔

کرمان

شہر

شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ

کرمان

کرمان شہر کا شمار ایران کے قدیم ترین شہروں میں ہوتا ہے۔ اس شہر کو ثقافتی مرکز کی حیثیت حاصل رہی ہے کرمان شہر میں اب بھی کئی یونیورسٹیاں طلباء اور طالبات کو علم سے مستفید کر رہی ہیں کرمان صاف ستھرا اور ترتیب سے بنا ہوا شہر ہے۔

زاہدان سے 2 بجے کے قریب بس کرمان کے لئے روانہ ہوئی کئی مقامات پر چیکنگ ہوتی رہی کبھی سامان کی تو کبھی مسافروں اور کبھی گاڑی کی جس کی وجہ سے کافی وقت ضائع ہوتا رہا۔ بہرحال یہ ان کا طریقہ کار ہے اور جس پر وہ عمل پیرا ہیں۔

زاہدان سے ایک سڑک سیدھی مشہد مقدس کو جاتی ہے اور دوسری براستہ بم شہر کرمان کو۔ بم بھی قدیمی تاریخی شہر ہے اور قابل دید ہے۔ چونکہ ہمارا مقصد اس سفر میں صرف زیارات مقامات مقدسہ تھا اس لئے بم میں رکنے کی بجائے سیدھا کرمان چلے گئے اور رات ساڑھے دس بجے ہم کرمان شہر میں تھے۔ ایک مسافر خانے میں دو کمرے کرایہ پر لئے اور دن کی بقیہ قضا نمازیں پڑھنے کے بعد صبح کا پروگرام طے کر کے سو گئے۔

ماھان

شہر حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ناشتہ کیا اور ماھان میں حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے جو شہر کرمان سے 35 کلومیٹر باہر ہے ایک پرائیویٹ گاڑی والے سے کرایہ طے کر کے ماھان روانہ ہو گئے۔

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ شام کے ایک شہر حلب میں پیدا ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ

کے والد محترم جناب میر عبداللہ اپنے وقت کے صوفی بزرگ اور مرشد راہ تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب 19 واسطوں سے جناب نبی کریم ﷺ سے جا ملتا ہے جس کے متعلق آپ خود فرماتے ہیں۔

نوز دہم جد من رسول خدا است

آشکار است نیست پنہاں

آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک روشن ضمیر ولی اللہ اور زبردست مکاشفہ کے مالک تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں آئندہ آنے والے حالات و واقعات کے متعلق پیشین گوئیاں فرمائی ہیں جن میں سے اکثر درست ثابت ہو چکی ہیں۔ چند ایک آپ بھی مطالعہ فرمائیں۔

طاعون و قحط یکجا گردد بہ ہند پیدا

پس مومناں بہ میرند ہر جا ازیں بہانہ

(ہندوستان میں طاعون اور قحط ساتھ ساتھ نمودار ہوں گے جس سے بے شمار مسلمان موت کی آغوش میں چلے جائیں گے)

پس سال بست دیگر آغاز جنگ دوئم

مہلک ترین اول باشد بہ جارحانہ

(پہلی جنگ عظیم کے اکیس سال بعد دوسری لڑائی شروع ہوگی جو پہلی کی نسبت زیادہ تباہ کن ہوگی)

نصرانیاں باخود ہندوستاں سپارند

تخم بدی بکارند از فسق جاودانہ

(انگریز ہندوستان سے اپنی حکمرانی چھوڑ کر چلے جائیں گے لیکن اپنی برائیوں کا بیج ہمیشہ کے لئے بو جائیں گے)

اسی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

چوں سال بهتری از کان زحوقا آید
مهدی عروج سازد در مسند مهدیانہ
(جب آئندہ "کان زحوقا" کا سال آئے گا تو مهدی مسند مهدیانہ پر جلوہ افروز ہوں گے)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کا فیروزی ٹائلوں والا گنبد اور مینار دور سے ہی نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں ایک وسیع کمرے میں اونچے چبوترے پر آپ کی قبرمبارک ہے جس کو شیشے کے فریم سے کور کیا ہوا ہے پورے کمرے میں نہایت خوبصورت اور قیمتی قالین بچھے ہوئے ہیں ان میں سے اکثر قالین لوگوں نے مزار مبارک کے لئے ہدیتاً" وقف کئے ہوئے ہیں۔ جابجا آیات قرآنیہ اور فارسی اشعار لکھے ہوئے ہیں آپ کی خدمت میں اپنا اور اپنے دوست احباب کا سلام پیش کیا پھر کھڑے ہو کر قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار پیش کئے اس کے بعد فاتحہ اور دعا کر کے مزار مبارک کے ملحقہ حصے دیکھنے گئے مزار کے ساتھ زمانہ قدیم کی ایک انتہائی خوبصورت اور وسیع مسجد بنی ہوئی ہے اس کے ساتھ چھوٹے سے کمرے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ بھی موجود ہے۔

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا کافی حصہ عراق میں گزرا اس کے بعد تقریباً" سات سال مکہ مکرمہ میں گزارے' پھر سمرقند' ہرات اور یزد سے ہوتے ہوئے ماھان پہنچے اور پھر اپنی طویل زندگی کا بقیہ حصہ ماھان میں ہی گزارا۔

چلہ گاہ کے قریب مزار مبارک کے محافظ سے ملاقات ہوئی جس نے سلیس فارسی میں ہمیں حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کے بارے میں بتایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کئی اشعار بھی ترنم سے سنائے۔ پھر ہمیں ایک چھوٹی سی کتاب جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار درج ہیں ہدیتاً" پیش کی اس میں سے کچھ اشعار آپ کی نذر کرتا ہوں۔

قدرت کردگار می بینم
حالت روزگار می بینم

میں خدا کی قدرت دیکھ رہا ہوں
روز و شب کے حالات دیکھ رہا ہوں

از نجوم این سخت نمی گویم
بلکہ از سر یار می بینم

میں یہ بات علم نجوم کے ذریعے نہیں کہہ رہا
بلکہ خدا کی قدرت مجھے یہ سب دکھا رہی ہے

در خراسان و مصر و شام و عراق
فتنہ و کار زار می بینم

خراسان، مصر، شام اور عراق
ان میں جنگ فتنہ و فساد کے آثار دیکھ رہا ہوں

غارت و قتل لشکر بسیار
درمیان و کنار می بینم

لوٹ مار قتل اور لشکر بسیار
درمیان میں اور کنارے دیکھ رہا ہوں

نعمت اللہ نشستہ در کنجی
ہمہ را برکنار می بینم

نعمت اللہ ولیؒ ایک کنارے بیٹھے ہوئے اس سارے معمے کو دیکھ رہا ہے۔

مزار مبارک کے سارے حصے دیکھنے اور الوداعی سلام کرنے کے بعد باہر آئے اور محافظ مزار نے ہمیں آپ کے مزار مبارک کی چادر سے چند ٹکڑے پیش کئے جسے ہم نے شکریے کے ساتھ قبول کیا۔

مزار مبارک ایک وسیع رقبے پر واقع ہے ساتھ ایک خوبصورت لائبریری بھی ہے اس کے ساتھ قہوہ خانے اور باتھ روم بھی زائرین کے لئے بنے ہوئے ہیں یہاں سے فارغ ہو کر باہر نکلے اور ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر واپس کرمان پہنچ گئے تاکہ کرمان کے بقیہ مقامات دیکھیں۔

کرمان کے تاریخی مقامات میں سب سے اہم اس کی قدیم جامع مسجد فن تعمیر کا ایک شاہکار ہے جامع مسجد کرمان جو آٹھویں ہجری میں مبارزالدین مظفری نے بنوائی اپنے حسن اور فن تعمیر کے لحاظ سے ایک عجوبہ ہے یہ انتہائی وسیع و عریض مسجد ہے اور قابل دید ہے۔ اس کے علاوہ بازار کرمان' حمام گنج علی خان' عجائب گھر' گنبد سبز' گنبد مشتاقیہ' گنبد جبلیہ اور قلعہ جات شامل ہیں۔

گو کہ ہم کرمان میں تقریباً" ڈیڑھ دن رہے لیکن اس شہر میں طبیعت کو ایک روحانی تسکین اور خوشی نصیب ہوئی۔ ان مقامات کی زیارات کے بعد واپس ہوٹل آئے کھانا کھایا اور بس ٹرمینل روانہ ہوگئے تاکہ شہر حضرت سعدی ولیؒ و حافظ شیرازی ولیؒ روانہ ہوں۔

شیراز

شہر

سعدی رحمۃ اللہ علیہ و حافظ رحمۃ اللہ علیہ

شہر شیراز صوبہ فارس کا صدر مقام اور اس کی شہرت کئی اعتبار سے مذہبی اور تاریخی حیثیت کی حامل ہے مذہبی مقامات میں مزار مبارک حضرت شاہ چراغ ؒ مزار مبارک حضرت شیخ سعدی ؒ و حافظ شیرازی ؒ سرفہرست ہیں۔ تاریخی مقامات میں دروازہ قرآن' عجائب گھر' تخت جمشید' نقش رستم' لسپارگاہ اور تاریخی عمارات سرفہرست ہیں چونکہ ہمارا سفر خالص مذہبی نوعیت کا تھا اس لئے زیادہ توجہ مذہبی مقامات پر مرکوز رہی۔

کرمان سے چلنے کے بعد راستے میں ایک دو مرتبہ چیکنگ ہوئی اور ایک مقام پر پاسپورٹ بھی چیک ہوئے اور خیریت سے صبح پانچ بجے ہم شیراز شہر میں پہنچ گئے۔ بس ٹرمینل سے ایک ٹیکسی لے کر اندرون شہر آئے اور ایک مسافر خانے <آباوان> میں دو کمرے لئے۔ نماز فجر ادا کی اور ناشتہ کے بعد 8 بجے زیارات کے لئے نکل پڑے سب سے پہلے حضرت شاہ چراغ ؒ کی خدمت میں حاضری دی۔

حضرت سید امیر احمد ؒ بن امام موسیٰ کاظم ؑ المعروف شاہ چراغ ؒ

حضرت سید امیر احمد ؒ' حضرت امام موسیٰ کاظم ؑ کے صاحبزادے جو حضرت شاہ چراغ ؒ کے نام سے مشہور ہوئے آپ ؒ کا مزار مبارک اس شہر کی رونق ہے آپ ؒ حضرت امام علی رضا ؑ کے بھائی ہیں اہل شیراز امام موصوف کی بہت عزت و توقیر کرتے ہیں اسی طرح شاہان سلف نے یہاں پانی کی طرح پیسہ بہا کر حرم کو نادرہ روزگار بنا دیا اندرونی حصے کی کیفیت کا بیان تو الفاظ میں ناممکن ہے۔ ہر طرف نور ہی نور کی بارش زائرین کا رش اور میلے جیسے سماں۔ ہم بھی با ادب اندر حاضر ہوئے سلام پیش کیا رش کی وجہ سے ایک طرف بیٹھ کر ختم شریف پڑھا تمام دوست و احباب کا سلام پیش کیا اور دعا کے بعد حرم کے بقیہ حصے دیکھنے نکلے۔ واقعی ایک نورانی اور روحانی مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کو قلبی اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔

حرم سے باہر نکل کر ساتھ ہی ایک طرف حضرت سید میر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے یہ بھی حضرت شاہ چراغ رحمۃ اللہ علیہ کے برادر محترم ہیں یہاں حاضر ہوئے فاتحہ اور الوداعی سلام کے بعد باہر آگئے اور ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

"زخاکِ سعدیِ شیراز بوئے عشق آمد"

شیخ الاجل مشرف الدین مصلح

المعروف

سعدیِ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار دنیائے اسلام کے نامور اسلاف میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم' معلم اخلاق اور عظیم شاعر تھے۔ بچپن ہی سے عبادت' شب بیداری اور تلاوت کلام مجید کا بے حد شوق تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اور عقیدت انتہاء درجہ کی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ رباعی:

بلغ	العلی	بکمالہ
کشف	الدجی	بجمالہ
حسنت	جمیع	خصالہ
صلوا	علیہ	و آلہ

جو عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کی دھڑکن ہے کے متعلق کچھ اس طرح روایت ہے کہ جب حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ رباعی لکھی تو اس کا چوتھا مصرعہ مکمل نہیں ہو رہا تھا جس کی وجہ سے آپ ہر وقت پریشان اور غمگین رہتے۔ ایک دن حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی قسمت جاگ اٹھی اور خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کو دیدار سے نوازا اور پوچھا کہ سعدی کیا بات ہے آجکل کیوں پریشان ہو جس پر شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی شان میں ایک رباعی ترتیب دے رہا ہوں لیکن اس کا آخری مصرعہ مکمل نہیں ہو رہا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے تینوں مصرعے پڑھے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ لکھ دو صلوا علیہ و آلہ اور رباعی مکمل ہو گئی۔ یعنی اس رباعی کا آخری مصرعہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب فرمایا اور پھر اس برکت سے یہ رباعی اتنی مشہور ہوئی کہ آج کئی صدیاں گزرنے کے باوجود بھی یہ رباعی زندہ ہے اور انشاء اللہ زندہ رہے گی کیونکہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر سلام ہے اور اس رباعی کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی ہمیشہ زندہ رہے گا۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا زیادہ حصہ تحصیل علم اور سیرو سیاحت میں بسر ہوا۔ مدت دراز تک ایشیاء اور افریقہ میں سیرو سیاحت کرتے رہے پیدل حج کئے۔ ہمیشہ بے سرو سامان اور متوکل درویشوں کی طرح سفر کرتے عسرت اور تنگدستی کے باوجود خودداری کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

"گلستان" میں ایک جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی زمانے کی سختی اور آسمان کی گردش کا شکوہ نہیں کیا مگر صرف ایک موقع پر دامن استقلال ہاتھ سے چھوٹ ہی گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نہ میرے پاؤں میں جوتی تھی اور نہ جوتی خریدنے کی طاقت' اسی حالت میں غمگین اور تنگ دل کوفے کی جامع مسجد میں جا پہنچا وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے پاؤں ہی نہ تھے اسی وقت میں نے خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور اپنے ننگے پاؤں ہی غنیمت سمجھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تمام کلام پند و نصائح سے لبریز ہے ہندو پاک کا کوئی ایسا مدرسہ نہ تھا جہاں آپ کی تصانیف نہ پڑھائی جاتی ہوں سعدی رحمۃ اللہ علیہ کو سب ہی اپنا استاد مانتے ہیں اور پھر ایسے استاد کہ رہتی دنیا تک آپ کا نام زندہ رہے گا۔

ٹیکسی کچھ ہی دیر بعد مزار حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے عین سامنے آکر رکی اور ہم ٹکٹ لے کر اندر داخل ہوئے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی زیارت ہم سب احباب کے لئے ایک اہم فریضہ سے کم نہ تھی سب با ادب اس عظیم ہستی کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام پیش کیا قبر مبارک کو بوسہ دینے کے بعد جانب قدم بیٹھ گئے۔ الحمدللہ ویسے ہم اکثر آپ کی مشہور زمانہ رباعی پڑھتے رہتے ہیں لیکن اس مرتبہ رباعی جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے سامنے بیٹھ کر سب نے مل کر با آواز بلند پڑھی تو ایک عجیب روحانی سا ماحول پیدا ہوگیا اس رباعی کے بعد آپ کی ہی ایک حمد

کریما بہ بخشائے برحال ما
کہ ہستم اسیر کمند ہوا
منہ دل بریں دیر ناپائیدار
ز سعدی رحمۃ اللہ علیہ ہمیں یک سخن یاد دار

پیش کی پھر آپ کی ہی ایک نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی۔

عرش است کمین پایہ زایوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جبریل امین خادم دربان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
یک جان چہ کند سعدی رحمۃ اللہ علیہ مسکین کہ دو صد جاں
سازیم فدائے ۔ سگ دربان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یقین مانئے کہ ایک عجیب کیفیت پیدا ہوگئی۔ ایرانی زائرین آجا رہے تھے اور ہم اپنی دھن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام با آواز بلند پڑھ رہے تھے۔ پھر بندہ نے با آواز بلند ختم شریف پڑھا اور دعا کے بعد مزار مبارک پر سبز رنگ کی ایک چھوٹی سی چادر پیش کی تمام دوست احباب جنہوں نے خصوصی طور پر حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے سلام بھیجا تھا ان سب کا سلام پیش کیا۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک اندر سے انتہائی سادہ مگر بڑا بارعب اور پر وقار مزار ہے۔ دیواروں پر آپ کے اشعار اور رباعیات لکھی ہوئی ہیں۔ قبر مبارک سنگ مرمر سے بنی ہے اور رنگ قدرے زردی ہے مزار کے باہر ایک خوبصورت باغ ہے جس میں ہر موسم کے حسین پھول مزار مبارک کی شان میں اضافہ کرتے ہیں۔

مزار مبارک پر جس وقت ہم محفل منعقد کئے ہوئے تھے تو ایک ایرانی بزرگ بڑے با ادب اور خشوع و خضوع کے ساتھ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور تشریف فرما تھے محفل کے اختتام پر ان سے ملے فارسی میں گفتگو شروع ہوئی ہمیں بتایا کہ وہ بھی حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق ہیں اور اکثر یہاں تشریف لاتے ہیں۔ انہی کے ساتھ

چائے خانہ سعدی رحمتہ اللہ علیہ میں گئے۔ یہ چائے خانہ ایک تہ خانے میں ہے اور اس کے نیچے ایک "حوض ماہی" مچھلیوں کا حوض ہے کافی تعداد میں مچھلیاں موجود ہیں جو قدیم زمانے سے نسل در نسل چلتی آرہی ہیں۔ چائے نوش کی اور باہر آگئے۔ اور انہی شخصیت کے ساتھ حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی لائبریری کی طرف روانہ ہوئے تاکہ اپنا سفرنامہ جو عراق، اردن، شام اور ترکی کی زیارت پر مشتمل ہے اس کا ایک نسخہ حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی لائبریری میں رکھوایا جائے تاکہ حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی طرح نسبت قائم رہے۔ لائبریری میں حاضر ہوئے وہاں پر موجود ذمہ دار خانم (خاتون) کو اپنا مدعا بتایا، خاتون خوش ہوئیں اور بندہ نے اپنی تصنیف حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی لائبریری میں پیش کر دی۔ خاتون نے اس وقت لائبریری کی طرف سے کتاب کی وصولی اور شکریے کا خط پیش کیا اور ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے باہر نکلے اور حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں الوداعی سلام پیش کرنے کے بعد احاطہ مزار سے باہر آگئے اور ایک ٹیکسی کر کے "بلبل شیراز" کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوگئے۔ قارئین اگر آپ بندہ ناچیز کا سفرنامہ جو کہ ایک سو سے زائد رنگین و نادر تصاویر پر بھی مشتمل ہے حاصل کرنا چاہیں تو بندہ کو اس ایڈریس پر (افتخار احمد حافظ مکان نمبر 999/A-6 گلی نمبر 9 افشاں کالونی راولپنڈی کینٹ) مبلغ 260 روپے کا منی آڈر ارسال کردیں تو بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک کتاب آپ کو پہنچ جائے گی)۔

قطعہ تاریخ وصال
شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

سال وصال 691 ہجری

جہان فقر و علم و آگہی میں
بہت اس کی کتابوں کی ہے شہرت
مدارس، خانقاہوں کا وہ مقبول
ہے اس کی مشرق و مغرب میں عزت
گلستاں، بوستاں، تحفہ، کریما
سراسر حکمت و پند و نصیحت
بدیع و آگہی بخش اس کے اشعار
خرد افروز و پر دانش عبارت
نتیجہ خیز اس کی ہر نگارش
سبق آموز اس کی ہر حکایت
اس حق آگاہ اس درویش نے کی
کئی اطراف عالم کی سیاحت
کئے اس نے ہر اک خرمن سے خوشے
اکٹھے بہر ارباب بصیرت
جو کچھ دیکھا، رقم اس نے کیا وہ
برائے صاحبان فہم و فطنت
شہاب الدین تھے جو سہروردی
اسے اس مرد حق سے تھی عقیدت

سخن ور، تاجدار کشور فکر
مسلم ہے غزل میں اس کی عظمت
فقیر و شاہ اقلیم معانی
وقار معرفت، شان طریقت
کہا طارق نے اس فخر جہاں کا
"سعید علم و عرفاں" سال رحلت
691 ہجری

طارق سلطانپوری

"بُلبُلِ شیراز"

حضرت خواجہ محمد شمس الدین حافظ رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ صاحب کا اسم گرامی محمد لقب شمس الدین اور تخلص حافظ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 726 ہجری میں شیراز میں پیدا ہوئے آپ نے پہلے قرآن مجید حفظ کیا پھر وقت کے مشہور فقیہ و مفسر مولانا شمس الدین محمد عبداللہ شیرازی سے فقہ و تفسیر کی تعلیم حاصل کی۔

آپ دور تیموریہ کے بلند پایہ بزرگ اور عظیم صوفی شاعر مانے جاتے ہیں۔ آپ بھی حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح بچپن میں ہی سایہ پدری سے محروم ہوگئے تھے مگر اس کمی کی وجہ سے آپ کی تعلیم میں کوئی رکاوٹ نہ آئی۔ آپ نے قصیدے' مثنویاں اور قطعات لکھے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت آپ کی غزلیات کی وجہ سے ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان سے لوگ فال نکالتے ہیں اسی وجہ سے آپ کے دیوان کو "لسان الغیب" اور "ترجمان الاسرا" کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت حافظ شیرازی نے اپنی زندگی میں شیراز میں متعدد انقلابات دیکھے تقریباً" سات بادشاہ آپ کی آنکھوں کے سامنے تخت حکومت پر بیٹھے خونریز لڑائیاں ہوئیں اور حشر خیز جنگوں نے امن و سکون کو تباہ کردیا۔ ان افسوسناک مناظر سے دنیا کا عارضی جاہ و جلال آپ کی نگاہوں میں حقیر ہوگیا۔

حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو شہر شیراز سے اس قدر انس تھا کہ اسے چھوڑ کر کہیں نہ جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ

نمی دھند اجازہ مرا بہ سیر و سفر
نسیم "خاک مصلی" و "آب رکناباد"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک زمین سے اونچے چبوترے پر ہے قبر قدرے لمبی ہے اور ستونوں کے اوپر چھتری نما گنبد ہے۔ احاطہ مزار میں جگہ جگہ سایہ دار درخت اور پھولوں کی کیاریاں ہر طرف ماحول کو معطر کئے ہوئے ہیں یہاں پر آنے والوں کا ہر وقت تانتا بندھا رہتا ہے۔

ہم بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام عرض کیا اور ایک طرف بیٹھ گئے اور سب سے پہلے بندہ ناچیز نے باآواز بلند آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک غزل کے چند اشعار ترنم کے ساتھ پڑھے' آئیں اور اب دوبارہ آپ بھی وہ اشعار میرے ساتھ مل کر پڑھیں۔

دل میرود زدستم صاحبدلاں خدارا

دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا

(صاحب دل عاشقو' دل میرے ہاتھ سے جارہا ہے خدا کے واسطے مدد کرو افسوس ہے کہ چھپا ہو بھید ظاہر ہونے والا ہے)

کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز

باشد کہ باز بینم آں یار آشنارا

(ہماری کشتی ٹوٹی ہوئی ہے اے موافق ہوا چل' ہو سکتا ہے کہ اس یار آشنا کو دوبارہ دیکھ لیں)

گر کوئے نیک نامی مارا گزر ندادند

گر تو نمی پسندی تغیر کن قضارا

(لوگوں نے ہمیں نیک نامی کے کوچے میں جانے نہیں دیا اگر تو پسند نہیں کرتا تو تقدیر کو بدل دے)

حافظ بخود نپوشید ایں خرقہ مے آلود

اے شیخ پاک دامن معذور دار مارا

(حافظ نے شراب سے آلودہ یہ گدڑی اپنے آپ نہیں پہنی' اے پاک دامن شیخ ہمیں معذور سمجھ)

اس غزل کے بعد "بلبل شیراز" کے چند اور اشعار بھی بغیر ترنم کے پڑھے ان میں سے چند آپ کی خدمت میں بھی پیش ہیں۔

خوشا شیراز و وضع بے مثالش
خداوندا نگہدار از زوالش
حافظ قلم شاہ جہاں مقسم رزق است
از بہر معیشت مکن اندیشہ باطل
ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ
بہ قرآنے کہ اندر سینہ داری

یقین مانیں کہ ایک عجیب کیفیت پیدا ہو گئی جی یہی چاہتا تھا کہ سارا وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بیٹھے گزر جائے۔ ایک مقام پر حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔

ز تربت ماچوں گزری ہمت خواہ
کہ زیارتگاہ رنداں جہاں خواہد بود

سوز ہے نصیب کہ ہم نے بھی جناب حافظ کی زیارتگاہ دیکھ لی اور آپ کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

ان اشعار کے بعد ختم شریف اور دعا کے بعد حافظ صاحب کی خدمت میں الوداعی سلام کرتے ہوئے احاطہ مزار سے باہر آگئے اور حضرت خواجوی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے چل پڑے۔

خواجوی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم صوفی شاعر ہو گزرے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک پہاڑ کی چوٹی پر ہے حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اسی عظیم صوفی شاعر کی مصاحبت میں شاعرانہ نکات ذہن نشین کرتے تھے خواجوی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حافظ صاحب فرماتے ہیں۔

استاد غزل سعدی است پیش ہمہ کس اما
دارد سخن حافظ طرز سخن خواجو

آپ کی قبر مبارک شیشے کے فریم سے بند ہے دیوار کے ساتھ سنگ مرمر کی تختی پر

آپ کے حالات زندگی رقم ہیں۔ فاتحہ پڑھی اور نیچے آکر "دروازہ قرآن" دیکھا کسی زمانے میں شہر شیراز میں داخل ہونے کے لئے یہ ہی دروازہ تھا اور اس کے اوپر قرآن پاک رکھا ہوتا تھا۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد ٹیکسی لی واپس ہوٹل آئے کھانا کھایا اور نماز کی ادائیگی کے بعد بقیہ زیارات کے لئے نکل پڑے۔

قطعہ تاریخ ولادت ووصال
لسان الغیب حضرت خواجہ شمس الدین حافظ رحمۃ اللہ علیہ

سال ولادت 726 ہجری   سال وصال 791 ہجری

"میزان حقیقت" 726 ہجری

"شمس معارف" 791 ہجری

عمر شریف 65 سال   بہ الفاظ: "ناز ادب"   "بے بدل ادب"

عارفانہ کلام کی اس کے
شرق میں غرب میں بھی شہرت ہے
اس کا دیوان اک کتاب عجیب
مخزن حکمت و بصیرت ہے
عرف اس کا ہے "غیب کی آواز"
کیا خدا داد اس کی عظمت ہے
عارفوں، عاشقوں کے حلقوں میں
اس کی عزت بڑی ہی عزت ہے
اس کا بادہ ہے بادہ عرفاں
ساقی مجلس حقیقت ہے
شمس اوج یقیں، جس سے منجلی
وہم و ظن و گماں کی ظلمت ہے
اس کے اشعار آبدار میں ہے
سوز، جو جان لطف و لذت ہے
میں بھی اس کا ہوں فیض یاب غزل
واقعی یہ میری سعادت ہے

اس کے اشعار سے ملا مجھ کو
درد ایسا جو جان راحت ہے
اہل حق کا کرم و ممدوح
گوشے گوشے میں اس کی چاہت ہے
ذوق انگیز داستاں اس کی
اس کی مسحور کن حکایت ہے
قدر دانی ہے بے حساب اس کی
احترام اس کا بے نہایت ہے
"صاحب مستی و جنون" طارق
726 ہجری
مرد حق کا سن ولادت ہے
"خوبی جاودان حق" طارق
791 ہجری
فخر دوراں کا سال رحلت ہے
طارق سلطانپوری

حضرت شیخ روزبہان بقلی رحمۃ اللہ علیہ

"درب شیخ" میں حضرت شیخ روزبہان بقلی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے علم و تقویٰ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ بہت بلند تھا کہتے ہیں کہ 60 سال بجز نماز جمعہ یا ضیافت مہمان کے اپنے مکان سے باہر نہیں نکلے۔ آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کے مصاحبوں میں بتایا جاتا ہے۔

آپ تفسیر "عرائس البیان" کے مصنف ہیں اور صاحب حال بزرگ تھے اکثر حالت جذب میں "شطحیات" فرماتے اسلئے آپ "شطاح" کے نام سے بھی مشہور ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے تو دروازہ بند تھا کافی تلاش کے باوجود محافظ نہ مل سکا بالآخر باہر سے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور سلام پیش کیا اور فاتحہ کے بعد آگے چل پڑے۔ راستے میں مسجد نصیر الملک' اور موزہ نار نجستان دیکھتے ہوئے حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے ایک اور برادر محترم حضرت سید علاؤ الدین کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے آپ کے حضور سلام کے بعد فاتحہ پڑھی اور کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد باہر آگئے اور "مدرسہ خان" کی طرف روانہ ہوئے یہاں سے ہوتے ہوئے حضرت عبداللہ خفیف کے مزار مبارک کی طرف چل پڑے۔

"شیخ الاسلام"

حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک "بازار وکیل" کی پشت پر ایک پرانی گلی میں واقع ہے جس کے ساتھ ایک لائبریری بھی واقع ہے آپ عارف باللہ' اور" شیخ الاسلام" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ ہلکے پھلکے جسم کے تھے اس لئے آپ کا لقب خفیف پڑگیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور عظمت کا اندازہ اس بات سے لگاسکتے ہیں کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر مجاور رہی۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

بذکر و فکر و عبادت بروح "شیخ کبیر"
بحق روزبہان و بحق پنج نماز

حضرت شیخ عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حج کو جارہا تھا۔ رسی اور ڈول میں نے ساتھ رکھ لیا بغداد سے گزرا مگر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نہ کی۔ راستے میں پیاس کا غلبہ ہوا ایک کنواں دیکھا جس پر سے ایک ہرن پانی پی رہا تھا جب وہ پانی پی کر چلا گیا تو میں نے اپنی رسی اور ڈول ڈالا لیکن پانی اس قدر نیچے چلا گیا کہ میں پانی حاصل نہ کرسکا میں نے کہا خدایا ہرن کی قدر مجھ سے زیادہ ہے آواز آئی کہ اس کے پاس ڈول اور رسی نہ تھی۔ اس آواز کے بعد میں نے ڈول اور رسی کو پھینک دیا اور بغیر پانی پئے چل دیا اسی وقت ایک اور آواز آئی کہ ہم تمہارا امتحان لیتے تھے اب لوٹ کر جاؤ اور پانی پیو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں کنوئیں پر واپس آیا تو کنواں لبالب بھرا ہوا تھا میں نے شکر ادا کیا پانی پیا۔ حج سے واپسی پر جب میں بغداد پہنچا تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی انہوں نے فرمایا کہ اگر تم صبر

کرتے تو تمہارے پاؤں کے نیچے سے چشمہ نکل پڑتا۔

حضرت شیخ عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں روم میں تھا۔ ایک دن جنگل میں گیا تو دیکھا کہ ایک راھب اپنے پاؤں کی خاک کو اندھوں کی آنکھوں میں ڈالتا ہے تو ان کی بینائی درست ہو جاتی ہے بیمار لوگ وہ مٹی کھاتے ہیں تو شفا پاتے ہیں۔ میں حیران ہوگیا اور خیال کیا کہ یہ لوگ تو باطل پر ہیں یہ کیا معاملہ ہے۔ اسی رات خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ یہاں کس طرح تشریف لائے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے آیا ہوں میں نے عرض کیا کہ یہ کیا بات ہے فرمایا یہ اس صدق کا اثر ہے جو باطل میں ہے اور اگر حق میں صدق ہو تو کس قدر اثر ہو۔

ہم بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام پیش کیا فاتحہ پڑھی اور دعا کرنے کے بعد واپس ہوٹل آگئے نمازیں ادا کیں اور دوسرے دن صبح تخت جمشید روانہ ہوئے اور اس تاریخی مقام کو دیکھنے کے بعد حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر کو الوداعی سلام کرتے ہوئے بس ٹرمینل کی طرف روانہ ہوئے تاکہ شہر اصفہان چلیں۔

اصفہان
نصفِ جہان

اصفہان نصف جہان

اصفہان شہر کا شمار بھی ایران کے قدیم ترین شہروں میں ہوتا ہے۔ اس شہر میں بھی تاریخی نوعیت کے بے شمار مقامات قابلِ دید ہیں۔ جن میں سب سے اہم مسجد شاہ عباس' مسجد غازی لطف اللہ' جامع مسجد اصفہان' کاخ چہل ستون' عالی قاپو' پل خواجو' پل سی وسہ' بازار اصفہان اور اس طرح کے کئی بے شمار مقامات۔

شیراز سے چلنے کے بعد رات 2 بجے ہم اصفہان پہنچے یہاں پر نسبتاً" دوسرے شہروں کے رہائش کا حصول ذرا مشکل ہے کیونکہ یہاں پر مسافر خانے کم اور ہوٹل زیادہ ہیں۔ ایک تو ہوٹل والے لوکل کرنسی کی بجائے صرف ڈالر میں رقم لیتے ہیں اور دوسرا پھر ہوٹل والے کہتے ہیں کہ پولیس اسٹیشن والوں سے لکھوا کر لائیں تو تب جگہ ملے گی۔ یہی معاملہ ہمارے ساتھ ہوا۔ ایک تو رات کافی ہو چکی تھی اور دوسرا ہوٹل والے کہنے لگے کہ پولیس اسٹیشن سے لکھوا کر لائیں۔ زائرین اس طرف کم آتے ہیں شائد اسی وجہ سے قوانین کچھ سخت ہیں کیونکہ ایران کے دوسرے شہروں میں ہم جہاں بھی گئے کم از کم رہائش کا کوئی مسئلہ نہ پیش آیا۔

بہرحال کافی کوشش کے بعد ایک ہوٹل والا ہمیں دو کمرے دینے پر راضی ہو ہی گیا لیکن کرایہ معمول سے کچھ زیادہ لیا۔ دن کی بقیہ نمازیں ادا کرنے کے بعد کچھ دیر کے لئے سو گئے اور صبح کی نماز اور ناشتہ کے بعد جن جن مقامات پر حاضری ہوئی وہ کچھ اس طرح ہیں۔

(میدان امام) نقش جہاں

اس میدان کا سابقہ نام میدان شاہ تھا۔ لیکن اب میدان امام کے نام سے ہی مشہور ہے۔ انتہائی خوبصورت میدان ہے ایک طرف مسجد امام' ایک طرف مسجد لطف

اللہ اور ایک طرف عالی قاپو کی عمارت ہے درمیان میں ایک خوبصورت تالاب اور فوارہ ہے دائیں بائیں درخت اور پھول عجیب دلکش منظر پیش کرتے ہیں۔ چاروں اطراف میں مختلف تجارتی دکانیں جہاں پر اصفہان کی بنی ہوئی اشیاء دستیاب ہیں۔

(مسجد امام) شاہ عباس

اس مسجد کی تعمیر شاہ عباس کے دور حکومت میں ہوئی اور یہ فن تعمیر کا ایک نادر نمونہ ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے مسجد کا منبر جو بارہ سیڑھیوں پر مشتمل ہے سنگ مرمر کے ایک ہی پتھر کا بنا ہوا ہے انتہائی وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی یہ مسجد قابل دید ہے تمام مسجد پر فیروزی پچکاری آنکھوں کو خیرہ کردیتی ہے۔

(مسجد شیخ لطف اللہ)

مسجد شیخ لطف اللہ بھی دنیا کی بے نظیر مساجد میں سے ایک ہے۔ شیخ لطف اللہ شاہ عباس کے ایک نیک دل اور بزرگ طینت وزیر تھے جن کے نام پر یہ مسجد تعمیر کی گئی۔ فن تعمیر کا عظیم شاہکار ہے اور دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

(عمارت عالی قاپو)

یہ ایک چھ منزلہ عمارت ہے جو شاہ عباس صفوی کے حکم پر بنائی گئی انتہائی خوبصورت عمارت ہے اور محل کے طور پر استعمال ہوتی رہی یہ عمارت بھی قابل دید ہے۔

(کاخ چہل ستون)

یہ تاریخی عمارت بھی عالی قاپو طرز پر بنی ہوئی ہے اور شاہ عباس دوم کے زمانہ میں اس کی تعمیر ہوئی۔ چالیس ستونوں پر مشتمل عمارت قابل دید ہے کیونکہ اس کا شمار اصفہان کی خوبصورت ترین عمارات میں ہوتا ہے۔

مذکورہ عمارات دیکھنے کے بعد باغ ہشت بہشت اور پل سی وسہ کو دیکھنے کے بعد واپس ہوٹل آکر کھانا کھایا اور بذریعہ بس قم کے لئے روانہ ہوگئے۔

قُم

شہر

حضرت معصُومہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

قم شہر حضرت معصومہ رحمتہ اللہ علیہا

ایران کا سب سے بڑا اور اہم ترین مذہبی مرکز شہر قم ہے اسی شہر کو مدفن سیدۃ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ہمشیرہ حضرت امام علی رضا ؒ) ہونے کا بھی شرف حاصل ہے اس کو شہر دانشوران و دانش جویان بھی کہتے ہیں مشہد مقدس کے بعد ایران کی دوسری بڑی زیارت گاہ ہے جس کی فضاؤں میں پاکیزگی اور روحانیت پائی جاتی ہے قم اور شہر رے دو ایسے شہر ہیں جہاں دیگر شہروں کی نسبت سب سے زیادہ امام زادگان کے مزارات پائے جاتے ہیں۔

قم شہر کی ثقافتی اور علمی سرگرمیوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ قم میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے ساری دنیا سے طلبہ' علماء اور محققین علم کی پیاس بجھانے آتے ہیں قم مسجدوں اور دینی مدارس کا شہر ہے۔ جن میں سرفہرست مدرسہ حوزہ علمیہ ہے جہاں سے سالانہ ہزاروں طلباء فارغ ہوتے ہیں۔

نماز فجر کی ادائیگی اور ناشتہ کے بعد ہم بھی سیدۃ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضور سلام کے لئے حاضر ہوئے آپ ؒ کے مزار مبارک کا سنہری گنبد اور مینار دور سے ہی نظر آجاتے ہیں اندر داخل ہوئے تو گنبد کے سامنے انتہائی خوبصورت عربی رسم الخط میں درج ذیل کلمہ لکھا ہوا ہے۔

یا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اشفعی لنا فی الجنۃ

ہم نے بھی یہ کلمہ پڑھا اور آمین کہتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ مزار مبارک کی عمارت انتہائی خوبصورت ہے بہترین قالین' فانوس' دیواروں پر بہترین فیروزی رنگ میں کشیدہ کاری' مزار مبارک کی خوبصورت جالی اور اندر کا روحانی سماں بیان سے باہر ہے۔ سیدۃ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں سلام پیش کیا اور رش کی وجہ سے تھوڑا فاصلے پر جا کر بیٹھ گئے۔

حضرت سیدۃ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو معصومہ "قم" کے نام سے مشہور ہیں

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی ہمشیرہ محترمہ ہیں خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے مامون الرشید نے جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو مدینہ منورۃ سے خراسان بلوایا تو کچھ عرصہ کے بعد سیدۃ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بھائی سے ملنے کے لئے مدینہ منورۃ سے خراسان روانہ ہوئی لیکن قم سے پہلے ایک مقام "ساوہ" پر پہنچیں تو بیمار ہو گئیں اور اسی حالت میں قم میں داخل ہوئیں اور کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئیں اہل قم کو جب پتہ چلا کہ آپ علیہا السلام حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی ہمشیرہ ہیں تو بڑی عقیدت و احترام سے آپ کو قم میں دفن کر دیا بعد میں مختلف امراء سلاطین مزار کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔

ختم شریف پڑھا اور دعا کے بعد مزار مبارک کے مختلف حصے دیکھتے رہے۔ اندر بے شمار قبور بھی ہیں اور صفوی اور قاچار دور کے بادشاہ بھی یہیں مدفون ہیں مزار مبارک سے متصل ایک تاریخی مسجد "مسجد اعظم" ہے جس وقت ہم مزار مبارک کے اندر داخل ہوئے تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس مسجد میں جا رہے تھے پتہ چلا کہ یہاں درس و تدریس ہوتا ہے اور بے شمار طالبان علم اس میں شریک ہوتے ہیں اس مسجد کے دو مینار ہیں جو قم کے سب سے اونچے مینار ہیں اور ایک بہت بڑا گنبد ہے۔ مسجد اعظم کو روضہ مبارکہ کے اندر واقع قدیم مسجد سے ملا دیا گیا ہے اس مسجد کی تعمیر کا سہرا مرحوم آیت اللہ بروجردی رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے جن کی قبر بھی ان دونوں مسجدوں کے نقطہ اتصال پر واقع ہے۔

قم میں بے شمار مساجد ہیں چند ایک کا ذکر کرتے ہیں۔

مسجد جمکران

اسے مسجد صاحب الزمان بھی کہتے ہیں قم شہر سے باہر تقریباً 5 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے مشہور اور مقدس مسجد تصور کی جاتی ہے یہاں پر بدھ کی شب خصوصی

اجتماع ہوتا ہے جس میں دعائے کمیل کا بھی ورد ہوتا ہے اور اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ جگہ مشکل سے ملتی ہے قم سے ہر وقت بسیں با آسانی مل جاتی ہے۔

مسجد امام حسن العسکری علیہ السلام

یہ مسجد روضہ حضرت معصومہ قم کے قریب ہی واقع ہے اس مسجد کی تعمیر حضرت امام حسن العسکری کے حکم پر ہوئی اس مسجد کی بھی بڑی فضیلت بیان کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جامع مسجد قم' مسجد حسینی اور مسجد فاطمہ بھی قابل دید ہیں۔

قم کی دیگر زیارات

حضرت معصومہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قم کے علاوہ بھی بے شمار امام زادگان قم میں مدفون ہیں چند ایک کا مختصراً" تذکرہ کرتے ہیں۔

بقعہ چہل اختران

اس مقبرہ چہل اختران (چالیس ستارے) میں چالیس قبریں ایک ہی مقام پر واقع ہیں۔

بقعہ حضرت موسیٰ مبرقع

حضرت موسیٰ مبرقع علیہ السلام حضرت امام تقی علیہ السلام کی اولاد سے ہیں کہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام انتہائی حسین و جمیل تھے جہاں جاتے سب کی توجہ آپ کی طرف ہو جاتی اس لئے آپ علیہ السلام چہرہ مبارک کو برقع میں چھپائے رکھتے آپ علیہ السلام کا مزار مبارک محلہ موسویاں میں واقع ہے۔

ان کے علاوہ امام زادہ ابراہیم علیہ السلام' امام زادہ شاہ ناصرالدین' امام زادہ احمد خاک فرج اور کئی دوسرے امام زادگان بھی قم میں مدفون ہیں۔

موزہ آستانہ مقدسہ قم

موزہ عجائب گھر (میوزیم) کو کہتے ہیں اور یہ حرم معصومہ قم کے احاطہ مزار سے باہر واقع ہے اس میں بے شمار نوادرات ترتیب سے رکھے ہوئے ہیں جن میں قرآن پاک کے قلمی نسخے، دور قدیم کے قالین، دروازے، پارچہ جات اور برتن وغیر شامل ہیں لیکن ہماری توجہ اس میوزم کے اس حصہ پر مرکوز رہی جہاں پر قرآن پاک کے قلمی نسخے رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا مختصر تعارف

○۔حضرت امام رضاؑ کے دور کا لکھا ہوا قرآن پاک

○۔صفوی اور قاجاری دور حکومت میں لکھے گئے قرآن پاک کے نسخے

○۔12 ویں صدی ہجری کا خط کوفی میں لکھا ہوا قرآن پاک

○۔13 ویں صدی ہجری کا قلمی قرآن پاک کا ایک خوبصورت نسخہ

○۔غلاف کعبہ کا ایک ٹکڑا جو ایک فریم میں دیوار پر نصب ہے۔

ان مذکورہ تبرکات کو دیکھنے کے بعد بندہ ناچیز میوزیم کے انچارج سے ملا اور حضرت معصومہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس میوزیم کی لائبریری کے لئے اپنی تصنیف "زیارات مقدسہ" کا ایک نسخہ پیش کیا۔

ان تمام زیارات سے فارغ ہونے کے بعد قم کے بازاروں میں سے ہوتے ہوئے ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر شہر "رے" روانہ ہو گئے۔

شہرِ رے

حضرت

شاہ عبد العظیم رضی اللہ عنہ

رے　شاہ عبدالعظیم رضی اللہ عنہ

شہر "رے" جس کی حکومت کے لالچ میں ابن سعد نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ کی اور یزید کے کہنے پر آپ علیہ السلام کو شہید کیا اب نہ وہ ابن سعد رہا اور نہ وہ "رے" رہا۔ مشہور مفسر امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اسی علاقے سے بتایا جاتا ہے لیکن اب یہ ایک چھوٹا سا شہر تہران کی آبادی سے 12-10 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور حضرت شاہ عبدالعظیم علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے۔

شاہ عبدالعظیم رضی اللہ عنہ

حضرت شاہ عبدالعظیم علیہ السلام حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ علیہ السلام کا مزار مبارک اسی شہر میں واقع ہے۔ شاہ عبدالعظیم علیہ السلام خاندان نبوت کی وہ عظیم ہستی تھیں جو علوم' تقویٰ اور پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ علیہ السلام کا شمار اکابر محدثین میں ہوتا ہے آپ علیہ السلام کا مزار مبارک نہایت خوبصورت انداز میں بنا ہوا ہے۔ کسی زمانے میں اردگرد قبرستان ہوتا ہوگا لیکن اب تمام جگہ کو حرم شاہ عبدالعظیم علیہ السلام میں شامل کر لیا گیا ہے کیونکہ حرم کے اندر اور باہر بھی جابجا قبور کے نشانات اور لوح مزارات نظر آتے ہیں۔ اس مقام پر ہروقت زائرین کا رش رہتا ہے اور اکثر زائرین تہران ٹھہرنے کی بجائے اس مقام پر ٹھہرنے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اس مقام پر تہران کی نسبت مسافر خانے' ہوٹل رعایتی کرایے پر مل جاتے ہیں۔

اس مقام پر تین زیارات ہیں جو کہ ایک وسیع و عریض رقبہ پر پھیلی ہوئی ہیں ان میں سب سے اہم زیارت حضرت شاہ عبدالعظیم علیہ السلام کی ہے دوسری زیارت حضرت حمزہ علیہ السلام بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اور تیسری زیارت حضرت سید طاہر علیہ السلام ابن امام

زین العابدین ؑ کی ہے۔ تینوں مقامات پر ہر وقت زائرین حاضر ہوتے رہتے ہیں ہم نے بھی ان سب مقامات پر حاضری دی فاتحہ پڑھی اور کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد ٹیکسی میں سوار ہو کر کوہ بی بی شہر بانو ؑ روانہ ہو گئے۔

مزار مبارک حضرت بی بی شہربانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ مزار مبارک ایک پہاڑی پر واقع ہے اور تہران سے سات کلومیٹر مضافات میں واقع ہے۔ حضرت سیدۃ بی بی شہربانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا خسرو ایران یزدگرد کی شہزادی' حضرت امام عالی مقام کی رفیقہ حیات اور والدہ محترمہ حضرت امام زین العابدین ؓ' جنہوں نے میدان کربلا میں شہزادگی کی راحتوں کو بھول کر شہید کربلا کا پورا پورا ساتھ دیا یہی عظیم شہزادی "رے" کی اس پہاڑی پر آرام فرما ہیں اور کوہ بی بی شہربانو ؓ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بھی ایک پر کیف اور پر درد مقام ہے۔

ہم بھی آپ ؓ کے حضور سلام کے لئے حاضر ہوئے فاتحہ پڑھی اور کچھ دیر ٹھہرے اور دعا کے بعد ٹیکسی میں سوار ہو کر تہران روانہ ہوگئے۔

تہران

ایران کا دارالحکومت "تہران" جس نے "رے" کی جگہ لے لی ہے "رے" قدیم ایران کا دارالحکومت تھا جو بعد میں تباہ و برباد ہو کر کھنڈرات میں تبدیل ہوگیا۔ قاچاریوں کے دور حکومت میں تہران کو دارالحکومت کا درجہ دے دیا گیا۔ تہران میں بھی بے شمار مذہبی اور تاریخی نوعیت کے مقامات قابل دید ہیں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

○ مسجد شہید مطہری
○ مسجد جامع
○ مزار امام زادہ صالح علیہ السلام
○ نیاوران محل
○ کاخ سعد آباد (شاہ کے محلات)
○ جیولری میوزیم

تہران میں بے پناہ رش اور بہت زیادہ ٹریفک ہوتی ہے اور مرکز شہر میں داخل ہونے یا نکلنے کے لئے کم از کم ایک گھنٹہ درکار ہوتا ہے۔ کوہ بی بی شہربانو علیہا السلام کی زیارت سے فارغ ہونے کے بعد شام 6 بجے مرکز شہر پہنچے اور ایک مناسب ہوٹل میں دو کمرے کرایہ پر لے لئے دن کی بقیہ نمازیں ادا کیں' کھانا کھایا اور دوسرے دن "صومعہ سرا" جانے کا پروگرام طے کر کے سوگئے۔

"صومعہ سرا۔ صوبہ گیلان"

شہرِ

سیدنا شیخ

عبد القادر گیلانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ولادت با سعادت ایران کے صوبہ گیلان میں ہوئی آپ رضی اللہ عنہ کے نانا حضرت شیخ عبداللہ صومعی کا شمار گیلان کے مشائخ میں ہوتا تھا آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سیدۃ فاطمہ ام الخیر تھا۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ تو والدہ ماجدہ کی اجازت سے بغداد شریف روانہ ہوگئے لیکن آپ کی والدہ محترمہ گیلان میں ہی رہیں اور گیلان کے ایک علاقہ "صومعہ سرا" میں آپ رحمتہ اللہ علیہا کا مزار مبارک اب بھی باطنی فیوض و برکات سے لوگوں کو مستفیض کر رہا ہے۔ یہ وہ عظیم اور پاکباز خاتون تھیں کہ جس وقت حضرت غوث اعظم نے عرض کیا کہ آپ مجھے حصول علم کے لئے بغداد جانے کی اجازت دیں تو آپ کی والدہ ماجدہ نے چالیس دینار آپ کی گودڑی میں سی دیئے اور وقت رخصت وعدہ لیا کہ میں کسی بھی حالت میں جھوٹ نہیں بولوں گا اور پھر فرمایا کہ جاؤ اب روز قیامت ہی تم سے ملاقات ہوگی۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ قافلہ کے ہمراہ بغداد روانہ ہوئے تو راستہ میں ڈاکوؤں نے قافلے کو گھیر کر ان کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو نے آپ رضی اللہ عنہ سے آکر پوچھا کہ اے فقیر تیرے پاس کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا چالیس دینار۔ یہ سن کر اس کو یقین نہ آیا اور اس بات کو مذاق سمجھ کر آگے بڑھ گیا پھر دوسرے ڈاکو نے مجھ سے سوال کیا میں نے اس کو وہی جواب دیا جس پر وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گیا اس نے میری تلاشی لی تو وہ چالیس دینار مجھ سے نکلے۔ یہ دیکھ کر سردار نے پوچھا کہ تجھے سچ بولنے اور رقم کا اظہار کرنے پر کس نے مجبور کیا میں نے جواب دیا کہ میں نے اپنی والدہ سے ہمیشہ سچ بولنے کا وعدہ کیا تھا اور میں اس وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر سردار نے روتے ہوئے کہا کہ میں تو آج تک خدا کے عہد میں خیانت کر رہا ہوں۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس نے اور اس کے تمام ساتھیوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کر کے تمام قافلے والوں کا سامان واپس کر دیا۔

ایک مرتبہ شیخ محمد بن قائد الاوانی نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے

دریافت فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مسائل کی بنیاد کس چیز پر قائم کی ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ "صدق پر" حتیٰ کہ تعلیم کے زمانہ میں بھی میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ یہ تھی اس عظیم والدہ کی ابتدائی تربیت کہ جس کے نتیجے میں ڈاکوؤں نے حضرت غوث اعظم کے دست مبارک پر توبہ کرکے راست گوئی کا طریقہ اختیار کیا۔

سال 1997ء میں اس بندہ ناچیز کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کی تقریبات میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا وہاں پر بغداد یونیورسٹی کے ایک طالب علم حافظ عبدالخالق صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اس دوران انہوں نے حضور غوث پاک کے والدین کے بارے میں روشنی ڈالی اور بتایا کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک "صومعہ سرا" صوبہ گیلان میں ہے اور ان کو وہاں حاضری کا شرف بھی حاصل ہوچکا ہے چنانچہ اس وقت میں نے اس نام اور مقام کو یاد کرلیا اور دعا کی کہ انشاء اللہ اگر ایران کی زیارات کا پروگرام بنا تو سرفہرست غوث پاک کی والدہ ماجدہ کے مزار مبارک کی زیارت ہوگی۔ الحمدللہ بندہ گناہ گار کی دعا قبول ہوئی اور ایران کی زیارات کا پروگرام بن گیا تہران پہنچنے کے بعد صبح سب سے پہلے "صومعہ سرا" کے لئے تیاری کی فجر کی نماز کے بعد سڑک پر آگئے اور ٹیکسی والوں سے بات چیت شروع کردی ٹیکسی والے چالیس ہزار تومان (پاکستانی 2600 روپے) سے شروع ہوئے اور بالآخر بیس ہزار تومان (پاکستانی 1300 روپے) میں آنے جانے کے لئے ایک مناسب گاڑی والے سے بات طے ہوگئی۔ ایک شہر سے دوسرے شہر جانے کے لئے ایک عارضی اجازت نامہ بنوانا پڑتا ہے سو اس کارروائی کے بعد ہم 8 بجے تہران شہر سے نکل کر جی ٹی روڈ پر آگئے راستے میں بارش شروع ہوگئی اور کئی مقامات پر برفباری بھی ہوتی رہی۔ صوبہ گیلان کا صدر مقام "رشت" ہے جو تہران سے تقریباً 325 کلومیٹر پر واقع ہے رشت پہنچنے کے بعد "صومعہ سرا" کی طرف نکلے جو تقریباً 25'20 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔
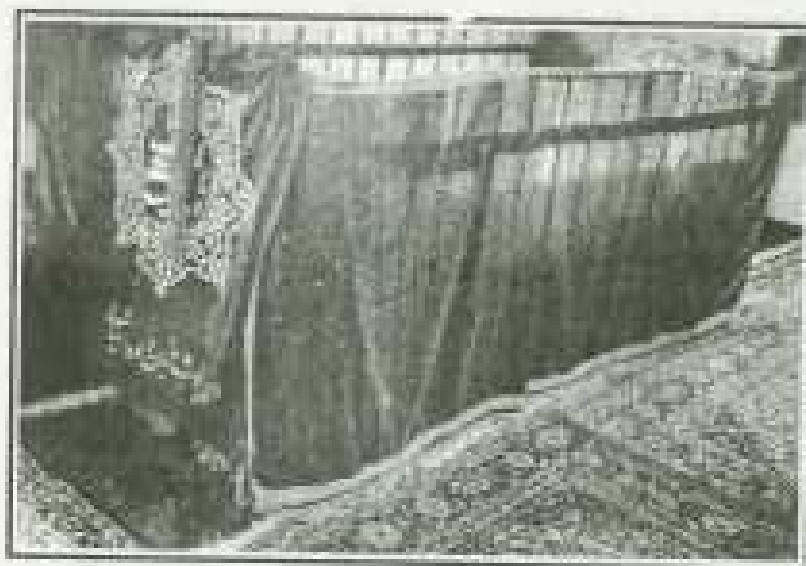
مزار مبارک والدہ ماجدہ حضرت غوث اعظمؓ

مزار مبارک حضرت غوث اعظمؓ

پوچھتے پوچھتے بالآخر ہم سیدنا شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اس قدر خوشی ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ ایک چھوٹا سا احاطہ ہے جس کے ایک طرف باتھ روم اور وضو کی جگہ ہے دیوار کے اوپر ایک بورڈ لگا ہوا ہے جس پر درج ذیل عبارت لکھی ہے۔

بقعہ متبرکہ سیدۃ نساء "صومعہ سرا"

تھوڑا سا آگے جاکر ایک کمرہ ہے اور کمرہ کی بیرونی دیوار پر سنگ مرمر کی ایک تختی پر درج ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے۔

زیارت گاہ سیدۃ نساء ام الخیر فاطمہ بنت سید ابو عبداللہ الصومعی رضی اللہ عنہا
والدہ عارف مشہور حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی سید الحسنی الحسینی

کمرہ کے اوپر کوئی گنبد وغیرہ نہیں بلکہ جس طرح ہمارے ہاں مری کے علاقہ میں برف سے بچاؤ کے لئے چار کونی چھتیں ڈالی جاتی ہیں اسی طرح کی چھت ہے اور اوپر سبز رنگ کیا ہوا ہے۔ اس مبارک کمرہ کے اندر غوث زمانہ سیدنا شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کی قبر مبارک ہے۔ سب احباب اندر حاضر ہوئے اس عظیم شخصیت کو سلام پیش کیا قبر مبارک پر ایک جنگلہ لگا ہوا ہے جس پر سبز رنگ کی ایک چادر لگی ہوئی ہے۔ سلام کے بعد سب احباب نے مل کر آپ کی قبر انور پر رسم چادر پوشی ادا کی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا کے رخ انور کی طرف منہ کرکے بیٹھ گئے اور ایک محفل ذکر منعقد کی ابتداء حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ رباعی (بلغ العلیٰ بکمالہ) سے کی' قصیدہ غوثیہ با آواز بلند پڑھا حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نعت (نسیما جانب بطحاء گزر کن) پیش کی پھر ختم شریف اور دعا کے بعد یہ مختصر مجلس اختتام پذیر ہوئی مزار پر موجود خواتین و حضرات میں شیرینی تقسیم کی۔ اس مزار مبارک کی انچارج ایک خاتون ہیں ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ بندہ نے اپنی تصنیف "زیارات مقدسہ" جو عراق' ترکی' شام اور اردن میں مقامات مقدسہ پر مشتمل ہے پیش کی اور درخواست کی

کہ اس کتاب کو اس بقعہ مبارکہ میں رکھا جائے تاکہ کسی طریقہ سے ہماری نسبت بھی آپ رحمتہ اللہ علیہا سے قائم رہے اس خاتون نے میری درخواست قبول کرتے ہوئے اس بقعہ مبارکہ میں موجود مختصر سی لائبریری میں بندہ کی اس کتاب کو بھی شامل کرلیا اور پھر ہمیں آپ رحمتہ اللہ علیہا کے مزار مبارک سے ایک سبز رنگ کی چادر تحفہ میں پیش کی جسے ہم نے شکریے کے ساتھ قبول کرلیا۔ یہ بھی ایک انتہائی پرکیف اور پرکشش مقام ہے کہ واپس آنے کو دل ہی نہ چاہ رہا تھا بالآخر کچھ دیر اور بیٹھے اور موجود حاضرین سے سلام و دعا اور حضرت سیدۃ فاطمہ ام الخیر رحمتہ اللہ علیہا کی خدمت میں الوداعی سلام کرکے گاڑی میں سوار ہو گئے۔ قارئین کرام اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو بھی ان مقامات مقدسہ کی زیارات کا شرف نصیب فرمائے اگر آپ ایران زیارات کے لئے جائیں تو غوث پاک رحمتہ اللہ علیہا کی والدہ کی خدمت میں بھی ضرور حاضری کا شرف حاصل کریں میں آپ کے لئے مکمل ایڈریس اور طریقہ وصول بھی لکھ دیتا ہوں تاکہ آپ آسانی سے وہاں پہنچ جائیں کیونکہ نئے آنے والے کو اگر زبان بھی نہ آتی ہو تو تھوڑی بہت پریشانی ہو ہی جاتی ہے۔ لیکن میری بھی ایک شرط ہے کہ جو بھی اس مقام پر پہنچے تو اس بندہ ناچیز کا سلام پیش کرنے کے علاوہ اپنی دعاؤں میں بھی یاد رکھے۔

تہران سے "صومعہ سرا" آنے کے لئے دو طریقے ہیں ایک تو عام ٹرانسپورٹ سے جس میں دو دن درکار ہوں گے اور دوسرا پرائیویٹ گاڑی' ٹیکسی سے جس میں آپ ایک ہی دن میں واپس ہوسکتے ہیں عام ٹرانسپورٹ کے لئے آپ تہران بس ٹرمینل سے "رشت" کی بس میں بیٹھیں اور رشت پہنچنے کے بعد "صومعہ سرا" کے لئے ٹیکسی کرلیں اور اگر پرائیویٹ گاڑی ہو تو تب بھی صبح 6 بجے نکل پڑیں تاکہ رات 11-10 بجے تک واپسی ہو جائے ٹیکسی والا آنے جانے اور وہاں ٹھہرنے کے لئے تقریباً" تیرہ سو تا پندرہ سو پاکستانی لے گا۔ آپ جس وقت صومعہ سرا پہنچ جائیں تو

ٹیکسی والا آنے جانے اور وہاں ٹھہرنے کے لئے تقریباً" تیرہ سو تا پندرہ سو پاکستانی لے گا۔ آپ جس وقت صومعہ سرا پہنچ جائیں تو ٹیکسی والے کو کہیں کہ ہم نے درج ذیل مقام پر جانا ہے۔

صومعہ سرا۔ خیابان جعفری، جنب پارک کودک بقعہ سیدۃ نساء

یعنی جعفری سٹریٹ' بچوں کے پارک کے ساتھ بقعہ سیدۃ نساء

اگر آپ غوث پاک کی والدہ یا ان کا نام سیدۃ ام الخیر لیتے رہیں گے تو اس مقام پر آپ نہیں پہنچ سکتے کیونکہ آپ یہاں سیدۃ نساء کے نام سے مشہور ہیں۔ اس مقام پر پہنچنے کی اتنی خوشی' روحانی تسکین اور برکت نصیب ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ ظاہری طور پر بھی تقریباً" سارا دن سفر کرنے کے بعد بھی بھوک نہ لگی بالآخر رشت شہر میں ایک مقام پر رات کا کھانا کھایا اور خیرو عافیت سے رات 10 بجے تہران پہنچ گئے۔

سب سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس انتہائی مخلص اور شریف ڈرائیور کا کہ جس کی وجہ سے اس بقعہ مبارکہ میں حاضری ممکن ہوئی۔ 20 ہزار تومان پر بات طے ہوئی تھی لیکن خوشی سے اسے 22 ہزار تومان (پاکستانی 1400 روپے) دیئے اور وہ دعائیں دیتا ہوا اپنے گھر روانہ ہوا اور ہم ہوٹل کی طرف چل پڑے نماز ادا کی اور سو گئے۔

صبح مرکز شہر دیکھا' رقم تبدیل کروائی' کھانا کھایا اور دو بجے ہوٹل سے نکل کر بس اسٹینڈ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ بس میں سوار ہو کر بسطام شریف سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کریں۔

”بسطام شریف“

شہرِ سلطان العارفین

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

بسطام شریف کا نام آتے ہی فوراً" حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی زبان پر آجاتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے جتنے بھی اولیاء گزرے ہیں کسی کو بھی طریقت میں اس قدر ملکہ حاصل نہ تھا جتنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو۔

روایت ہے کہ جب آپ کی والدہ نے آپ کو مکتب میں بھیجا تو ایک دن سورۃ لقمان پڑھتے پڑھتے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر پہنچے (ان اشکرلی ولوالدیک) میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا شکر کرو تو آپ کے دل پر اس آیت کا بہت اثر ہوا۔ استاد سے درخواست کی کہ مجھے گھر جانے کی اجازت دیں تاکہ میں اپنی والدہ کی خدمت میں کچھ عرض کر آؤں جب گھر آئے تو والدہ نے دریافت کیا' بیٹے کیوں آئے ہو؟ عرض کیا کہ مذکورہ آیت کو پڑھ کر میرے دل پر بہت اثر ہوا میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنے آیا ہوں کہ دو جگہوں پر میں خدمت ادا نہیں کرسکتا یا تو مجھ کو خدا سے مانگ کر ہمیشہ کے لئے اپنی خدمت میں رکھ لو یا مجھ کو خدا کے حوالے کر دو تاکہ اسی کی خدمت میں لگا رہوں والدہ نے جواب میں فرمایا کہ برخوردار میں تمہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی خدمت کے لئے چھوڑتی ہوں اور اپنا حق بخشتی ہوں جا اور خداوند تعالیٰ کا بن جا اس واقعہ کے بعد آپ نے بسطام کو چھوڑ دیا اور تیس سال تک جنگلوں میں ریاضت کرتے رہے تقریباً" ایک سو تیرہ بزرگان دین کی خدمت کی اور سب سے فیض حاصل کیا۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی ذات با برکات ہم میں ایسی ہیں جیسے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں میں ہیں۔

شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ الاولیاء میں روایت کرتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم بزرگان بسطام میں سے تھے آپ کی کرامات کا ظہور اسی وقت سے ہونا شروع ہوگیا جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مادر شکم میں تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ فرماتی ہیں کہ اگر میں اپنے منہ میں کوئی مشتبہ لقمہ ڈالتی تو آپ پیٹ میں تڑپنے لگتے تھے اور جب

تک میں اس قصے کو نکال نہ دیتی آپ آرام نہ کرتے تھے۔

ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے امام نے فرمایا کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ وہ کتاب طاق سے اٹھا کر دو آپ نے فرمایا کہ کون سے طاق سے امام صاحب نے فرمایا کہ عرصہ سے تم یہاں رہتے ہو اور ابھی تک تم کو طاق کا پتہ نہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ مجھے اس سے کیا کام کہ آپ کی موجودگی میں سر اٹھاؤں حضرت امام نے فرمایا کہ اگر ایسا معاملہ ہے تو واپس **بسطام** کو تشریف لے جاؤ کیونکہ تمہارا کام ختم ہو گیا ہے۔

حضرت بایزید **بسطامی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کام کو میں سب کاموں سے بعد جانتا تھا وہ مقدم کام تھا یعنی والدہ کی رضامندی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات والدہ نے پانی طلب کیا میں کوزہ میں سے پانی لینے گیا مگر اس میں پانی نہیں تھا چنانچہ میں پانی لینے نہر پر چلا گیا مگر جب واپس آیا تو اس وقت تک والدہ سو چکی تھیں میں اسی طرح پانی لئے کھڑا رہا حتیٰ کہ سخت سردی کے باعث پانی جم گیا جب والدہ بیدار ہوئیں تو انہوں نے مجھے یوں کھڑے دیکھ کر سبب دریافت کیا میں نے عرض کیا کہ شاید آپ بیدار ہوں اور پانی طلب کریں اور میں موجود نہ ہوتا۔ اس ڈر کی وجہ سے کھڑا رہا یہ سن کر والدہ نے پانی پیا اور میرے حق میں دعا کی۔

ایک رات کا ذکر ہے کہ آپ کی والدہ نے آپ سے فرمایا کہ بیٹا آدھا دروازہ کھول دو یہ کہہ کر وہ سو گئیں میں اب پریشان تھا کہ کون سا دروازہ کھولوں دائیں طرف کا یا بائیں طرف کا۔ اسی پریشانی میں کہ والدہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کر بیٹھوں دروازے میں ہی کھڑے کھڑے ساری رات گزار دی صبح کے وقت میں نے دیکھا کہ جس چیز کی مجھ کو خواہش تھی وہ دروازہ سے اندر داخل ہوئی۔

ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حج کا ارادہ کیا اور چند منزل کے سفر کے بعد ہی راہ سے واپس تشریف لے آئے لوگوں نے عرض کیا کہ بغیر حج کے واپس کیوں آئے کیونکہ

آپ نے کبھی اپنے ارادے کو بدلا نہیں فرمایا کہ راہ میں ایک زنگی کو برہنہ تلوار لئے ہوئے دیکھا جو مجھ کو کہہ رہا تھا واپس لوٹ جاؤ تو بہتر ہے ورنہ ابھی سر کو تن سے جدا کردوں گا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ خدا کو تو بسطام میں چھوڑ آیا ہے اور خود خانہ کعبہ کی طرف جا رہا ہے۔

ایک دفعہ عالم خلوت میں آپ نے "سبحان ما اعظم شانی" حالت بے خودی میں کہہ دیا جب آپ اپنے مریدوں میں آئے تو انہوں نے عرض کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے الفاظ کہے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ' تمہارا دشمن ہو اگر دوبارہ یہ الفاظ میری زبان سے سنو تو مجھے مار مار کر میرے ٹکڑے اڑا دو اور یہ فرما کر ہر ایک کو ایک ایک چھری دے دی کچھ دنوں بعد آپ پر وہی حالت طاری ہوئی اور وہی الفاظ پھر کہے مریدوں نے حسب الارشاد آپ کو مار ڈالنے کا قصد کیا اور اندر داخل ہو گئے تو دیکھا کہ سارے مکان کے اندر آپ ہی آپ بھرے ہوئے ہیں مریدوں نے بے تحاشا چھریاں مارنی شروع کردیں مگر ان کو ایسا معلوم ہوتا جیسے پانی پر مار رہے ہیں کچھ وقت کے بعد آپ کی شکل چھوٹی ہو کر اپنی حالت میں آگئی تو مریدوں نے تمام کیفیت عرض کی سن کر آپ نے فرمایا بایزید تو یہ ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو وہ بایزید نہ تھا۔

نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ایک مصلیٰ بھیجا آپ نے وہ مصلیٰ واپس کردیا اور کہلا بھیجا کہ مصلیٰ میرے کس کام کا مجھے مسند درکار ہے وہ بھیجو تاکہ تکیہ لگا کر بیٹھوں چنانچہ حضرت ذالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر ایک نہایت اعلیٰ مسند آپ کو بھیجی لیکن آپ نے اس کو بھی واپس کردیا اور فرمایا کہ جس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم تکیہ گاہ ہو اس کو کسی مخلوق کے تکیہ پر ناز نہ کرنا چاہئے اور نہ ہی اس کو اس کی ضرورت رہتی ہے۔

ایک دفعہ چند آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قحط کی شکایت کرکے دعا فرمانے کی درخواست کی اور عرض کی کہ بارش ہونی چاہئے۔ آپ نے اپنا سر مبارک

گھٹنوں میں لے گئے چند لمحوں کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ جاؤ اپنے مکان کے پرنالوں کو درست کرو بارش آ رہی ہے اور اسی وقت بارش برسنی شروع ہو گئی۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک امام کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز کے بعد امام نے پوچھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نہ تو کوئی کام کرتے ہیں اور نہ کسی سے کچھ لیتے ہیں پھر آپ کھاتے کہاں سے ہیں فرمایا کہ پہلے مجھے نماز کی قضا کر لینے دو ایسے شخص کی اقتداء میں نماز جائز نہیں جو روزی دینے والے کو بھی نہیں جانتا۔

ایک مقام پر حضرت بایزید **بسطامی** رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ قیامت جلدی آجائے تاکہ میں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارے لگا کر بیٹھ جاؤں اور وہ اس لئے کہ دوزخ مجھ کو دیکھ کر پست ہو جائے اور میں خلقت کے لئے راحت کا سبب ہوں۔ حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو کہا کرتے تھے کہ تم میں سے جو شخص قیامت کے دن اہل دوزخ کا شفیع نہ ہو صرف وہ میرا مرید ہے کسی نے یہ بات حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے کانوں تک پہنچا دی جس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا مرید وہ ہے جو دوزخ کے کنارے پر کھڑا ہو جائے اور جس کو دوزخ میں لے جائیں وہ اس کو پکڑ کر جنت میں کر دے اور اس کی جگہ خود دوزخ میں چلا جائے۔

ایک دفعہ ایک مرید نے رخت سفر باندھا اور روانگی کے وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ سے وصیت طلب کی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اسے فرمایا کہ تین باتوں کا خیال رکھنا۔

اول ۔ اگر تجھ کو کسی بد اخلاق سے واسطہ پڑے تو اس کی بد خلقی کو اپنی خوش خلقی میں تبدیل کر لینا۔

دوم ۔ اگر کوئی تجھ پر احسان کرے تو اول خدا کا شکر ادا کرنا اور پھر محسن کا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس کے دل کو تجھ پر مہربان کیا ہے۔

سوم اگر تجھ کو کوئی مصیبت پیش آجائے تو فوراً اپنی عاجزی کا اقرار کرنا اور فریاد کرنا کہ میں اس مصیبت کو برداشت نہیں کر سکتا۔

کسی نے عرض کیا کہ حضرت کوئی وصیت کریں فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھ جب اس نے اوپر نظر اٹھائی تو پوچھا کہ کیا تو جانتا ہے کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا عرض کیا کہ ہاں جانتا ہوں فرمایا کہ جس نے آسمان کو پیدا کیا ہے وہ ہر جگہ تمہارے حال سے واقف ہے اس لئے بس اس سے ڈرتے رہو۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ ایک مرید کو جو بیس سال سے ایک دم کے لئے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جدا نہ ہوا تھا جب بلاتے تو اس سے اس کا نام دریافت فرماتے ایک دن اس مرید نے عرض کی کہ حضرت شاید آپ مذاق میں ایسا کرتے ہیں میں بیس سال سے آپ کی خدمت میں ہوں اور آپ ہر روز میرا نام دریافت فرماتے ہیں جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں مذاق نہیں کرتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نام نے تمام ناموں کو میرے ذہن سے فراموش کر دیا ہے اگرچہ میں تیرا نام یاد کرتا ہوں لیکن پھر بھول جاتا ہوں اس پر لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ درجہ کس طرح حاصل کیا فرمایا کہ بچپن میں ایک رات میں گھر سے باہر نکلا تو چاند اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اور سب لوگ محو خواب تھے اس وقت میں نے ایک دربار دیکھا جس کے مقابلے میں تمام جہان ذرہ کی مانند معلوم ہوتا تھا۔ دل میں ایک کیفیت سی پیدا ہوئی اور ایک عجیب حالت وارد ہوگئی میں نے کہا خداوندا کہ تیری اس قدر عالی شان درگاہ 'مگر خالی' اس قدر اعلیٰ مگر پنہاں' اسی وقت غیبی آواز آئی کہ دربار کے خالی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کوئی اس طرف آتا نہیں اس واسطے ہم بھی نہیں چاہتے کہ اس دربار میں کوئی داخل ہو پھر میں نے نیت کی کہ تمام خلقت کو چاہوں لیکن خیال آیا کہ مقام شفاعت تو سیدنا و مولانا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے میں نے ادب کا لحاظ رکھا اسی وقت ایک آواز سنی کہ اس ادب کی وجہ سے ہم نے تمہارا نام بلند کیا کہ قیامت تک لوگ نہ بھولیں گے یعنی

سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مدت تک کعبہ کا طواف کرتا رہا لیکن جب خدا تک پہنچ گیا تو خانہ کعبہ میرا طواف کرنے لگا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ حاجی لوگ خانہ کعبہ کے گرد بدنی طواف کرتے ہیں اور بقاء الٰہی کے طالب ہوتے ہیں لیکن اہل محبت عرش الٰہی کے گرد طواف کرتے ہیں اور اس کے بقاء کے طالب ہوتے ہیں۔

اسی عارف باللہ اور سلطان وقت کے حضور سلام کے لئے ہم تہران سے سفر کرتے چلے آرہے تھے رات ساڑھے نو بجے بس نے ہمیں شاھرود شہر میں اتار دیا کیونکہ **بسطام** شریف دی نی روڈ پر نہیں بلکہ شاھرود سے **بسطام** شریف کے لئے روانہ ہونا پڑتا ہے۔ شاھرود تہران کی نسبت چھوٹا شہر ہے جس کی وجہ سے یہاں مسافر خانے اور ہوٹل وغیرہ بھی کم ہیں اور ویسے بھی زائرین اس طرف بہت کم آتے ہیں کیونکہ وہ تہران سے ہوتے ہوئے مشہد مقدس نکل جاتے ہیں میری معزز زائرین کرام سے درخواست ہے کہ اگر وہ تہران آئیں تو **بسطام** شریف اور خرقان شریف بھی ضرور حاضری دیں کیونکہ مشہد مقدس جانے والی بسیں اور ٹرین شاھرود سے ہی ہو کر گزرتی ہے اگر شاھرود اتر جائیں اور صرف دو چار گھنٹے ان مقامات پر حاضری کے لئے وقف کردیں تو انشاء اللہ بہت زیادہ اجر و ثواب اور تسکین روح نصیب ہوگی۔

رات کافی ہوچکی تھی اس لئے سڑک کے کنارے واقع ایک ریسٹورنٹ میں کھانا کھایا۔ ریسٹورنٹ کا عملہ انتہائی اخلاق اور محبت سے پیش آیا اور جب انہیں پتہ چلا کہ ہم **بسطام** شریف اور خرقان شریف کی زیارت کے لئے آئے ہیں تو بہت خوش ہوئے اور پھر ہمیں ان مقامات سے متعلق اور بھی معلومات فراہم کیں یہاں سے فارغ ہونے کے بعد قریب ہی ایک ہوٹل "نادر" میں دو کمرے کرایہ پر لئے۔ ہوٹل صاف ستھرا اور سردی سے بچاؤ کے لئے ہیٹر لگے ہوئے تھے اسی طرح ہوٹل کا منیجر بھی انتہائی خوش اخلاق سے پیش آیا۔ دن کی بقیہ نمازیں ادا کیں اور صبح کا پروگرام طے کر کے سوگئے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ بندہ اپنے کمال کو کس وقت پہنچتا ہے فرمایا جب وہ اپنے عیبوں کو پہچان لے اور مخلوقات سے کسی قسم کا طمع نہ رکھے تب جس قدر وہ اپنے نفس سے دور ہوگا اس قدر اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہوگا۔

نماز فجر ادا کی اور ہوٹل سے باہر آئے تو پتہ چلا کہ رات ہلکی ہلکی برفباری ہوتی رہی جس کی وجہ سے یہ چھوٹا سا شہر انتہائی خوبصورت لگ رہا تھا۔ رات والے ہی ریسٹورنٹ میں ناشتہ کیا اور ایک ٹیکسی کرکے **بسطام** شریف روانہ ہوگئے **بسطام** شریف شاہرود شہر سے تقریباً" 8 کلومیٹر پر واقع ہے سارے راستے ہلکی ہلکی برفباری ہوتی رہی **بسطام** شریف پہنچے یہ ایک چھوٹی سی بستی ہے جسے حضرت بایزید **بسطامی** رحمۃ اللہ علیہ کے قدوم مبارک نے رشک عرش بریں بنا دیا ہے۔ ایک وسیع حرم میں دو لمبوتری شکل کے گنبد دور سے ہی نظر آجاتے ہیں اسی عمارت میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے امام زادہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے حرم سے باہر کھلی فضا میں اس طائر نورانی شہباز لامکانی حضرت بایزید **بسطامی** رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک لوہے کے جالی دار ایک چھوٹے سے حجرہ میں ہے لوح تربت سنگ مرمر کی ہے جس پر کچھ آیات کندہ ہیں اور شیشے کے فریم سے کور ہے۔ اوپر چادر' جائے نماز اور قرآن پاک پڑے ہوئے ہیں آگے ہو کر حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں سلام پیش کیا قبر مبارک کو بوسہ دیا اور پھر قبر مبارک پر رسم چادر پوشی ادا کی اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رخ انور کی طرف بیٹھ گئے اور ایک مختصر سی محفل ذکر منعقد کی جس میں حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ رباعی (بلغ العلی بکمالہ) قصیدہ بردہ شریف کے اشعار' مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت (نسیما جانب بطحاء گزر کن) اور پھر کھڑے ہو کر حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور زمانہ سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

پیش کیا ختم شریف کے بعد دعا اور پھر شیرینی تقسیم کی۔

حضرت بایزید بسطامی ؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مراقبہ میں مصروف تھا کہ اچانک میرے گوشہ دل میں آواز آئی کہ ابو یزید' دیر سمعان جاؤ اور وہاں کے راھبوں کے ساتھ ان کی عید قربانی میں شریک ہو آپ ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس آواز کو وسوسہ خیال کرکے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے پناہ چاہی' جب رات ہوئی تو ہاتف غیبی نے نیند میں پھر وہی بات دہرائی کہ بایزید دیر سمعان جاؤ میں صبح بیدار ہوا تو بے قرار ہو کر لرزنے اور کانپنے لگا مجھے دوران مراقبہ یہ بھی کہا گیا کہ "بایزید تم ہمارے نزدیک اولیائے اخیار میں ہو اور نیک لوگوں کے رجسٹر میں تمہارا نام درج ہے تم کچھ محسوس نہ کرو اور راھبوں کا بھیس بدل کر اور ہماری خاطر زنار باندھ لو اس سلسلہ میں تم پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہ ہوگا۔

حضرت بایزید فرماتے ہیں کہ میں صبح سویرے اٹھا اور حکم الٰہی کے پورا کرنے میں لگ گیا میں نے راہبوں کا بھیس بدلا اور ان کے ساتھ دیر سمعان چلا آیا جب ان راہبوں کا بڑا پادری آیا اور یہ سب اس کے گرد اکٹھے ہوئے اور خاموش ہو کر اس کا کلام سننے کے لئے متوجہ ہوئے تو اس کے لئے کھڑا ہونا مشکل ہوگیا اور قوت گویائی نہ رہی گویا کہ اس کے منہ میں لگام ڈال دی گئی ہے سارے راہب اس کی طرف متوجہ ہو کر بولے: حضور! کیا بات پیش آئی کہ آپ کچھ کلام نہیں فرما رہے کہ ہم آپ کے کلام سے فیض یاب ہوتے اور آپ کے علم کی اقتدا کرتے پادری بولا کہ مجھے کلام کرنے اور تقریر کا آغاز کرنے میں اور کوئی رکاوٹ نہیں ہے سوائے اس کے کہ تمہارے درمیان ایک "رجل محمدی ﷺ" آگیا اور وہ آیا ہے تمہارے دین کو جانچنے اور تم پر زیادتی کرنے کے لئے وہ سارے بولے کہ آپ ہمیں بتلایئے وہ کون ہے ہم ابھی اسے قتل کئے دیتے ہیں ______

یہ سن کر وہ پادری کہنے لگا نہیں' کسی کو بغیر دلیل اور برھان کے قتل کرنا

درست نہیں میرا خیال ہے میں اس رجل محمدی کا امتحان لیتا ہوں اور اس سے علم الادیان سے متعلق چند مسائل دریافت کرتا ہوں اگر اس نے ان کا جواب دے دیا اور اچھی طرح بیان کر دیا تو ہم اسے چھوڑ دیں گے' ورنہ مار ڈالیں گے' اور اصول و ضابطہ بھی یہی ہے کہ "آدمی کی امتحان کے وقت عزت ہوتی ہے یا وہ ذلیل و رسوا ہوجاتا ہے" وہ سارے پادری کہنے لگے ٹھیک ہے جناب کی جو رائے ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے کیونکہ ہم تو استفادے کے لئے حاضر ہوئے ہیں ____

وہ بڑا پادری اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا اور یوں پکارنے لگا "اے رجل محمدی! تجھے محمد (ﷺ) کا واسطہ تو اپنی جگہ پر کھڑا ہو جا تاکہ نگاہیں تجھے دیکھ سکیں۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تنزیہ کرنے لگے ____

پادری نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ: اے رجل محمدی! میرا ارادہ ہے کہ میں آپ سے سوال کروں' اگر تو نے ان کے جوابات دے دیئے اور ان کی اچھی تشریح کردی تو ہم تیری پیروی کریں گے اور اگر ان کے جوابات نہ دے سکے تو آپ کو قتل کردیں گے ____

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ منقولات و معقولات میں سے جو چاہو پوچھو میری جو باتیں ہوں گی اللہ اس پر گواہ ہے ____

پادری نے سوالات کا سلسلہ شروع کیا اور کہنے لگا:

1- آپ ہمیں ایسا ایک بتلایئے جس کا دوسرا نہیں؟

2- اور ایسے دو جن کا تیسرا نہیں؟

3- اور ایسے تین جن کا چوتھا نہیں؟

4- اور ایسے چار جن کا پانچواں نہیں؟

5- اور ایسے پانچ جن کا چھٹا نہیں؟

6- اور ایسے چھ جن کا ساتواں نہیں؟

7- اور ایسے سات جن کا آٹھواں نہیں؟

8- اور ایسے آٹھ جن کا نواں نہیں؟

9- اور ایسے نو جن کا دسواں نہیں؟

10- اور عشرہ کاملہ کے بارے میں بتلایئے؟

11- اور ہمیں گیارہ کے بارے میں بتلایئے؟

12- اور بارہ کے بارے میں خبر دیجئے؟

13- اور تیرہ کے بارے میں بتلایئے کہ ان سے کیا مراد ہے؟

14- اور بتلایئے کہ وہ کون سی قوم تھی جس نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئی اور وہ کون سی قوم ہے جس نے سچ بولا اور جہنم میں پہنچی؟

15- اور بتلایئے کہ انسانی جسم میں اس کے نام رہنے کی جگہ کہاں ہے؟

16- اور والذریت ذروا

17- فالحملت وقرا

18- فالجریت یسرا

19- اور فالمقسمت امرا (الذریت' 51:1-2-3-4) کے بارے میں بتایئے ان سے کیا مراد ہے؟

20- وہ چیز بتایئے جو بغیر روح کے سانس لیتی ہے؟

21- اور ان چودہ کے بارے میں بتایئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا؟

22- اور وہ قبر بتلایئے جو اپنے صاحب کو لئے پھرتی رہی؟

23- اور ایسا پانی بتلایئے جو نہ زمین سے نکلا اور نہ آسمان سے برسا ہو؟

24- اور ان چار کے بارے میں بتایئے جو نہ باپ کی پیٹھ سے نکلے اور نہ ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے؟

25- اور بتلایئے کہ زمین پر سب سے پہلے خون کون سا بہایا گیا؟

26- اور وہ چیز بتلایئے جس کو اللہ نے پیدا فرمایا پھر خرید لیا؟

27- اور وہ چیز بتلایئے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا پھر اس کو برا بتلایا؟

28- اور وہ چیز بتلایئے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور بڑا بتلایا؟

29- اور وہ چیز بتلایئے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور اس کے بارے میں سوال کیا؟

30- بتلایئے عورتوں میں سب سے افضل عورتیں کون سی ہیں؟

31- دریاؤں میں سب سے افضل دریا کون سے ہیں؟

32- پہاڑوں میں سب سے افضل پہاڑ کونسا ہے؟

33- چوپایوں میں سب سے افضل چوپایہ کون سا ہے؟

34- مہینوں میں سب سے افضل مہینہ کون سا ہے؟

35- راتوں میں سب سے افضل رات کون سی ہے؟

36- طامہ کسے کہتے ہیں؟

37- ایسا درخت بتلایئے جس میں بارہ ٹہنیاں اور ہر ٹہنی پر تیس پتے اور ہر پتے پر پانچ پھول، دو دھوپ میں کھلتے ہیں اور تین سایہ میں؟

38- وہ کون سی چیز ہے جس نے بیت اللہ کا طواف کیا، حج کیا، حالانکہ اس پر نہ حج فرض اور نہ اس میں روح؟

39- بتلایئے اللہ تعالیٰ نے کتنے نبی بھیجے؟

40- اور ان میں کتنے رسول ہوئے؟

41- ایسی چار چیزیں بتلایئے جن کا ذائقہ اور رنگ مختلف مگر ان سب کی اصل ایک ہے؟

42- نقیر، قطمیر اور فتیل کے بارے میں بتلایئے؟

43- بتلایئے کہ سبد اور لبد کیا چیز ہوتی ہے؟

44- بتلایئے کہ علم اور رم سے کیا مراد ہے؟

45- بتلایئے کہ کتا جب آواز کرتا ہے تو کیا کہتا ہے؟

46- گدھا جب بولتا ہے تو کیا کہتا ہے؟

47- بیل کیا بولتا ہے؟

48- گھوڑا ہنہناتے وقت کیا کہتا ہے؟

49- اونٹ کیا کہتا ہے؟

50- مور کیا گاتا ہے؟

51- بلبل چہچہاتے وقت کیا گاتی ہے؟

52- مینڈک اپنی تسبیح میں کیا کہتا ہے؟

53- ناقوس سے کیا آواز آتی ہے؟

54- ایسی قوم بتلایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی جانب وحی فرمائی حالانکہ نہ وہ انسان ہیں نہ جنات نہ فرشتے؟

55- اور بتلایئے کہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں چلی جاتی ہے اور جب رات آتی ہے تو دن کہاں رہتا ہے؟

جب پادری سوالات کر چکا تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور کچھ پوچھنا ہے پادری بولا نہیں اور کچھ نہیں پوچھنا آپ صرف انہیں سوالات کے جوابات دے دیجئے اور ہماری باتوں کو وضاحت سے بیان کر دیجئے' حضرت بایزید بسطامی نے پھر یاد دہانی کراتے ہوئے کہا کہ اگر میں تمام باتوں کے صحیح صحیح جوابات دے دوں تو تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ گے؟ تمام بولے ہاں! ہم ضرور ایمان لے آئیں گے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللھم انت الشاھد علی ما یقولون - "اے اللہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں تو اس پر گواہ ہے"

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے جوابات دینے شروع کئے اور فرمایا:

1- ایسا ایک جس کا دوسرا نہیں وہ اللہ واحد و قہار ہے

2- اور ایسے دو جن کا تیسرا نہیں وہ رات اور دن ہیں' اللہ رب العزت نے فرمایا: وجعلنا الیل والنھار آیتین...... الخ(الاسراء' 12:17) "اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا"

3- اور ایسے تین جن کا چوتھا نہیں وہ عرش' کرسی اور قلم ہے

4- اور ایسے چار جن کا پانچواں نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چاروں کتابیں' تورات' زبور' انجیل اور قرآن پاک ہیں

5- اور ایسے پانچ جن کا چھٹا نہیں وہ پانچ نمازیں ہیں جن کا ہر مسلمان مرد و عورت پر پڑھنا فرض ہے

6- اور ایسے چھ جن کا ساتواں نہیں وہ چھ دن ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ذکر فرمایا ہے: ولقد خلقنا السموت والارض وما بینھما فی ستہ ایام ۔ الخ (ق' 38:50) "اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا"

7- اور ایسے سات جن کا آٹھواں نہیں وہ ساتوں آسمان ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الذی خلق سبع سموت طباقا ۔ الخ (الملک' 3:67) "جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا"

8- اور ایسے آٹھ جن کا نواں نہیں تو وہ عرش الٰہی کو اٹھانے والے ہیں' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمنیۃ (الحاقہ' 17:69) "اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے"

9- اور ایسے نو جن کا دسواں نہیں تو وہ نو شخص ہیں جو شہر میں فساد پھیلاتے تھے' اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور شہر میں نو شخص تھے کہ زمین میں فساد کرتے اور سنوارنہ چاہتے" (النمل' 48:27)

10- اور عشرہ کاملہ سے مراد وہ دس دن ہیں جن میں متمتع ہدی نہ ہونے کی صورت میں روزہ رکھتا ہے' اللہ جل شانہ' نے فرمایا: فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام فی الحج و سبعۃ اذا رجعتم تلک عشرۃ کاملۃ ۔ الخ (البقرہ' 196:2) "پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین دنوں کے روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ جاؤ یہ پورے دس ہوئے"

11- رہا تمہارا سوال گیارہ کے بارے میں تو وہ برادران یوسف ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی جانب سے حکایت فرمایا ہے' چنانچہ ارشاد ہے: یابت انی رایت احد عشر کوکبا.... الخ (یوسف' 4:12) "اے میرے باپ میں نے گیارہ تارے۔ دیکھے"

12- اور بارہ کے متعلق تمہارا سوال تو ان سے مراد بارہ مہینے ہیں' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ان عدۃ الشہور عنداللہ اثنا عشر شہرا فی کتب اللہ یوم خلق السموت والارض ۔ الخ (التوبۃ' 36:9) "بے شک مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے زمین اور آسمان بنائے"

13- اور تمہارا سوال تیرہ کے متعلق تو اس سے مراد حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا خواب ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتھم لی سجدین (یوسف' 4:12) "اے میرے باپ میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا"

14- رہا تمہارا سوال ایسی قوم کے بارے میں جس نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئی تو وہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی جنہوں نے یہ کہا تھا: قالوا یابانا انا ذھبنا نستبق و ترکنا یوسف عند متاعنا فاکلہ الذئب.... الخ (یوسف' 17:12) "بولے اے ہمارے باپ ہم دوڑ کرتے نکل گئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا"

یہ بات انہوں نے جھوٹ کہی تھی لیکن پھر بھی جنت میں گئے (کیونکہ توبہ کرلی تھی) اور وہ قوم جس نے سچ بولا پھر بھی جہنم میں گئی تو وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ جنہوں نے یہ کہا: وقالت الیھود لیست النصریٰ علی شیء وقالت النصریٰ لیست الیھود علی شیء ... الخ (البقرہ' 113:2) "اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں" انہوں نے یہ بات سچ کہی تھی لیکن پھر بھی جہنم میں گئے اس لئے کہ وہ نبی آخر الزمان ﷺ پر ایمان نہ لائے تھے)

15- رہا تمہارا یہ سوال کہ تمہارے جسم میں تمہارا نام رہنے کی جگہ کہاں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارا نام رہنے کی جگہ تمہارے کان ہیں۔

16- والذریت ذروا سے مراد چار ہوائیں ہیں

17- فالحملت وقرا سے مراد بادل ہیں' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: والسحاب المسخر بین السماء والارض ... الخ (البقرہ' 164:2) "اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم باندھا ہے"

18- فالجریت یسرا سے مراد دریاؤں میں چلنے والی کشتیاں ہیں

19- فالمقسمت امرا سے مراد وہ فرشتے ہیں جو نصف شعبان سے اگلے نصف شعبان تک مخلوق کی روزی تقسیم کرنے پر مقرر ہیں۔

20- اور ایسی چیز جو روح کے بغیر سانس لیتی ہے وہ صبح ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: والصبح اذا تنفس (التکویر' 18:81) "اور قسم ہے صبح کی جب دم لے"

21- اور وہ چودہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا سو وہ ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان ہیں' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فقال لھا و للارض ائتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین (حم السجدۃ' 11:41) "تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے"

22- اور ایسی قبر جو اپنے صاحب کو لئے پھرتی رہی سو وہ مچھلی ہے جس نے حضرت

سیدنا یونس علیہ السلام کو نگل لیا تھا اور ان کو دریا میں لئے پھرتی تھی

23- اور ایسا پانی جو نہ آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکلا سو اس سے گھوڑے کا پسینہ مراد ہے جو بلقیس نے قارورہ میں رکھ کر حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس ان کا امتحان لینے کے لئے بھیجا تھا۔

24- اور ایسے چار جو نہ باپ کی پیٹھ سے نکلے اور نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے:

(1) حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں آنے والا مینڈھا

(2) حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی جو پہاڑ سے پیدا کی گئی

(3) حضرت سیدنا آدم علیہ السلام جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے

(4) حضرت سیدۃ اماں حوا علیہا السلام جو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں' یہ چار مراد ہیں

25- اور وہ خون جو زمین پر سب سے پہلے بہایا گیا وہ ہابیل کا خون ہے جسے اس کے بھائی قابیل نے قتل کر دیا تھا

26- اور ایسی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر خود ہی خرید لیا وہ مومن کا نفس ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ ... الخ (التوبۃ' 111:9) "بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے"

27- اور ایسی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اسے برا بتلایا وہ گدھے کی آواز ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ان انکر الاصوات لصوت الحمیر (لقمان' 19:31) "بے شک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی"

28- ایسی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور بڑا بتلایا وہ عورتوں کا مکر اور چالاکی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان کیدکن عظیم (یوسف' 28:12) "البتہ تمہارا مکر قریب بڑا ہے"

29- ایسی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس کے بارے میں سوال کیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ہے' ارشاد ربانی ہے: وما تلک بیمینک یموسیٰ قال ھی عصای اتوکو علیھا واھش بھا علی غنمی (طٰہٰ' 20-17-18) "اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ' عرض کی یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں"

30- عورتوں میں سب سے افضل حضرت حواء (ام البشر) حضرت خدیجہ' حضرت عائشہ' حضرت آسیہ' حضرت مریم بنت عمران ؑ ہیں۔

31- دریاؤں میں سب سے افضل دریا سیحون' جیحون' دجلہ' فرات' اور نیل ہیں۔

32- پہاڑوں میں سب سے افضل پہاڑ طور ہے۔

33- چوپایوں میں سب سے افضل گھوڑا ہے۔

34- مہینوں میں سب سے افضل رمضان المبارک کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن (البقرہ' 2:185) "رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا"

35- راتوں میں سب سے افضل لیلتہ القدر ہے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: لیلتہ القدر خیر من الف شھر (القدر' 97:3) "شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر"

36- طامہ قیامت کو کہتے ہیں۔

37- ایسا درخت جس میں بارہ ٹہنیاں ہوں ہر ٹہنی پر تیس پتے ہر پتے پر پانچ پھول دو دھوپ میں کھلتے ہیں تین سایہ میں' سو درخت سے مراد تو سال ہے بارہ ٹہنیوں سے مراد بارہ مہینے ہیں اور تیس پتوں سے مراد مہینے کے تیس دن ہیں اور ہر پتے پر پانچ پھول سے مراد پانچوں فرض نمازیں ہیں جو رات اور دن میں پڑھی جاتی ہیں جن میں سے دو' ظہر اور عصر دھوپ (دن) میں اور تین' فجر' مغرب اور عشاء سایہ (رات) میں پڑھی جاتی ہیں۔

38- ایسی چیز جس نے بیت اللہ کا طواف کیا' حج کیا' حالانکہ نہ اس پر حج فرض نہ اس میں جان' اس سے مراد حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی ہے۔

39- رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے انبیاء اور رسول بھیجے سو اللہ تعالیٰ نے (کم و بیش) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے۔

40- اور ان میں سے تین سو تیرہ کو رسول بنایا۔

41- ایسی چار چیزیں جن کا ذائقہ الگ الگ ہے مگر ان سب کی اصل ایک ہے وہ آنکھ' کان' ناک اور منہ ہیں آنکھوں کا پانی کھاری' منہ کا پانی میٹھا' ناک کا پانی کھٹا اور کان کا پانی کڑوا ہے۔

42- یہ سوال کہ نقیر' قطمیر اور فتیل کسے کہتے ہیں' سو نقیر کھجور کی گٹھلی کی پشت پر جو نقطہ ہے اس کو' قطمیر کھجور کی گٹھلی کے اوپر جو باریک چھلکا ہوتا ہے اسے اور فتیل کھجور کی گٹھلی کے شگاف کی باریک جھلی کو کہتے ہیں۔

43- سبد اور لبد' بھیڑ' دنبہ اور بکری کے بالوں کو کہتے ہیں۔

44- طم اور رم سے مراد ہمارے جد امجد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے پہلے کی مخلوق ہے۔

45- گدھا جب شیطان کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے: لعن اللہ العشار وھو المکاس "چنگی پر محصول لینے والے پر خدا کی پھٹکار ہو"

46- کتا کہتا ہے ویل لاھل النار من غضب الجبار "اللہ جبار کے غصہ کی وجہ سے دوزخیوں کی ہلاکت و بربادی ہے"

47- بیل کہتا ہے سبحان اللہ و بحمدہ

48- گھوڑا کہتا ہے سبحان حافظی اذا التقت الابطال و اشتغلت الرجال بالرجال۔

49- اونٹ کہتا ہے حسبی اللہ و کفی باللہ وکیلا

50- مور کہتا ہے الرحمن علی العرش استوی (طہٰ 5:20) "وہ بڑی مہر والا اس نے

عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔

51- بلبل کہتی ہے فسبحن اللہ حین تمسون و حین تصبحون (الروم 17:30) "تو اللہ کی پاکی بولو جب شام کرو اور جب صبح ہو"

52- مینڈک کہتا ہے سبحان المعبود فی البراری والقفار سبحان الملک الجبار

53- ناقوس سے آواز نکلتی ہے سبحان اللہ حقا حقا یا ابن ادم فی ھذہ الدنیا شرقا و غربا ماتری فیھا یبقی۔ "اللہ پاک ہے وہ سچ ہے اور حق ہے اے ابن آدم اس دنیا میں بنظر عبرت مشرق و مغرب کی طرف دیکھ تجھے اس میں کوئی بھی باقی نظر نہیں آئے گا"

54- ایسی قوم جس کی جانب اللہ تعالی نے وحی کی حالانکہ وہ نہ انسان ہیں نہ جن نہ فرشتے' وہ شہد کی مکھی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں: واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا و من الشجر و مما یعرشون ... الخ (النحل 68:16) "اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں اور چھتوں میں"

55- رہا تمہارا یہ سوال کہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے اور جب رات آتی ہے تو دن کہاں ہوتا ہے تو اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں یہ راز نہ کسی نبی اور رسول پر کھلا اور نہ کوئی مقرب سے مقرب فرشتہ اس پر مطلع ہوا (مگر اللہ تعالی اپنے مرتضی رسولوں کو ہر علم سے آگاہ فرماتا ہے)

ان تمام سوالوں کا جواب دینے کے بعد حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کوئی اور سوال رہ گیا ہو تو وہ بھی پوچھ لو سب نے کہا کہ اب کوئی سوال باقی نہیں رہا جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب میری ایک بات کا جواب دو یہ بتاؤ کہ آسمانوں اور جنت کی کنجی کیا ہے؟ بڑا پادری اس پر خاموش رہا' آواز آئی کہ تم نے اتنی باتیں پوچھیں اور انہوں نے سب کا جواب دے دیا اور انہوں نے تم سے صرف ایک بات پوچھی ہے اور تم ان کے سوال کا جواب نہیں دے رہے۔

پادری کہنے لگا میں ان کی بات کا جواب دینے سے عاجز نہیں مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے ان کی بات کا جواب دے دیا تو تم میری موافقت نہیں کرو گے وہ بولے ہم آپ کی موافقت کیوں نہ کریں گے آپ ہمارے بڑے ہیں۔

پادری نے کہا لو پھر سنو" آسمانوں اور جنت کی کنجی لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ہے جب انہوں نے یہ بات سنی تو سب کے سب مسلمان ہوگئے اور گرجے کو گرا کر اس کی جگہ مسجد بنائی اور سب نے اپنی اپنی زناریں توڑ ڈالیں۔

اس پر حضرت بایزید **بسطامی** رحمۃ اللہ علیہ کو غیب سے آواز آئی اے بایزید تم نے ہماری خاطر ایک زنار باندھی ہم نے تمہاری خاطر پانچ سو زناروں کو توڑ دیا (الروض الفائق فی المواعظ و الرقائق" تصنیف ابومدین شعیب بن عبداللہ)

حضرت بایزید **بسطامی** رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد کسی مرید نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ آپ نے منکر و نکیر سے کس طرح نجات پائی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کے سوال پر میں نے کہا کہ اس سوال سے تمہارا مقصد پورا نہ ہوگا۔ تم واپس جا کر اسی سے پوچھو جس نے تم کو بھیجا ہے کہ میں اس کا کیا ہوں جو کچھ وہ کہے وہ ہی ہوں گا میرے کہنے سے وہ میرا رب نہ بنے گا جب تک کہ وہ نہ کہے کہ یہ میرا بندہ ہے۔

وصال کے بعد حضرت احمد خضریہ کی بیوی آپ کی رحمۃ اللہ علیہ زیارت کے لئے آئیں زیارت سے فارغ ہو کر پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ بایزید کون تھا لوگوں نے کہا آپ کو بہتر معلوم ہے فرمایا کہ ایک رات میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھی ایک گھڑی آرام کے بعد آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھا کہ مجھ کو آسمان پر لے گئے ہیں عرش کے نیچے ایک بے پایاں جنگل دیکھا جس میں ہر درخت کے پتے پر بایزید ولی اللہ لکھا ہوا دیکھا سبحان اللہ۔

شیرینی تقسیم کرنے کے بعد کچھ دیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور بیٹھے رہے نگران مزار

نے ہمیں آپ ؒ کے مزار مبارک سے ایک چادر پیش کی جس پر ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا اور درخواست کی کہ ہمیں حضرت ابوالحسن خرقانی کی چلہ گاہ کی زیارت کروائیں وہ چابی لے کر آئے اور ہمیں حضرت ابوالحسن خرقانی ؒ کی چلہ گاہ کی بھی زیارت کا شرف حاصل ہوگیا۔ یہ بھی ایک انتہائی متبرک اور پرکیف مقام ہے کہ جہاں پر حضرت ابوالحسن خرقانی ؒ معتکف رہے آج ہم وہاں شکرانے کے نفل ادا کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ اپنی قسمت پر بھی ناز کر رہے ہیں کیونکہ اس عارف باللہ کا قرب ایک کیف کی حالت طاری کئے ہوئے ہے۔

بعض بزرگوں نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تصوف کیا ہے؟ فرمایا کہ آرام کا دروازہ اپنے اوپر بند کرلینا" ابو سعید ابوالخیر ؒ آپ کی زیارت کے لئے آئے تو کچھ وقت کے بعد واپس جانے لگے کسی نے پوچھا کیا وجہ ہے فرمایا کہ یہ ایسی جگہ ہے کہ اگر کسی کی کوئی چیز کہیں گم جائے تو یہاں آکر تلاش کرے۔

چلہ گاہ کا شرف حاصل کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں الوداعی سلام پیش کیا شدید برفباری ہورہی تھی اور ایک عجیب سماں تھا باہر نکلے اور ایک گاڑی میں سوار ہو کر خرقان شریف حضرت ابوالحسن خرقانی ؒ کی زیارت کے لئے چل پڑے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اس عظیم شخصیت کے ہاں ہماری حاضری کو قبول و منظور فرمائے اور اس نگاہ کرم سے بھی محروم نہ رکھے جو ان بزرگان پر رہتی ہے آمین۔

قطعہ تاریخ وصال

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

261 ہجری

875ء

اس کے اوجِ فقر کی شہرت جہاں میں چار سو
ہے زبانِ وقت پر اس کا کمالِ معرفت

زیب و زینِ بزمِ حق ہے آج بھی اس کی ضیا
وہ ہے خورشیدِ جہانِ لازوالِ معرفت

مجھ سے ہاتف نے کہا طارق کہ اس کا سالِ وصل
"آسمانِ حق" کہو یا "وہ جمالِ معرفت"
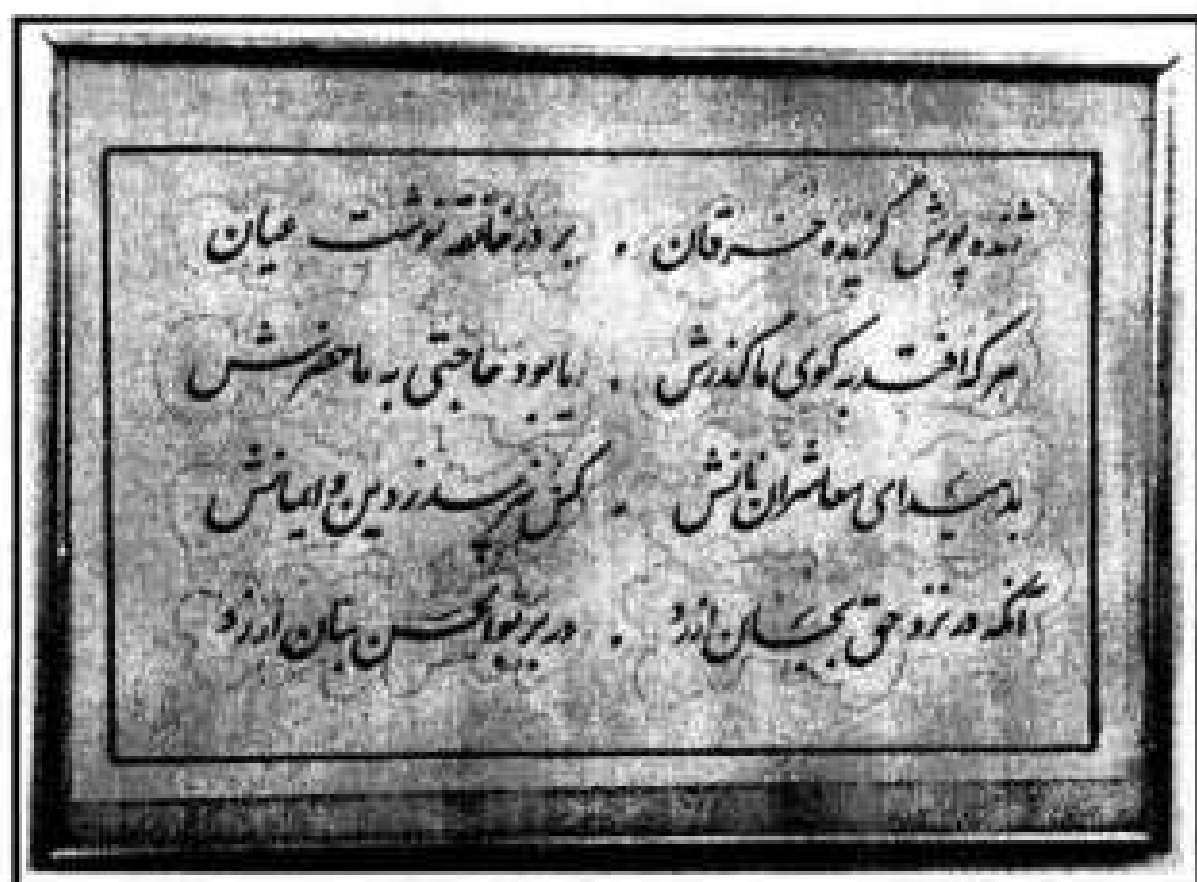
261 ہجری — 875ء

طارق سلطانپوری

"خرقان شریف"

شہرِ سلطان المشائخین

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

سلطان الشائخین قطب وقت حضرت شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی علی اور کنیت ابوالحسن تھی۔ اپنے زمانہ کے غوث ہو گزرے ہیں تصوف و طریقت میں آپ کو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت تھی اور راہ سلوک میں بھی آپ کو روحانی فیض حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوا ہر وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ مشاہدہ الٰہی میں رہا کرتے تھے اور درگاہ باری تعالٰی کے نہایت نازپروردہ تھے۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار فرماتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال دھستان میں تشریف لے جاتے کیوں کہ وہاں شہداء کے مزار تھے جب خرقان پہنچے تو کھڑے ہو کر سانس بھرتے مریدوں نے عرض کیا کہ کیا ماجرا ہے تو فرمایا کہ میں اس جگہ میں ایک بندہ خدا کی خوشبو پاتا ہوں جو تین درجہ مجھ سے آگے ہیں۔

ابتداء میں حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ بارہ سال تک ہر روز خرقان میں عشاء کی نماز باجماعت پڑھ کر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی زیارت کو تشریف لے جاتے وہاں پہنچ کر فرماتے کہ خداوندا اس نعمت میں سے جو تو نے بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو بخشی ہے ابوالحسن کو بھی حصہ عطا فرما اور پھر وہاں سے لوٹ آتے اور صبح کی نماز خرقان میں جماعت کے ساتھ ادا فرماتے واپسی کے وقت پچھلے قدموں پر آتے تاکہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی طرف پشت نہ ہو۔ بارہ سال کے بعد حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے آواز آئی کہ ابوالحسن تمہارے بیٹھنے کا وقت آگیا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں امی ہوں اور رموز شریعت زیادہ نہیں جانتا جواب ملا کہ ابوالحسن جو کچھ مجھے ملا ہے وہ تمہاری برکت سے ملا ہوا ہے آپ نے جواب دیا کہ یہ کیسے جبکہ آپ مجھ سے تقریباً چالیس سال پہلے ہوئے ہیں جواب ملا کہ مجھ کو خرقان میں ایک نور نظر آیا کرتا تھا جو آسمان تک پہنچتا تھا میں تیس سال تک ایک حاجت لے کر درگاہ الٰہی میں کھڑا رہا آخر آواز آئی کہ اس نور کو شفیع لاؤ تاکہ تمہاری حاجت پوری کی جائے۔

ایک دفعہ آپ کا ایک باغ سیلاب میں بہہ گیا لیکن جب دریا کا سیلاب کم ہوا تو وہ سب چاندی ہی چاندی کا بنا ہوا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ نہ کی دوسرے سال پھر ایسا ہی ہوا اور اس مرتبہ سیلاب کے بعد سب کچھ سونا نظر آیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پرواہ نہ کی تیسرے سال پھر ایسا ہی ہوا مگر اس مرتبہ لعل و جواہر پائے گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر کہا کہ خداوندا ابوالحسن ان چیزوں پر فریفتہ نہ ہوگا۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ سفر کو چلے تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم سفر پر جاتے ہیں کوئی ایسی دعا بتائیں کہ محفوظ رہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی بھی پریشانی کی صورت میں ابوالحسن کا نام لے لینا مگر ان لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی۔ چلے گئے راستے میں ڈاکوؤں سے واسطہ پڑ گیا سب لوگ خدا کا نام لینے اور بچاؤ کی دعا مانگنے لگے صرف ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا جونہی اس شخص نے آپ کا نام لیا وہ اور اس کا سامان چوروں کی نگاہ سے چھپ گیا دوسرے لوگ لوٹے گئے چوروں کے چلے جانے کے بعد ان لوگوں نے افسوس کیا کہ ہم نے ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام کیوں نہ لیا۔ سفر سے واپس آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر وجہ پوچھی کہ باوجود اللہ تعالیٰ کا نام لینے ہمیں اس مصیبت سے نجات کیوں نہ ملی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے والا محفوظ رہا فرمایا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کو مجاز پکارتے ہو مگر ابوالحسن کو حقیقی طور پر یاد کیا گیا۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کوئی حدیث نبوی ﷺ بیان کرتا ہے تو میری آنکھیں اس وقت آنحضرت ﷺ کے ابرو مبارک پر لگی رہتی ہیں جس حدیث مبارکہ پر آپ ابرو کھینچ لیتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی سماع نہ سنا کرتے تھے ایک دفعہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ابوسعید نے کہا اگر اجازت ہو تو کچھ پڑھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

کہ اگرچہ میں سماع نہیں سنتا لیکن تمہاری مرضی۔ غرض قوال نے ایک شعر پڑھا شیخ ابوسعید نے کہا کہ اٹھنے کا وقت ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً کھڑے ہوئے تین بار آستین کو ہلایا اور زمین پر پاؤں مارا تو اسی وقت تمام در و دیوار اور مکان رقص میں آگئے۔ شیخ ابوسعید نے کہا بس کیجئے ورنہ تمام بنیاد خراب ہو جائے گی اور آسمان و زمین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رقص کرنے لگیں گے جس پر شیخ نے فرمایا کہ سماع اسی کے لئے درست ہے جو اوپر کی طرف عرش تک اور نیچے تحت الثریٰ تک جگہ کشادہ دیکھے۔

حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضرت شیخ کی زیارت کے لئے خرقان پہنچے شہر کے باہر سے ہی شیخ کی طرف پیغام بھیجا کہ سلطان غزنی یہاں تک پہنچ گیا ہے آپ گھر سے نکل کر اس کا استقبال کریں اور اگر آپ انکار کریں تو اطیعواللہ و اطیعوالرسول واولوالامر منکم پڑھنا چنانچہ پیغام رساں نے ایسا ہی کیا مگر آپ نے پھر بھی انکار کیا اور کہا اطیعوا اللہ میں ہی اس قدر مشغول ہوں کہ اطیعوا الرسول تک نہیں پہنچ سکتا اور اولوالامر کا کیا ذکر یہ بات سن کر حضرت سلطان غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خدا کی قسم یہ شخص ان لوگوں میں سے ہرگز نہیں جن کا ہم گمان کرتے ہیں پھر اپنا لباس اور سواری ایاز کو دے دی اور ایاز کا لباس خود پہن کر حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام کیا شیخ نے جواب دیا مگر تعظیم کو کھڑے نہ ہوئے فرمایا یہ سب تمہارا جال ہے اور میں اس میں پھنس نہیں سکتا پھر محمود غزنوی کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور باقی سب کو باہر بھیج دیا۔ سلطان نے عرض کی کہ مجھ کو نصیحت فرمائیں فرمایا کہ چار باتوں کا خیال رکھو۔

1- ممنوعات سے پرہیز 2- جماعت کے ساتھ ادائیگی نماز

3- شیوہ سخاوت 4- خلق خدا پر شفقت

محمود غزنوی نے کہا کہ مجھے کوئی اپنی یادگار عنایت فرمائیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ایک پیراہن دے دیا اور یہ وہ ہی پیراہن تھا کہ جس کے طفیل سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو

سومنات کے میدان میں فتح و نصرت عطا ہوئی۔ بسطام شریف سے خرقان شریف کا راستہ تقریباً" 20 کلومیٹر ہے سارے راستے برفباری ہوتی رہی اور باہر کا سارا ماحول ایک عجیب منظر پیش کر رہا تھا۔ تقریباً" آدھ گھنٹے میں ہم خرقان شریف پہنچ گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک کافی اونچائی پر ہے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچے برفباری کی وجہ سے ہر طرف سفیدی ہی سفیدی نظر آرہی تھی آپ کی مسجد سے داخل ہو کر آپ کے مزار مبارک پر پہنچے تو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا کہ ہم گناہ گار اتنی عظیم ہستی کی خدمت میں پہنچ گئے ہیں فقر محمدی کا جاہ و جلال در و دیوار سے ٹپکتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ مزار مبارک کو بوسہ دیا ایک عجیب فرحت اور تسکین کا احساس ہوا۔ چادر پوشی کی رسم ادا کرنے کے بعد مختصر محفل ذکر منعقدہ کی ختم شریف پڑھنے کے بعد دعا اور پھر شیرینی تقسیم کی گئی اتنی شدید برفباری کے باوجود ہمارے ختم شریف پڑھنے تک مزار مبارک پر کافی رش ہو چکا تھا دوسرا اس مقام پر یہ دیکھنے میں آیا کہ جو بھی شخص اس مقام پر حاضری کے لئے آرہا تھا بڑی عقیدت اور خشوع و خضوع کے ساتھ حاضری دے رہا تھا۔ کچھ دیر آپ کی خدمت میں بیٹھے رہے پھر آپ کی مسجد میں دو رکعت ادا کی کیونکہ ایک مقام پر حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے ندا سنی کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص تمہاری مسجد میں آئے گا اس پر دوزخ حرام کر دی جائے گی چنانچہ اس فرمان کے مطابق ہمیں بھی آپ کی مسجد میں آنے اور پھر دو رکعت ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اس سعی کو قبول و منظور فرما کر ہماری بخشش و نجات کا ذریعہ بنائے۔

مسجد و مزار مبارک کے انچارج سے ملے اور درخواست کی کہ ہمیں بھی آپ کی بارگاہ سے کوئی یادگار عنایت فرمائیں جس پر انہوں نے ایک انتہائی خوبصورت رومال عطا فرمایا اور ہم نے اس کا شکریہ ادا کیا اور بارگاہ خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس رومال کو سنبھال لیا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی لائبریری کی زیارت کو نکلے مزار مبارک کے

قریب ایک خوبصورت سی لائبریری ہے جس میں کتابوں کے علاوہ جابجا فارسی کے اشعار فریموں میں لگے ہوئے ہیں۔ لائبریری کے انچارج نہایت خلوص و محبت سے پیش آئے بندہ نے اپنا سفرنامہ جو عراق' اردن' شام اور ترکی کی زیارات مقدسہ پر مشتمل ہے اور جس میں سو سے زائد رنگین نادر تصاویر ہیں اس کا ایک نسخہ پیش کیا تاکہ کسی طرح حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ مبارک سے رابطہ قائم ہو جائے۔ انچارج لائبریری نے شکریہ کے ساتھ بندہ کی تصنیف قبول کی اور اپنے رجسٹر میں اندراج کے بعد بندہ کو وصولی کتاب اور شکریے کا خط عنایت کیا۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ جس کسی نے میرے حوض کا پانی پیا یا میری زندگی میں یا بعد میں میری زیارت کی اس کا درجہ یہ ہے کہ قیامت میں اس سے حساب و کتاب نہ لیا جائے گا۔ الحمدللہ آپ کی زیارت کا شرف تو حاصل ہوچکا تھا لیکن ابھی پانی پینا باقی تھا چنانچہ بندہ نے اپنی ٹوٹی پھوٹی فارسی میں لائبریرین سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو اس نے کہا کہ باہر جانے کی بجائے میں یہیں آپ کو پانی منگوا دیتا ہوں چنانچہ اس نے ہم سب کے لئے پانی منگوایا اور یوں اس خواہش کی بھی الحمدللہ تکمیل ہوگئی۔

ایک اور مقام پر حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ قیامت میں فرمائیں گے کہ ابوالحسن میرے پاس سے جو کچھ چاہو مانگو' میں کہوں گا کہ الٰہی ان لوگوں کو جو میرے وقت میں تھے' میرے بعد قیامت تک میری زیارت کو آئے یا جنہوں نے میرا نام سن لیا میں ان لوگوں کو چاہتا ہوں۔ حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے دنیا میں وہ کیا اس لئے اب ہم بھی وہی کریں گے۔ پس حق تعالیٰ میری خواہش کے مطابق سب کو میرے سامنے کرے گا اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ آگے جاؤ مگر میں عرض کروں گا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آپ کے تابع فرمان تھا اور اب بھی آپ کے تابع فرمان ہوں۔ پھر نورانی فرش بچھا دیا جائے گا اور اس پر وہ
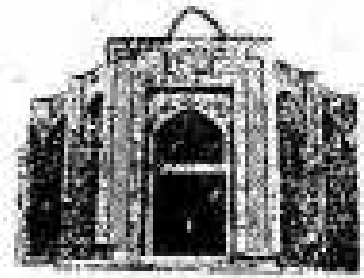
بسمه تعالی

تاریخ : ۷۸/۱۱/۸.

شماره : ...۸۱۰۰........

هیئت امناء آرامگاه شیخ ابوالحسن خرقانی

جناب آقای افتخار احمد حافظ (لم یشکر المخلوق لم یشکر الخالق)

سلام علیکم :

بدین وسیله از حضرتعالی بخاطر هدیه کتاب زیارات مقدسه به کتابخانه آرامگاه شیخ ابوالحسن خرقانی تقدیر و تشکر می شود

محسن نوری

آدرس : شاهرود ــ قلعه نو خرقان

تلفن : ۳۲۷۱

۰۲۷۴۵۳۴

سب لوگ جن کو میں نے چاہا بیٹھیں گے۔

قارئین کرام میری خواہش ہے کہ مذکورہ بالا ارشاد حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ پڑھنے کے بعد جس شخص کو استطاعت ہو وہ ضرور ایران کے شہر خرقان میں حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دے آئے ہوسکتا ہے کہ اس کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہو جائے کہ جن کو کل روز قیامت حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ چاہیں گے۔

الحمدللہ ہم نے بھی حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی زیارت کرنے والوں' ان کی مسجد میں حاضری دینے والوں اور آپ کے حوض کا پانی پینے والوں کی فہرست میں اپنا بھی نام درج کروایا اور دعا کی کہ رب العالمین کل جب حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ جن لوگوں کی سفارش کریں گے ان میں ہم گناہ گاروں کو بھی شامل فرما۔ آمین۔

اس ناشکرے اور بے صبرے انسان کی بھی عجیب و غریب خواہشات ہوتی ہیں گو کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے ایک یادگار تحفہ جو کہ درحقیقت آپ کی ہی طرف سے تھا مل چکا تھا۔ لیکن میرے دل میں عجیب و غریب قسم کی خواہشات تھیں اور چاہ رہا تھا کہ کسی طرح سے ہماری حاضری کی Confirmation ہونی چاہئے تاکہ مزید تسکین اور فرحت حاصل ہو۔ حالانکہ تہران سے خرقان شریف تک کے تمام راستے میں تصرف بزرگان کے لئے مشاہدات ہوچکے تھے لیکن میں پھر بھی کچھ مزید توقع کر رہا تھا۔

پانی پینے کے بعد لائبریرین کا شکریہ ادا کیا اور اس سے ہاتھ ملانے کے بعد لائبریری سے جب باہر نکلنے لگے تو مجھے سمجھ ہی نہ آیا کہ اس نے فوراً" مجھے روک لیا اور کہا کہ آستانہ شریف کی طرف سے کوئی ہدیہ آپ کے لئے آ رہا ہے آپ تشریف رکھیں یہ تصرف اولیاء نہیں ہے تو کیا ہے؟ عجیب کیفیت پیدا ہوئی اور دل کو مزید

چشم روشن کن ز خاک اولیا
تا ببینی زابتدا تا انتها

روحانی تسکین اور فرحت حاصل ہوئی اور بے پناہ خوشی ہوئی اور یہ وہ کیفیات ہیں جن کا الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں اسی طرح کا ایک اور واقعہ جب اس بندہ ناچیز کو سال 96 میں دو مرتبہ خانہ کعبہ کے اندر حاضری کا شرف حاصل ہوا جب باہر آیا تو پوچھنے والوں نے اندر کی کیفیات کا حال پوچھا تو میں نے کہا کہ یہ وہ حالت اور کیفیت ہوتی ہے جو بیان نہیں کی جاسکتی بلکہ صرف محسوس کی جاسکتی ہے۔

الحمدللہ یقین ہوگیا کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری لگ گئی ہے اور ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں ہیں کچھ ہی دیر بعد ایک شخص ایک کتاب آستانہ شریف کی طرف سے لے کر آیا جس کا نام "نورالعلوم" ہے اور جو حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ لائبریرین جو ایک خطاط بھی تھا انتہائی خوش خطی سے کتاب پر سبز رنگ میں درج ذیل عبارت لکھی۔

بسمہ تعالیٰ

ہدیہ از طرف ہیات امنا آرامگاہ

شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

بہ آقای افتخار احمد حافظ نویسندہ کتاب "زیارات مقدسہ"

وصال کے وقت حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی کہ میری قبر تیس گز نیچے تک کھودنا تاکہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے میری قبر اونچی نہ ہو اور بے ادبی نہ سمجھی جائے سبحان اللہ ان لوگوں کو ادب و احترام کا کتنا خیال تھا۔

وصال کے بعد بعض لوگوں نے حضرت شیخ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا جواب دیا کہ میرا اعمالنامہ میرے ہاتھ میں دے دیا میں نے کہا کہ خداوندا مجھ کو اعمالنامہ میں مشغول کرتا ہے حالانکہ عمل سے پیشتر تو جانتا تھا کہ میں کیا کروں گا میرا اعمال نامہ کراماً" کاتبین کو دے دے وہ پڑھیں اور مجھ کو چھوڑ دیں تاکہ میں تیرے ساتھ عیش کروں۔
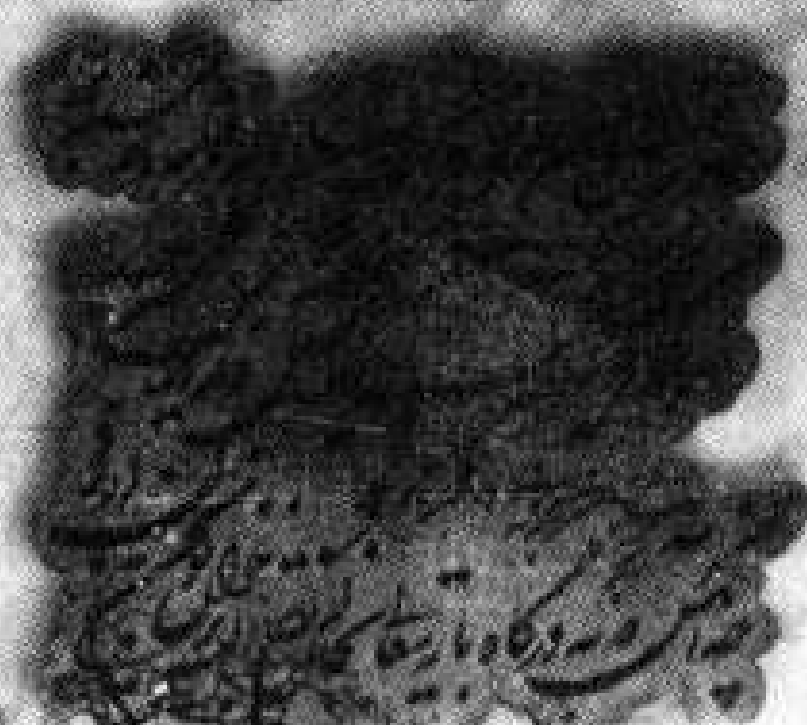
لائبریری حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی طرف سے عنایت کردہ کتاب کا عکس

کتاب وصول کرنے کے بعد لائبریری میں موجود تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا ان کے ساتھ تصاویر بنوائیں پھر حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں الوداعی سلام پیش کرنے کے بعد واپسی کی تیاری شروع کر دی۔ دل تو نہیں چاہ رہا تھا کیونکہ ابھی تشنگی تھی لیکن مجبوری تھی کیونکہ ابھی کافی سفر بھی کرنا تھا۔ انشاء اللہ اگر زندگی نے وفا کی اور دنیاوی اسباب بھی مہیا ہوتے رہے تو پھر خصوصی طور پر ایران ان مقدس نفوس کی خدمت میں حاضر ہو کر دو چار دن ضرور گزاروں گا آپ بھی اس دعا میں میرے ساتھ آمین کہیں۔

ابھی تک برفباری ہو رہی تھی مزار مبارک کے باہر سے تصویریں بنائیں تھوڑا سا نیچے واپس آئیں تو سیڑھیوں کی دائیں جانب آپ کا ایک خیالی مجسمہ بنا ہوا ہے اور آپ کو دو شیروں پر سواری کرتے دکھایا گیا ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی زندگی میں شیروں پر سواری کیا کرتے تھے۔ اس مقام پر بھی تصویریں بنائیں اور گاڑی میں سوار ہو کر شاھرود شہر کی طرف چل پڑے شاھرود پہنچ کر ایک ہوٹل میں کھانا کھایا اور سامان اٹھا کر نیشاپور جانے والی بس میں سوار ہو گئے۔

"شہرِ نیشاپور"

شیخ فرید الدین عطار

نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں کہ

ہفت شہر عشق را عطار گشت
ماہنوز اندر خم یک کوچہ ایم

(حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ تو عشق کی سات منازل طے کر گئے اور ہم تو ابھی صرف گلی کے ایک موڑ میں پہنچے ہیں)

عطار روح بود و سنائی دو چشم او
ماز پئے سنائی و عطار آمدیم

(حضرت عطار اگر روح ہیں تو حکیم سنائی دو آنکھیں اور ہم تو سنائی اور عطار کے بعد آئے ہیں)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسین بن ابن حلاج رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح نے ڈیڑھ سو سال بعد از وفات حضرت فریدالدین عطار پر تجلی فرما کر ان کی تربیت فرمائی۔

ایک دن آپ اپنی دکان عطاری پر تشریف فرما تھے کہ کسی درویش نے دکان پر آکر کہا شیاً للہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس درویش کی طرف کوئی توجہ نہ کی جس پر اس درویش نے کہا کہ تم کیسے آدمی ہو میں نہیں جانتا کہ تم کس طرح مرو گے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ جس طرح تم مرو گے فقیر نے کہا کہ کیا تم میری طرح مر سکتے ہو آپ نے کہا کہ ہاں، تب وہ درویش اپنا پیالہ ایک طرف رکھ کر زمین پر لیٹ گیا ایک مرتبہ اللہ کہہ کر فوت ہو گیا اس حالت کو دیکھ کر آپ کے دل پر سخت چوٹ لگی اور حالت کچھ کی کچھ ہو گئی۔ عشق الہٰی نے آپ کے دل میں گھر کر لیا اسی وقت دکان کو راہ حق میں لٹا دیا۔ اسی حالت میں آپ نے شیخ رکن الدین کے دست حق پرست پر توبہ کی اور پھر شیخ مجد الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ اپنے وقت کے بہت سے مشائخ کرام سے فیض

حاصل کیا اور فریدالدھر بن گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طویل عمر پائی اور ایک سو چودہ سال کی عمر میں تاتاریوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا اور نیشاپور میں مدفون ہوئے۔

.سلام شریف سے بس تین بجے روانہ ہوئی اور رات ساڑھے آٹھے بجے نیشاپور پہنچ گئے۔ حسب معمول ٹیکسی لے کر مرکز شہر روانہ ہوئے اور مسافر خانے تلاش کرتے رہے کیونکہ یہاں پر بھی زائرین کی آمد و رفت کم ہے جس کی وجہ سے رہائش بہت کم ہیں ہوٹلوں میں لوکل کرنسی نہیں لیتے اور دوسرا ان کے ریٹ بھی زیادہ ہوتے ہیں اور دوسرا کچھ ہوٹل والے انکار بھی کر دیتے ہیں۔ کافی بھاگ دوڑ کی لیکن کوئی مناسب رہائش نہ مل سکی بالاخر ایک انتہائی نچلے درجے کا ہوٹل جس میں تقریباً" ساری ہی سہولتیں مفقود تھیں اور اتنی شدید سردی میں اس کے بچاؤ کا بھی کوئی انتظام نہ تھا اور پھر اب رات کے بارہ بجنے والے تھے حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی خاطر اس ہوٹل کو چند گھنٹوں کے لئے قبول کر لیا۔ شدید سردی کی وجہ سے رات نیند بھی نہ آئی نماز فجر ادا کی اور کچھ دیر بعد تیار ہو کر شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے چل پڑے۔

حضرت فریدالدین عطار نے بے شمار تصانیف تحریر فرمائیں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس قدر اسرار و معارف آپ کی مثنویات اور غزلیات میں ہیں کسی صوفی کے کلام میں نہیں۔

حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو بزرگان دین اور مشائخ سے انتہائی محبت اور عقیدت تھی اسی بناء پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور زمانہ کتاب "تذکرۃ الاولیاء" تحریر فرمائی اور سات سو سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود اس تصنیف کی شہرت اسی طرح قائم و دائم ہے اور دنیائے تصوف کا سب سے پہلا اولیاء کا تذکرہ جو فارسی زبان میں تصنیف کیا گیا اسی کتاب کے دیباچہ میں آپ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ قرآن پاک

اور حدیث نبوی ﷺ کے بعد میں نے بزرگان دین کے کلام کو سب سے بہتر دیکھا اس لئے اپنے آپ کو اسی میں مصروف رکھا تاکہ اگر میں ان لوگوں میں سے نہ بن سکوں تو ان کے ساتھ کچھ نہ کچھ مشابہت ہی ہو جائے گی کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے (جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے وہ اسی میں سے ہے) ایک مقام پر نبی اکرم ﷺ کی شان میں فرماتے ہیں۔

اے زمین و آسمان خاک درت
عرش و کرسی خوشہ چیں جوھرت

مشہور صوفی شاعر حضرت بچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے انتہائی عقیدت و محبت تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے وجود میں خداوند تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں آپ کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

عطار بود آنکہ خدا بود خدا بود
او پاک وجود آنکہ خدا بود خدا بود
شوریدہ کلامش ھمہ جا شور گفندہ
دل را بر بود آنکہ خدا بود خدا بود
درنام فرید آمد آں یاریگانہ
پس عشق فزود آنکہ خدا بود خدا بود
درکوی نیشاپور کہ آں شہر عطار ست
کرویم سجود آنکہ خدا بود خدا بود

ہوٹل سے نکلے اور ٹیکسی لے کر سب سے پہلے حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے احاطہ مزار کے باہر آپ کا خیالی مجسمہ لگا ہوا ہے گیٹ سے اندر داخل ہوئے معلوم ہوا کہ مزار مبارک کے اندر تعمیراتی کام کی وجہ سے داخلہ بند ہے بڑی پریشانی ہوئی لیکن خداوند تعالیٰ مسبب الاسباب ہوتا ہے ایک

قطعہ تاریخ وصال
شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

سال وصال　　627 ہجری

1229ء

"اوج مقام دل آویز فقر"

627 ہجری

معرفت، حیرت، گداز، اس کے ہیں اجزائے کلام
عارفانہ شاعری کے گلستاں کا عندلیب
شرح اسرار تصوف کی بہ انداز بدیع
عشق کے کھولے ہیں راز اس نے بہ اسلوب عجیب
رومی و اقبال کا ممدوح وہ خورشید فقر
فیض یاب اس کی شعاعوں سے یہ دونوں خوش نصیب
اس کا سال وصل "فیضان جہان مصطفیٰ"

1229ء

سال دیگر بھی ہے طارق "ذوق عرفان حبیب"

1229ء

طارق سلطانپوری

ذمہ دار آدمی سے ملاقات کرکے انہیں بتایا کہ ہم پاکستان سے آئے ہیں اور ابھی کچھ دیر میں آگے سفر کرنے والے ہیں اور اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی زیارت نہ کرسکے تو زندگی بھر افسوس رہے گا۔ اس لئے ہمارے واسطے کچھ انتظام کروادیں' ہماری اس درخواست پر انہوں نے صرف چند منٹ کے لئے ہی مزار مبارک کا مرکزی دروازہ کھلوا دیا ہم اندر حاضر ہوئے سلام پیش کیا قبر مبارک کو بوسہ دینے کے بعد رسم چادر پوشی ادا کی اور بے ساختہ منہ سے یہ شعر نکلا۔

ہفت شہر عشق را عطار گشت

ماہنوز اندر خم یک کوچہ ایم

مختصر تلاوت کے بعد دعا کی اور ان صاحب کا جنہوں نے ہمارے لئے اندر جانے کا انتظام کروایا تھا ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مزار مبارک سے باہر آگئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ایک وسیع و عریض خوبصورت باغ میں ہے۔

استاذ کمال الملک

حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے چند گز کے فاصلے پر اسی باغ میں ایک مشہور مصور اور مجسمہ ساز استاذ کمال الملک کا مقبرہ ہے یہاں پر بھی فاتحہ پڑھی اور کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد احاطہ مزار سے باہر آگئے اور پیدل چلتے ہوئے امام زادہ محمد محروق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔

امام زادہ حضرت محمد محروق رضی اللہ عنہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ایک انتہائی خوبصورت عمارت میں ہے عہد مامون میں آپ کو شہید کیا گیا اور پھر آپ کے جسم مبارک کو جلایا گیا اسی وجہ سے آپ کو محمد

محروق کہتے ہیں آپ ﷺ کے حضور سلام پیش کیا ساتھ ہی دوسرے کمرے میں امام زادہ ابراہیم ؒ کی بھی قبر مبارک ہے وہاں پر حاضری دی سلام پیش کیا اور فاتحہ کے بعد حکیم عمر خیام کے مقبرہ کی طرف چل پڑے۔

حکیم عمر خیام

حکیم عمر خیام کا مقبرہ بھی ایک خوبصورت باغ میں ہے اور ایک طرف حکیم صاحب کا مجسمہ بھی لگا ہوا ہے۔ یہاں پر بھی اکثر لوگ آتے رہتے ہیں۔

حکیم عمر خیام کے بھی تفصیلی حالات پوشیدہ ہیں مختصراً" یہ ہے کہ آپ نے کچھ مدت حضرت امام موفق ؒ کی درسگاہ میں فقہ' حدیث اور اصول کی تعلیم حاصل کی آپ اپنے زمانے کے نہایت نامور حکیم' مہندس' نجومی اور فلسفی شاعر ہو گزرے ہیں جس پر خاک ایران کو ہمیشہ فخر رہے گا۔

حکیم عمر خیام کی موت کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ ایک دن آپ بوعلی سینا کی کتاب پڑھ رہے تھے ایک مقام پر پہنچ کر کتاب بند کر دی اٹھے وضو کر کے نماز پڑھی اور سجدہ میں کہا:

"اے خدا جہاں تک میرے امکان میں تھا میں نے تجھ کو پہچانا اسی وسیلے سے مجھ کو بخش دے اور یہی کہتے کہتے روح جسم سے نکل کر منزل مقصود کو پہنچ گئی۔

حکیم عمر خیام نے اپنی زندگی میں باتوں باتوں میں کہا تھا کہ میری قبر ایسے مقام پر بنے گی جہاں ہر سال دو دفعہ اس پر پھول برسیں گے۔ چنانچہ بعد میں لوگوں نے دیکھا کہ اسی طرح ہوا اور آپ کی یہ پیشن گوئی لفظ بہ لفظ درست ثابت ہوئی۔ آپ کی قبر باغ میں ہونے کی وجہ سے پھولوں اور پتوں کی بارش ہوتی رہتی ہے چنانچہ جس وقت ہم آپ کی قبر پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ واقعی قبر کو ہر طرف سے درختوں اور پودوں نے ڈھانپا ہوا ہے۔ آگے بڑھ کر سلام پیش کیا اور فاتحہ کے بعد چند رباعیات با آواز

بلند پیش کیں ایک رباعی آپ کے لئے درج ہے۔

خواہی کہ پسندیدہ انام شوی
مقبول قبول خاصہ و عام شوی
اندر پے مومن و جہود و ترسا
بدگوی مباش تانکو نام شوی

(اے انسان اگر تو چاہتا ہے کہ خاص و عام میں مقبول ہو جائے تو پیٹھ پیچھے کسی کی برائی مت کر خواہ وہ مومن ہو یا غیر مومن)

ان مذکورہ مقامات کی زیارات کے بعد واپس ہوٹل پہنچ گئے سامان اٹھایا اور بس میں سوار ہو کر مشہد مقدس روانہ ہو گئے۔

قطعہ تاریخ وصال

حکیم عمر خیام رحمۃ اللہ علیہ

سال وصال 526 ہجری

ریاضی داں، منجم، ماہر طب

وہ جان فلسفہ، آن فراست

محقق، نکتہ سنج و صاحب فکر

رباعی کی ہے اس کی خاص شہرت

عجب اس کے ہیں اوصاف و محاسن

اسے کہیے تجلی زار حیرت

کہا ہاتف نے طارق سے سحر دم

سن اس کے وصل کا ہے "ناز حکمت"

526 ہجری

طارق سلطانپوری

”مشہدِ مقدس“

شہر

حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ

مشہد' صوبہ خراسان کا دارالخلافہ اور ایران کی زیارات کے مشہور ترین شہروں میں سے ایک ہے اس کا اصل نام "سناباد" جو حضرت امام علی رضاؑ کی شہادت اور دفن کے بعد "مشہد مقدس" کے نام سے مشہور ہوا۔ روزانہ ہزاروں افراد دنیا کے چپے چپے سے حضرت امام رضاؑ کی زیارت کے لئے یہاں آکر سکون قلب حاصل کرتے ہیں۔

نیشاپور سے بس بارہ بجے روانہ ہوئی اور ڈھائی بجے ہم مشہد مقدس کے بس ٹرمینل پر اتر گئے ایک ٹیکسی میں سوار ہوئے اور حرم حضرت امام رضاؑ کے قریب جا اترے۔ الحمدللہ یہاں پر مسافر خانوں یا ہوٹلوں کا کوئی مسئلہ نہیں صاف ستھرے مسافر خانے اور ہوٹل مناسب کرایہ پر مل جاتے ہیں ایک ہوٹل میں دو کمرے لئے اور سامان رکھنے کے بعد سب سے پہلے حرم امام رضاؑ کی طرف چل پڑے۔

حضرت امام رضاؑ کے مزار مبارک پر سونے کا گنبد دور سے ہی نظر آنا شروع ہو جاتا ہے گنبد کے دونوں طرف نہایت خوبصورت بلند مینار ہیں جو مزار مبارک کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں آپؑ کا روضہ مبارک دنیا کے خوبصورت ترین روضوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس روضے کی تعمیر میں ایران کے کئی بادشاہوں و امراء نے حصہ لیا اور یوں اس روضے کی خوبصورتی میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ تیموریوں اور مغلوں کے عہد حکومت میں روضہ امام کو خاص اہمیت حاصل رہی آپؑ کے مزار مبارک کی محرابوں اور گنبد کے اندر شیشے کا نہایت نفیس کام ہوا ہے روضہ مبارک کی مقدس اور خوبصورت ترین عمارت کو "آستان قدس رضوی" کہتے ہیں۔ ہروقت اس عمارت میں آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے اور ہمہ وقت یہ عمارت کھلی رہتی ہے ہر چیز کا انتظام قابل ستائش ہے۔

ہم بھی حرم حضرت امام رضاؑ کے اندر داخل ہوئے تو زائرین کا ایک امڈا ہوا طوفان' ہر شخص اپنے عقائد کے مطابق امام کے حضور ہدیہ سلام پیش کر رہا ہے انتہائی

رش کی وجہ سے ہم جالی مبارک تک نہ پہنچ سکے تھوڑا سا دور ہٹ کر بیٹھ گئے نذرانہ سلام پیش کیا ختم شریف پڑھا اور فاتحہ کے بعد نماز عصر ادا کی۔ پھر اس خوبصورت عمارت کے بقیہ حصے دیکھنے چل پڑے۔ حرم حضرت امام رضا ﷺ کے ساتھ مسجد گوہر شاد ہے یہ عمارت بھی انتہائی خوبصورت ہے اور دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کی تعمیر تیموری بادشاہ شاہ رخ کی ملکہ گوہر شاد خاتون نے کروائی تھی مسجد کے گنبد' میناروں اور محرابوں پر نفیس ترین کاشی کاری دیکھی جاسکتی ہے ابھی ہم سرسری طور پر یہ عمارت دیکھ ہی رہے تھے کہ مغرب کا وقت ہوگیا نماز مغرب ادا کی اور "آستان قدس رضوی" کی مرکزی لائبریری دیکھنے نکل پڑے جس کا شمار دنیا کی عظیم ترین لائبریریوں میں ہوتا ہے انتہائی خوبصورت اور مرتب لائبریری کم از کم میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔ اس لائبریری میں بے شمار کتب کے علاوہ قرآن پاک کے قیمتی نسخے اور نادر و نایاب قلمی کتب موجود ہیں۔ بندہ بھی حضرت امام رضا ﷺ کی اس عظیم لائبریری میں اپنی تصنیف "زیارات مقدسہ" ہدیہ کرنا چاہتا تھا۔ لائبریری میں متعلقہ شعبہ کے انچارج سے ملے انہوں نے خوش آمدید کہا اور بندہ نے اپنی کتاب پیش کی انہوں نے پوچھا کہ کس موضوع پر ہے میں نے مختصرا" کتاب کا تعارف کروایا اور تصاویر دکھائیں تو بہت خوش ہوئے شکریے کے بعد مجھ سے میرے گھر کا ایڈریس لیا اور کہا کہ انشاء اللہ ہم بذریعہ ڈاک آپ کو کتاب کی وصولی کا خط ارسال کریں گے۔ چنانچہ جب ہم واپس آئے تو کچھ ہی دنوں میں لائبریری حضرت امام رضا ﷺ کی طرف سے ایک خط وصولی کتاب اور شکریے کا وصول ہوا۔

اس لائبریری کے کچھ حصے دیکھنے کے بعد ہم حرم امام رضا ﷺ میں آگئے تاکہ بقیہ مقامات بھی دیکھ لیں۔

حضرت امام رضا ﷺ کو مدینہ منورہ سے خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے مامون الرشید نے خراسان بلوایا اور اپنی دنیاوی مصلحتوں کے لئے آپ کو ولی عہد سلطنت کا
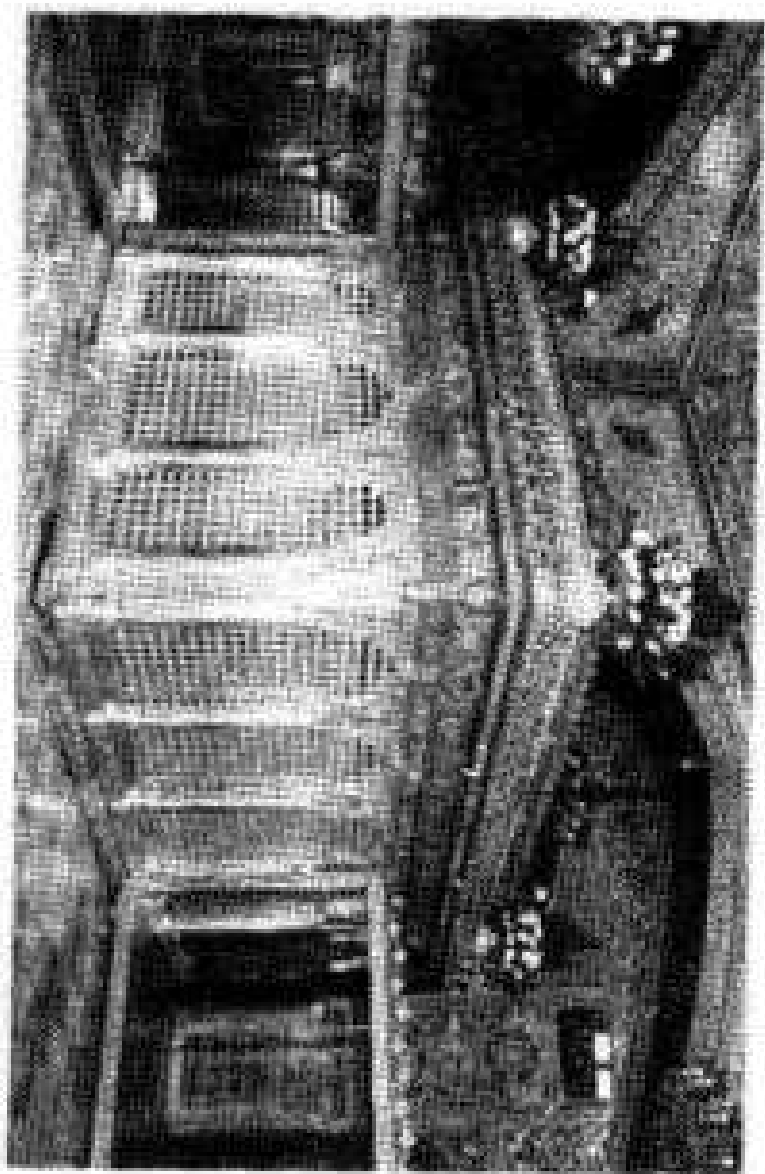
مشہد مقدس میں حضرت امام رضاؑ کا مزار پرانوار

عہدہ بھی پیش کیا لیکن جب مامون الرشید کو اپنا منصوبہ ناکام ہوتا نظر آیا تو اس نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو میوے میں زہر ڈال کر کھلا دیا جس سے اہل بیت کے ایک عظیم امام کی شہادت واقع ہو گئی۔ قارئین کرام حضرت امام رضا علیہ السلام کو تو دُنیا اب بھی یاد کرتی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک آپ کی یاد زندہ رہے گی لیکن آج مامون کے نام سے بھی لوگ واقف نہیں ہیں۔

مشہد مقدس میں روضہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے علاوہ دیگر بے شمار زیارات موجود ہیں اگر شوق ہو اور وقت بھی اجازت دے تو یہ زیارات اور تاریخی مقامات ضرور دیکھیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

- مزار حضرت اباصلت ھروی رحمۃ اللہ علیہ
- مزار حضرت خواجہ مراد رحمۃ اللہ علیہ
- مزار امام زادہ محمد علیہ السلام
- پیر پالاندوز
- گنبد سبز اور آرام گاہ نادر شاہ

حرم حضرت امام رضا علیہ السلام کے بقیہ حصے دیکھنے کے بعد واپس ہوٹل آگئے اور دوسرے دن صبح طوس جانے کا پروگرام طے کر کے سو گئے۔

"شہرِ طوس"

حکیم ابوالقاسم فردوسی

حکیم ابوالقاسم فردوسی جو اپنی مشہور زمانہ تصنیف "شاہنامہ فردوسی" کی وجہ سے دنیا میں متعارف ہوئے آپ کا مقبرہ مشہد مقدس سے 25 کلومیٹر باہر واقع ہے ایک انتہائی خوبصورت باغ میں آپ کا مقبرہ ہے درمیان میں ایک تالاب اور اس میں فوارہ لگا ہوا ہے اور ایک طرف حکیم صاحب کا خیالی مجسمہ بھی لگا ہوا ہے۔ آپ کی قبر تہہ خانے میں ہے ٹکٹ لینے کے بعد ہم بھی اندر حاضر ہوئے اور حکیم صاحب کے لئے دعائے مغفرت کی اور مقبرہ کے دوسرے حصے دیکھنے کے بعد باہر آگئے مقبرہ کے ساتھ ایک عجائب گھر بھی ہے جس میں داخلے کے لئے دوبارہ ٹکٹ لینا پڑتا ہے یہاں پر اور اشیاء کے علاوہ "شاہنامہ فردوسی" کا قلمی نسخہ بھی زیارت کے لئے رکھا ہوا ہے۔

یہاں سے فارغ ہونے کے بعد باہر آگئے اور کچھ ہی فاصلہ پر ایک عمارت ہارونیہ ہے اس کو دیکھنے کے بعد مشہد مقدس کی طرف چل پڑے ہوٹل پہنچنے کے بعد یہ پروگرام طے ہوا کہ کل انشاء اللہ علی الصبح بعد از نماز فجر "تاباد باڈر" کے لئے روانگی ہوگی۔ چنانچہ نماز کے بعد مشہد مقدس کے سب سے بڑے بازار "بازار رضا" میں آئے اور کچھ تحائف جن میں خصوصی طور پر ایران کا سوہن حلوہ اور نافیاں ہیں وہ خریدیں اور کچھ دیر بازار رضا میں گھومنے کے بعد واپس ہوٹل آگئے اور سامان وغیرہ بند کر کے صبح روانگی کے لئے سو گئے۔
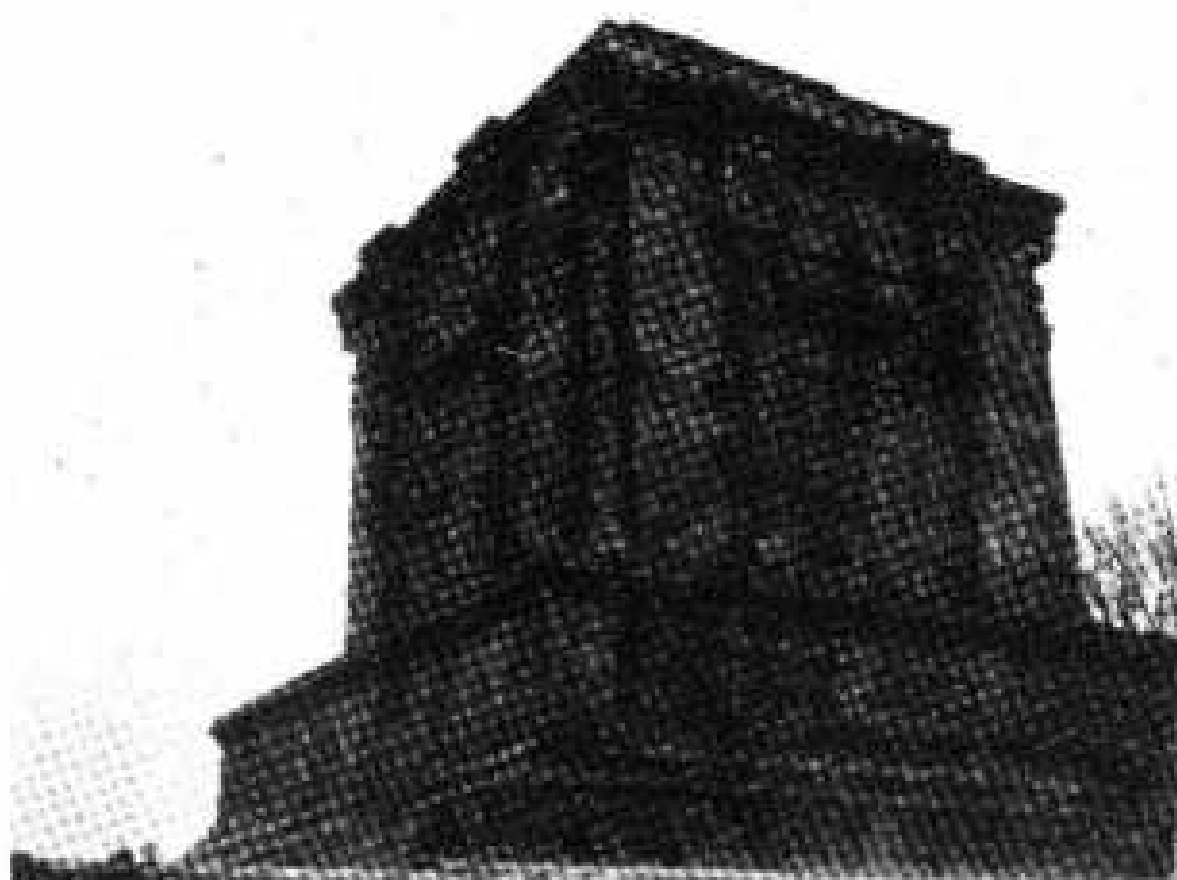
شہر طوس میں حکیم ابوالقاسم فردوسی کا مقبرہ

تصاویر
ایران

ان میں حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا مزار مبارک
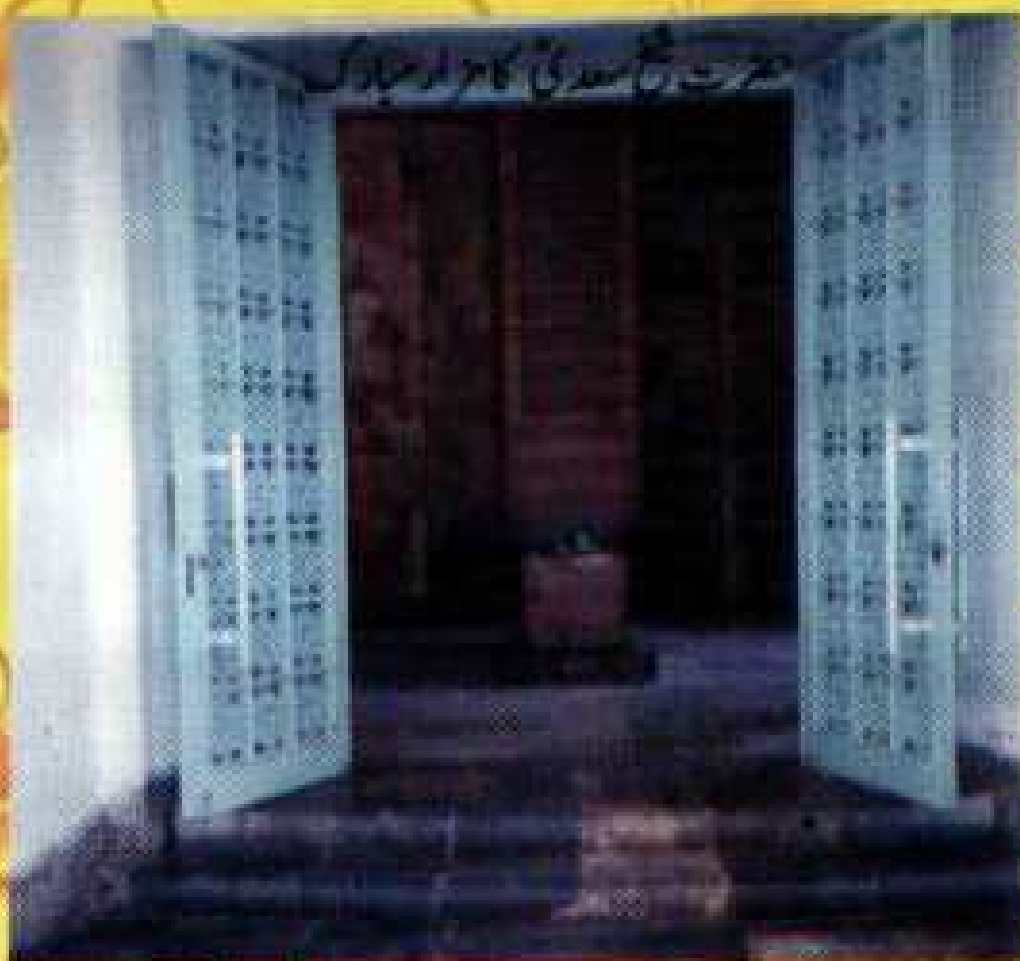
حضرت حافظ شیرازیؒ کا مزار مبارک
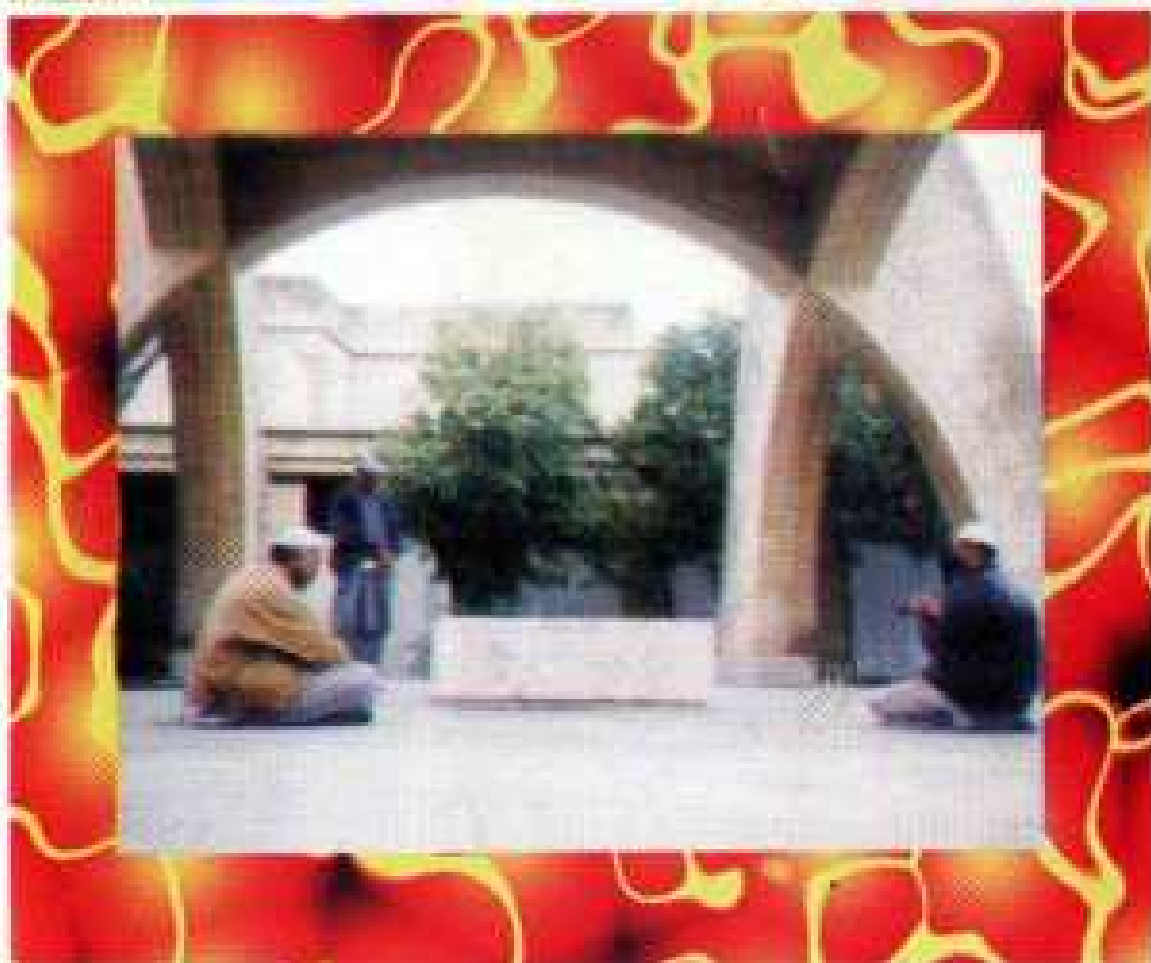
حضرت عبداللہ خفیفؒ کا مزار مبارک

اصفہان شہر میں مسجد امام

مسجد شیخ لطف اللہ کا بیرونی منظر

شیراز میں حضرت سید امیر احمدؒ کا مزار مبارک
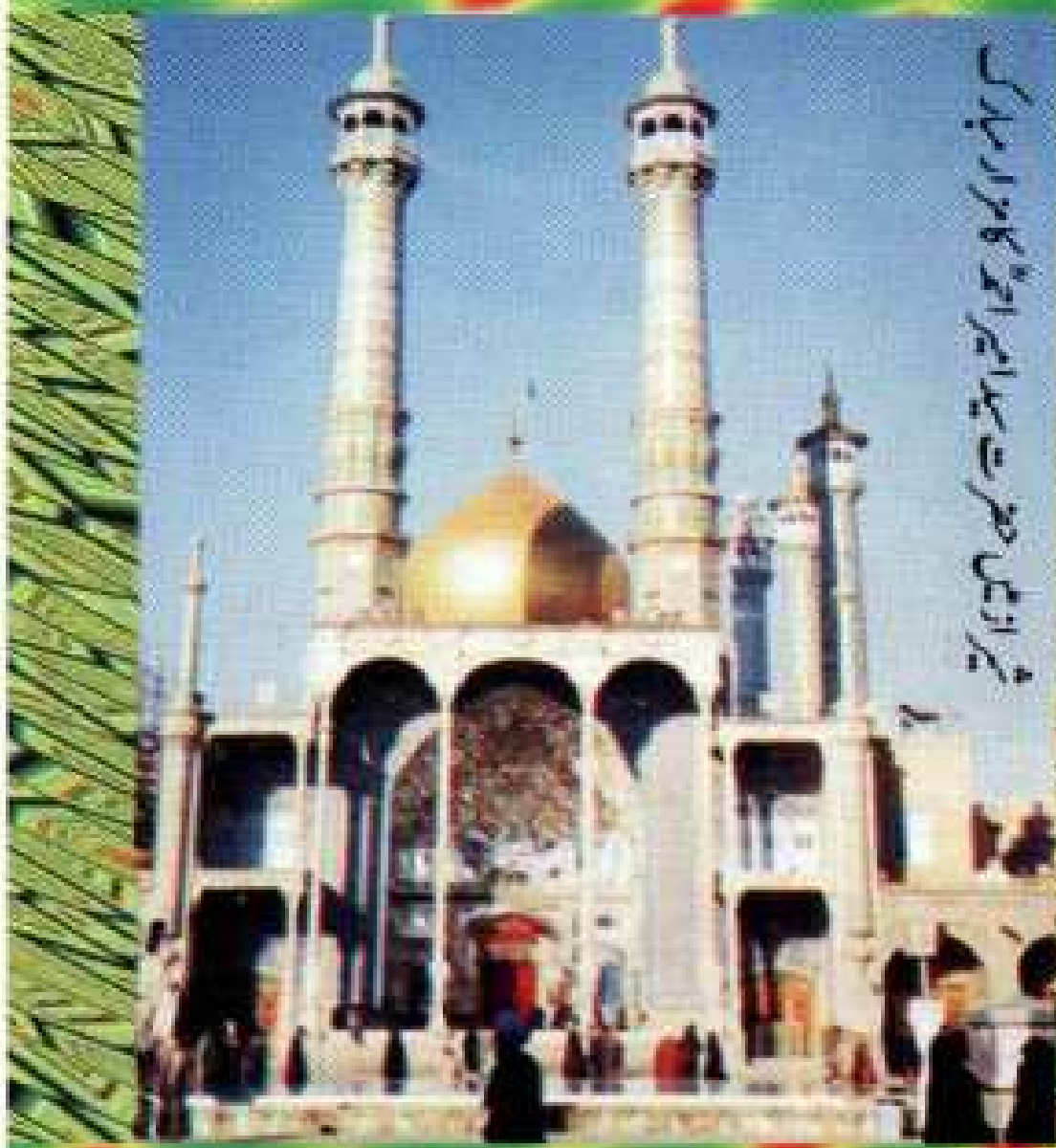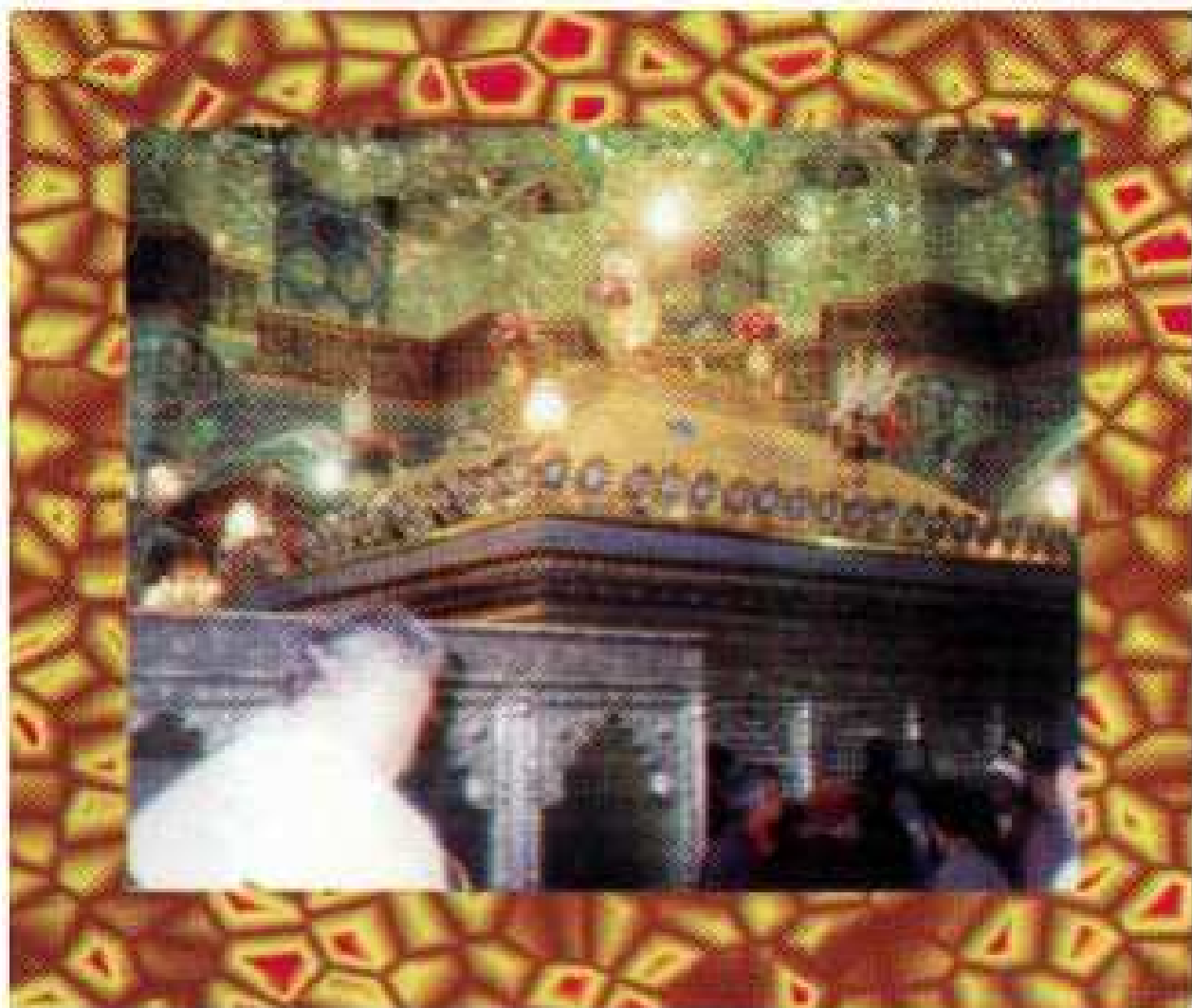
شہر قم میں حضرت معصومہؑ قم کا مزار مبارک

رے میں حضرت بی بی شہربانوؑ کا مزار مبارک

حضرت شاہ عبدالعظیم کا مزار پر انوار
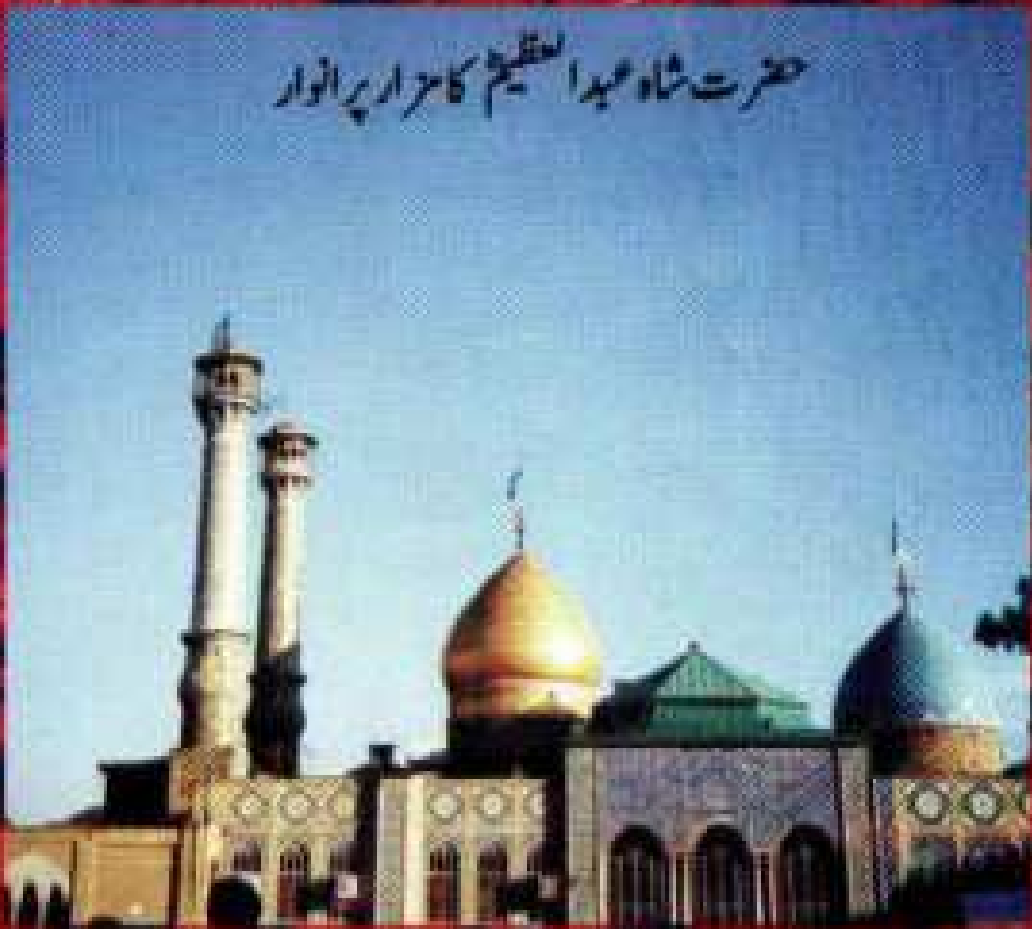
صوبہ گیلان میں حضرت غوث اعظمؒ کی والدہ ماجدہؒ کا مزار مبارک

آپؒ کے مزار مبارک پر محفل نعت خوانی کا ایک منظر

بسطام شریف میں حضرت بایزید بسطامیؒ کا مزار مبارک

رسم چادر پوشی کا ایک منظر
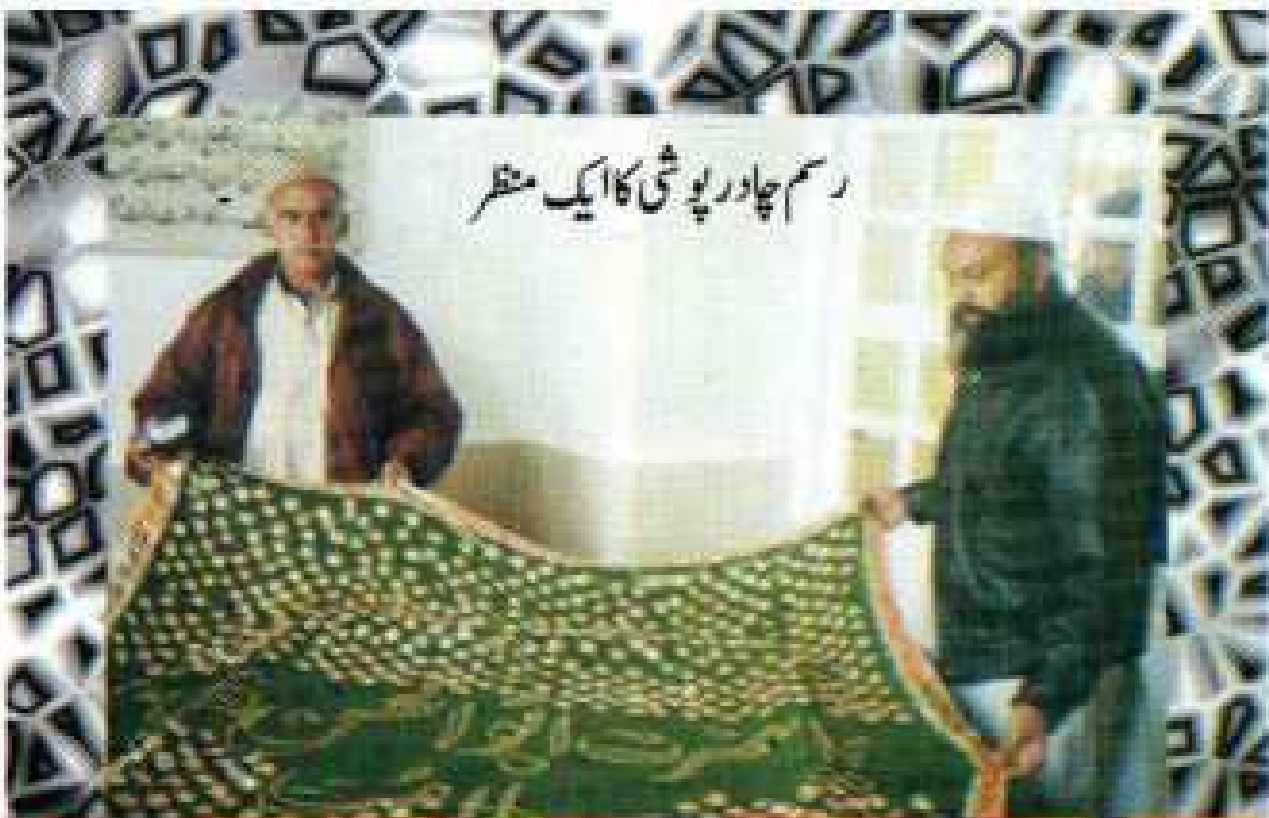
خرقان شریف میں حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کا مزار مبارک

حضرت ابوالحسن خرقانی کی خدمت میں ہدیہ سلام کا نذرانہ
خرقان شریف کی لائبریری کیلئے مصنف اپنی کتاب پیش کر رہا ہے

شیخ فرید الدین عطار کے مزار مبارک پر چادر پوشی
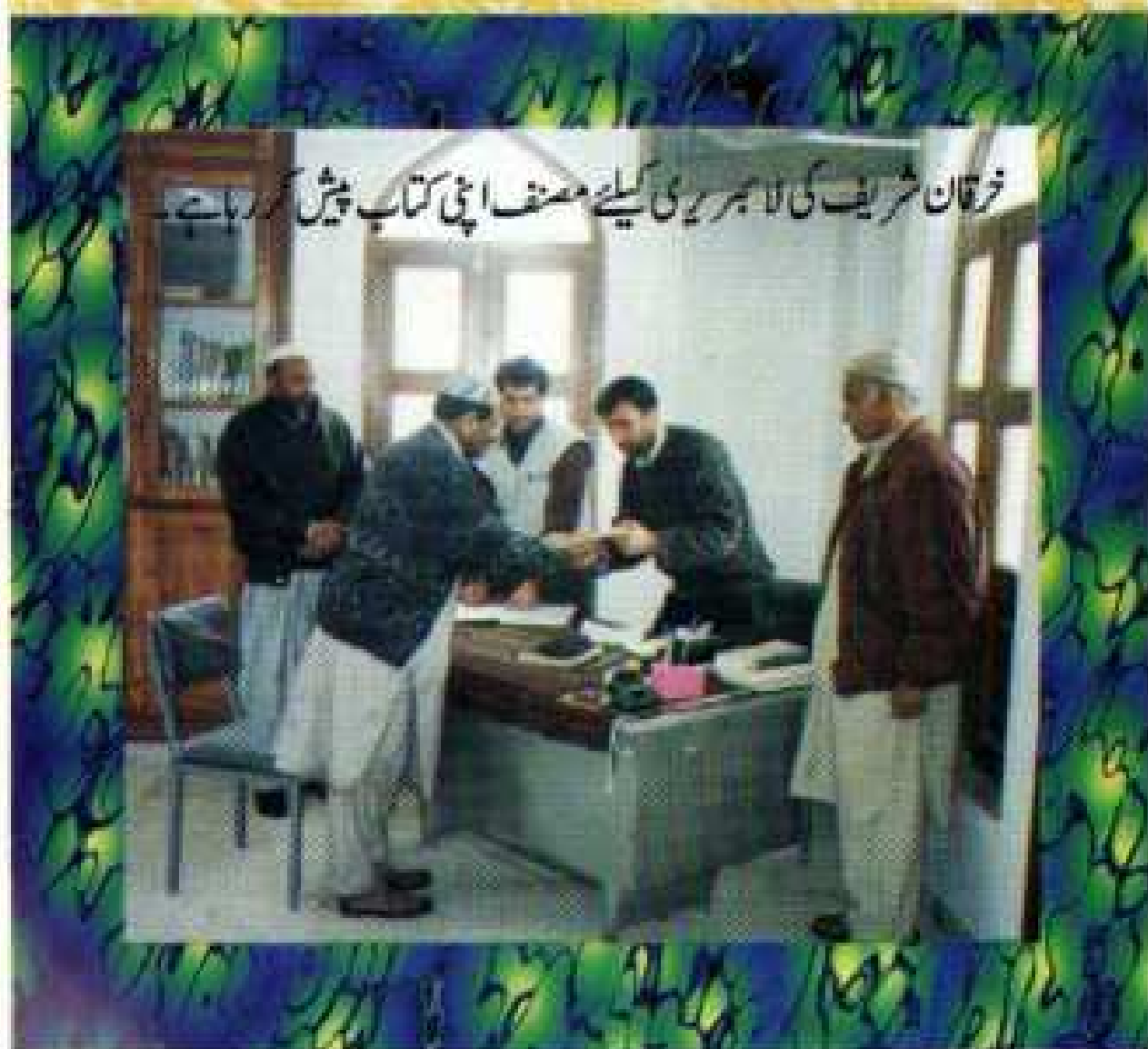
نیشاپور میں حکیم عمر خیام کا مقبرہ

ہر کہ دراین سرا درآید نانش دہید.

نانش دہید ، وازایمانش مپرسید.

چہ آنکس کہ بدرگاہ باریتعالی بجان ارزد.

البتہ برخوان بوالحسن بنان ارزد.
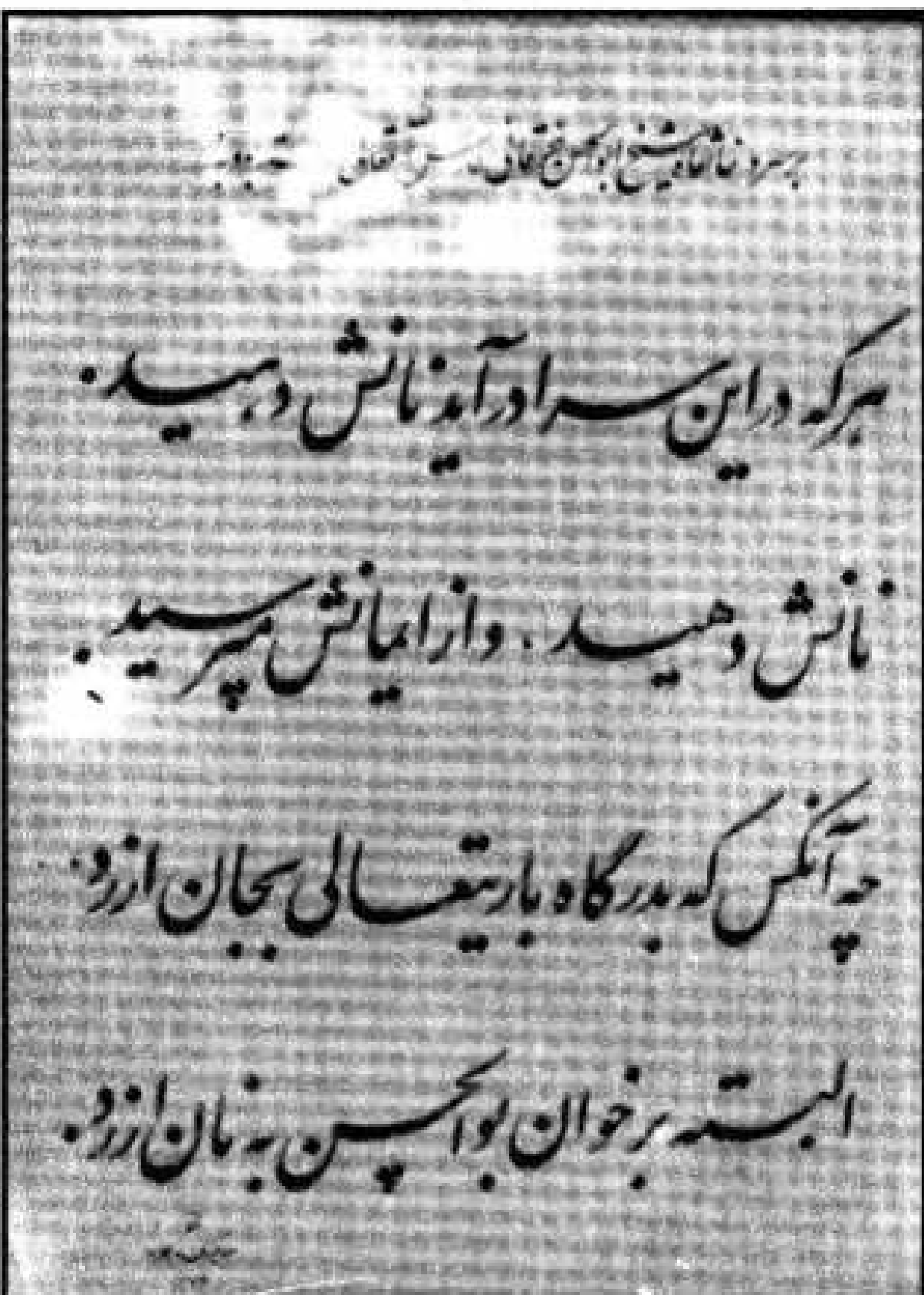
تائباد

تائباد ایران کا آخری شہر ہے اور اس کے ساتھ ہی باڈر ہے نماز فجر کی ادائیگی کے بعد صبح 6 بجے ہوٹل سے نکلے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں الوداعی سلام پیش کیا اور ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر بس ٹرمینل کی طرف روانہ ہوئے پندرہ منٹ میں ہم بس ٹرمینل پر تھے اور تائباد جانے والی بس میں سوار ہو گئے۔ ساڑھے سات بجے بس مشہد سے چلی اور فریمان سے ہوتی ہوئی تربت جام پہنچ گئی۔ یہاں حضرت شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے وقت کی کمی اور دور ہونے کی وجہ سے یہاں حاضری ممکن نہ ہو سکی بہرحال میں نے بس میں بیٹھے بیٹھے ہی آپ کو ہدیہ سلام پیش کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور زمانہ شعر

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

پڑھنا شروع کر دیا اور یہ وہ شعر ہے کہ جس پر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تھا۔

الحمدللہ خیریت سے تائباد پہنچ گئے جس کے ساتھ ہمارا ایران کا سفر بھی اپنے آخری مراحل میں داخل ہو گیا۔ ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر باڈر کی جانب روانہ ہوئے ایک چیک پوسٹ پر سامان چیک ہوا اور سامان اٹھا کر امیگریشن کی عمارت کی طرف چل پڑے پاسپورٹ جمع کروائے اور آدھ گھنٹہ بعد خروج کی مہریں لگنے کے بعد پاسپورٹ واپس مل گئے اور یوں جو سفر مقدس "میرجاوہ" باڈر سے شروع ہوا تھا آج "تائباد" باڈر پر اپنے اختتام کو پہنچا' سامان اٹھایا اور افغانستان کے باڈر "اسلام قلعہ" کی طرف پیدل چل پڑے۔

اسلامی امارت
افغانستان

افغانستان

افغانستان ہمارا ہمسایہ ملک' جس نے بے شمار انقلابات زمانہ دیکھے جہاد افغانستان کے بعد آپس کی خانہ جنگی نے ملک کی صورت حال ہی تبدیل کردی ہے۔ ملک کئی سال پیچھے چلا گیا ہے اور اقتصادی صورت حال سے بھی سب واقف ہیں۔

افغانستان جس کی سرزمین نے بڑے بڑے مشائخ و بزرگان دین کو جنم دیا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اسی ملک کے ایک شہر غزنی کے ایک محلّہ ہجویر میں پیدا ہوئے۔ بلخ میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے مرد مجاہد سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اسی زمین میں آرام فرما ہیں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد ایران سے چل کر اسی سرزمین میں آباد ہوئے مردم خیز سرزمین لیکن اب ہر طرف ہو کا عالم ہے۔

جس وقت افغانستان کا پروگرام بن رہا تھا تو کافی احباب نے منع کیا کہ فی الوقت جانا مناسب نہ ہوگا کیونکہ موجودہ حالات کے علاوہ سڑکوں کی حالت بھی ٹھیک نہیں بہرحال ہمارا مقصد نیک اور ان بزرگان کی خدمت میں حاضری تھی اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام لے کر ایرانی باڈر سے افغانستان کی سرزمین میں داخل ہوگئے۔ یہاں سب سے پہلے کرنسی تبدیل کروائی امیگریشن دفتر میں پاسپورٹوں پر دخول کی مہر لگوائی اور تھوڑا سا آگے جا کر کسٹم چیک ہوا فارغ ہونے کے بعد ایک گاڑی میں سوار ہو کر ہرات روانہ ہوئے۔ واقعی سڑکوں کی تو بہت بری حالت ہے اور گاڑی کچے راستے پر چلتی رہی ڈرائیور نے بھی ہمیں کہا کہ آپ اب آرام تسلی سے بیٹھیں رہیں کیونکہ یہاں پر تقریباً" پورے ہی ملک میں ایسی سڑکیں ہوں گی۔ خانہ جنگی کی وجہ سے سب کچھ ختم ہوگیا ہے۔

باڈر سے ہرات شہر تک تین مرتبہ چیکنگ ہوئی اور ایک مقام پر پاسپورٹ بھی

دیکھے گئے بہرحال یہ انتہائی مشکل سفر طے کرنے کے بعد شام ساڑھے پانچ بجے ہم ہرات شہر میں پہنچ گئے۔ شہر میں بجلی نہ ہونے کے باعث سر شام تمام کاروبار بند ہو جاتا ہے۔ ہرات میں خاصی سردی تھی اور اس سے بچاؤ کا بھی ہوٹلوں میں کوئی انتظام نہیں تھا۔ ایک ہوٹل میں جا ٹھہرے اور ایک پرائیویٹ گاڑی والے سے قندھار جانے کے لئے کرایہ طے کیا اسے صبح چھ بجے کا ٹائم دے دیا۔ کچھ دیر بعد کھانا کھایا اور نمازوں کی ادائگی کے بعد سو گئے۔

ہرات شہرِ عاشق رسول ﷺ

حضرت مولانا

عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

ہرات

ہرات شہر کا نام آتے ہی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی زبان پر آجاتا ہے۔ ہرات ملک خراسان کا صدر مقام اور لافانی شہرت رکھنے والے شاعروں اور مفکروں کی آماجگاہ تھا آج بھی شہر کے اندر اور باہر ہر طرف بکھرے ہوئے کھنڈرات سے اس شہر کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

مسلمان حکمرانوں کے دور میں ہرات کی آبادی اور خوشحالی میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا ان نیک دل حکمرانوں نے اس شہر میں خوبصورت مسجدیں' مدرسے اور دوسری عمارات تعمیر کروائیں جس سے اس شہر کا شمار خراسان کے بڑے شہروں میں ہونے لگا۔ بعد میں تاتاریوں نے اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور لاکھوں آدمیوں کو قتل کردیا گیا' اتنی تباہی کے بعد بھی جب مشہور مسلم سیاح ابن بطوطہ کا یہاں سے گزر ہوا تو اس وقت بھی ہرات کا شمار بڑے شہروں میں ہوتا تھا۔

غوری سلطانوں کے دور حکومت میں ہرات نے ایک بار پھر سنبھالا لیا نئی اور شاندار عمارات بننے لگیں پھر تیموری بادشاہوں نے ہرات کو وہ حسن بخشا کہ دنیا اسے ایک خوبصورت ترین شہر سمجھنے لگی۔

شاہ رخ نے ہرات کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا اور ایسی عالیشان اور لافانی عمارات تعمیر کروائیں جو فن تعمیر کا نادر شاہکار سمجھی جاتی تھیں کاش آج وہ لوگ ہوتے تو دیکھتے کہ ان کی بنائی ہوئی تاریخی اور عالیشان عمارات کا کیا حشر ہوا کچھ تو غیروں نے اس شہر کو تباہ کیا اور باقی رہتی کسر آپس کی جنگ نے نکال دی۔

رات کو کوئی مناسب ہوٹل بھی نہ ملا اور شدید ٹھنڈ کی وجہ سے رات نیند بھی نہ آئی۔ صبح پانچ بجے سے پہلے ہی سخت اندھیرے میں مشکل سے وضو کیا کمرے میں نماز ادا کی' چائے پینے کے بعد چھ بجے ہوٹل سے نکلے اور گاڑی میں سوار ہو کر سیدھا مزار حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد تربت جام (ایران) کے رہنے والے تھے جہاں پر حضرت شیخ احمد جام رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے یہ گھرانہ اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھا۔ پندرھویں صدی میں جب ہرات اہل علم و کمال کا مرکز قرار پایا تو شیخ شمس الدین محمد دشتی جو جام کے مفتی اور قاضی تھے اپنی اولاد کے ساتھ ہرات آگئے اور ان کی ہی اولاد سے حضرت جامی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی حضرت جامی رحمتہ اللہ علیہ نہایت ذہین اور عاشق علوم تھے طریقت میں بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اونچا نام پایا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اکابرین بزرگان نقشبندیہ میں ہونے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے عربی' فارسی شاعری میں بھی کمال حاصل کیا ان سب سے بڑھ کر حضرت جامی رحمتہ اللہ علیہ ایک سچے عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے بارہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام مشہور زمانہ اور لافانی ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ایک قبرستان میں واقع ہے قبر مبارک قدر لمبی ہے اور اوپر کوئی عمارت وغیرہ نہیں بلکہ ایک درخت آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کو ڈھانپے ہوئے ہے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام پیش کیا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ایک چادر کا نذرانہ پیش کیا۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے رخ انور کی طرف منہ کرکے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ہی مشہور زمانہ نعت اپنے ساتھیوں کے ساتھ باآواز بلند پیش کی' ایک بار آپ بھی یہ مشہور نعت ہمارے ساتھ مل کر پڑھیں۔

نسیما جانب بطحاء گزر کن
زاحوالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم را خبر کن
بہ برایں جان مشتاقم در آنجا
فدائے روضہ خیر البشر کن
تو ہی سلطان عالم یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
زروئے لطف سوئے من نظر کن

مشرف گرچہ شد جامی رحمۃ اللہ علیہ زلطفش
خدایا ایں کرم بار دگر کن

صبح کا سہانا منظر، خاموشی اور جس شخصیت نے یہ نعت مبارک لکھی انہی کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھی تو یقین مانئے ایک عجیب روحانی کیفیت پیدا ہوئی جس کا الفاظ میں احاطہ کرنا مشکل ہے نعت شریف کے بعد اس بندہ نے ختم شریف پڑھا اور پھر دعا کی گئی۔

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر درویشی اور سادگی سے گزاری اور دنیائے شعر و سخن میں بلند مرتبہ رکھنے کے ساتھ ساتھ ایک نامور عالم دین بھی تھے۔ آپ نہایت خلیق اور ملنسار تھے گفتگو کا لہجہ نرم اور دلچسپ ہوتا تھا قدرت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسی طبیعت اور سمجھ عطا فرمائی تھی جو بہت کم لوگوں کو ملی ہوگی۔

ایک روایت کے مطابق لفظ "جام" کے جتنے عدد بنتے ہیں اتنی ہی آپ کی تصانیف ہیں اور یہ تمام تصانیف نہایت مشہور اور مقبول ہوئیں۔ نفحات الانس تصوف پر ایک مشہور زمانہ گرانقدر تصنیف ہے اس میں صوفیاء کرام کا تذکرہ ہے حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے "تذکرۃ الاولیاء" کے بعد فارسی زبان میں نہایت ہی جامع تذکرہ ہے۔

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں فصاحت و بلاغت اور سوز و گداز بھرا ہوتا تھا آپ ہر وقت ذوق اور وجد کی حالت میں رہتے۔ کئی مرتبہ سماع فرماتے آخر زمانہ میں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ معراج کمال پر فائز تھے تو فرماتے تھے۔

خوش وقت کسیکہ دریں غم خانہ
ازخم سبو گشتہ از پیمانہ
صد بار اگر نیست شود عالم ہست
واقف نہ شود کہ ہست عالم یا نہ

اسی زمانہ میں سوائے طلب الٰہی کے اور کوئی طلب آپ کو نہ تھی اور آپ فرماتے ہیں۔

ہست مراد ہر کسے چیز دگر از ہم ایں جہاں
نیست مرا غیر تو جامی نامراد را

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی کتنا ہی بڑا عارف کمال ہو جب تک اس کو محبوب ازلی سے عشق کامل نہ ہوگا اس کو کچھ نظر نہیں آسکتا اور کسی چیز کو بھی حاصل کرنا چاہے گا تو اس کو کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

سلطان حسین مرزا کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کمال خلوص اور عقیدت تھی۔ خواجہ احرار قدس سرہ کو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا احترام کرتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ خراسان میں ایک آفتاب موجود ہے تو پھر لوگ چراغ کی روشنی میں ماوراء النہر میں کیوں آتے ہیں۔

شہنشاہ ظہیرالدین بابر نے بھی تزک بابری میں حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہایت احترام سے کیا ہے۔

ہرات سے کچھ فاصلہ پر ایک قصبہ بنام "چشت" ہے جہاں پر چشتیہ سلسلہ کے اہم بزرگان دین آرام فرما ہیں پروگرام یہ تھا کہ ان بزرگان کے حضور بھی سلام پیش کرنے جائیں گے لیکن بتایا گیا کہ ایک تو راستہ انتہائی دشوار اور خراب ہے اور دوسرا فی الوقت وہاں جانا مناسب نہ ہوگا۔ چنانچہ بادل نخواستہ یہ پروگرام ملتوی کرنا پڑا۔

کچھ دیر حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور ٹھہرنے کے بعد احاطہ مزار سے باہر آئے اور الوداعی سلام کرتے ہوئے سوا سات بجے گاڑی میں سوار ہو کر قندھار روانہ ہوگئے۔ سڑکوں اور راستوں کی وہی حالت جس کا ذکر پہلے کر آیا ہوں منٹوں کا سفر گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا سفر دنوں میں طے ہوتا ہے۔ راستے میں ایک جگہ رک کے کھانا کھایا' نماز ظہر ادا کی اور پھر چل سو چل پرائیویٹ گاڑی تھی اور اگر پبلک ٹرانسپورٹ

میں سوار ہوتے تو پھر پتہ نہیں کب قندھار پہنچتے بہرحال یہ سارے مراحل طے کرتے ہوئے خیریت سے شام ساڑھے سات بجے قندھار شہر پہنچ گئے یہاں پر بھی ہوٹلوں کی حالت ہرات جیسی ہے اور بجلی کی صورت حال بھی ویسی ہی ہے ہم نے تو ایک رات ہی گزارنی تھی بس رات گزارنے کے لئے ایک ہوٹل میں دو کمرے لئے کھانا کھایا اور ہوٹل والوں نے بھی عام گاہکوں کی نسبت ہم سے زیادہ رقم لی۔ دن کی بقیہ نمازیں ادا کیں اور صبح کا پروگرام طے کر کے سو گئے۔

قطعہ تاریخ وصال
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ

898 ہجری 1493ء

"پیکر ذوق و شوق و ولا"

1493ء

جس سے تھے گرم سینے اویس و بلال کے
اس کو ملی وہ روشنی لازوال شوق

کم ہیں جہان عشق میں اس جیسے بامراد
درد آشنا و خستہ دل و پائمال شوق

اس کا ہوا جو، اس کی بہت شاد ہے مثال
میمون و خوشگوار و مبارک مال شوق

وہ عاشق حضور تھا، تحریر یوں کیا
اس کا سن وصال "نشان کمال شوق"

898 ہجری

طارق سلطانپوری

قندھار

قندھار آں کشور مینو سواد
اہل دل را خاک او خاک مراد

کوئے آں شہراست مارا کوئے دوست
سارباں بربند محمل سوی دوست

خرقہ آں برزخ لا یبغیان
دیدمش در نکتہ "لی خرقتان"

آمد از پیراہن او بوی او
داد مارا نعرہ اللہ ہو

ایک زمانہ میں کابل کے بعد قندھار۔ افغانستان کا سب سے بڑا اور پر رونق شہر تھا جغرافیائی محل وقوع کی اہمیت کے باعث قندھار ہمیشہ سے تاریخ میں نمایاں حیثیت کا حامل رہا ہے اس شہر نے بھی کئی سیاسی انقلاب اور قوموں کا عروج و زوال دیکھا۔ دہلی اور بغداد کی طرح یہ شہر بھی کئی بار بسا اور اجڑا۔

احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں قندھار ہی کو اپنا مرکز سلطنت بنائے رکھا۔ احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ صرف صاحب سیف و علم ہی نہ تھے بلکہ اپنی ذہانت اور علم و فضل کے باعث دنیا کی ایک اہم تاریخی شخصیت تھے جنہوں نے اس شہر کی بنیاد ڈالتے ہوئے انتہائی سمجھ داری اور منصوبہ بندی سے کام لیا۔ اسی شہر میں ہی احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری آرامگاہ بنی۔

قندھار میں بھی رات خاص خنک تھی نماز فجر کے بعد ناشتہ کیا اور قندھار کی زیارات کے لئے ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر نکل پڑے۔ سب سے پہلے عمارت ”خرقہ شریف“ کی طرف روانہ ہوئے۔

عمارت خرقہِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سیناست کہ فاران است؟ یارب چہ مقام است ایں
ہر ذرہ خاک من چشمے است تماشا مست

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

قندھار میں خرقہ ﷺ شریف کی زیارت کے فیوض کو حضرت علامہ اقبال نے مذکورہ بالا شعر میں اس طرح بیان کیا ہے کہ

"یہ مقام کوہ سینا ہے یا وادی فاران (مکہ مکرمہ) کہ تجلیات نے میرے وجود کے ہر ذرے کو ایک چشم بصیر بنا دیا ہے"

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو قندھار اس لئے عزیز اور محترم تھا کہ وہاں کی ایک عمارت میں نبی اکرم ﷺ کا خرقہ شریف محفوظ ہے ہم بھی علامہ رحمۃ اللہ علیہ کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اور خرقہ مبارک کے زائرین کی فہرست میں اپنا نام شامل کروانے کے لئے مذکورہ عمارت پہنچے۔

یہ عمارت احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تعمیر ہوئی یہ روضہ نما عمارت قندھار کی سب سے قابل احترام جگہ ہے۔ اس لئے کہ اس کے اندر ایک صندوق میں نبی اکرم ﷺ کا خرقہ مبارک رکھا ہوا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ وہی خرقہ ہے جو سرکار دو عالم ﷺ کی جانب سے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو ارسال کیا گیا تھا اور چلتے چلتے یہ خرقہ مبارک شاہ بخارا کے پاس پہنچا' شاہ بخارا نے یہ خرقہ مبارک ہدیتاً" احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کیا تھا۔ عمارت مذکورہ جس میں یہ خرقہ شریف موجود ہے وقتاً" فوقتاً" مختلف سلاطین و امراء اس کی مرمت اور تزئین و آرائش میں حصہ لیتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ جس وقت مسلمانان عالم اور بالخصوص افغانستان کے لوگوں پر قحط سالی یا اور کوئی مصیبت نازل ہوتی تھی تو اس وقت پورے ملک سے علماء' حفاظ اور مشائخ قندھار پہنچ جاتے قرآن پاک کے ختم ہوتے' خیرات تقسیم کی جاتی اور پھر بادشاہ وقت اپنے ہاتھوں سے خرقہ مبارک کو نکال کر زیارت کے لئے ایک خاص چبوترے پر رکھ دیتے لوگ خرقہ شریف کی زیارت کرتے اور دعا مانگتے اور سرکار مدینہ ﷺ کے اس عظیم خرقہ شریف کی وساطت سے آئی ہوئی بلا ٹل جاتی تھی۔ خرقہ شریف کی عمارت پر ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا تھا اور قرآن خوانی ہوتی رہتی تھی لیکن اب تو حالات کچھ اور ہی ہیں ہم جس وقت خرقہ شریف کی عمارت پر پہنچے تو انتہائی مایوسی ہوئی کیونکہ مذکورہ متبرک عمارت بند تھی اور پوچھنے پر معلوم ہوا کہ شاید اب ہفتہ میں ایک دن کھلتی ہے۔ کاش ہم نبی اکرم ﷺ کے ان آثار مبارکہ کی قدر پہچانتے تو ہماری تمام مصیبتیں اور پریشانیاں ختم ہو سکتی تھیں مجبوراً" عمارت کے سامنے ہی کھڑے

ہو کر سلام پیش کیا اور دعا کی کہ خداوندا کہ ہم اتنا مشکل اور کٹھن سفر طے کر کے یہاں صرف اور صرف تیرے حبیب ﷺ کے خرقہ مبارک کی زیارت کو آئے ہیں ہماری اس حاضری کو قبول فرما اور اس فہرست میں ہم گناہ گاروں کا بھی نام درج فرما دے کہ جنہوں نے اندر جاکر خرقہ شریف کی زیارت کی اور اس اثر عظیم کے فیوض و تجلیات سے ہمیں بھی مستفیض فرما۔ آمین۔

دعا کے بعد مرد غازی احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کی طرف روانہ ہوئے جو اس مبارک عمارت کے ساتھ ہی واقع ہے یہ عمارت بھی خوبصورت اور دلکش ہے اونچے چبوترے پر واقع یہ روضہ احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی زندگی ہی میں تعمیر کروایا تھا مزار پر ایک عالی شان گنبد بنا ہوا ہے لیکن اس مقام پر بھی پہنچ کر انتہائی مایوسی ہوئی کہ یہ مزار بھی بند ہے سمجھ نہ آئی کہ جن مقامات سے لوگ فیوض و برکات حاصل کرتے تھے اب ان تمام مقامات پر تالہ کیوں لگا دیا گیا ہے۔ مقبرہ کے محافظ سے ملاقات کی اور اسے بتایا کہ ہم صرف انہی زیارات کے لئے اتنا دور دراز کا سفر طے کر کے آئے ہیں تو کہنے لگا کہ جمعرات کو کھولیں گے۔ ہمیں تو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کیا وجہ ہے ناچار باہر سے ہی فاتحہ پڑھی۔

ایک زمانہ تھا کہ لوگ شہنشاہ عالی صفات کے حضور بصد ادب و احترام حاضر ہوتے صرف اس لئے نہیں کہ وہ ایک عظیم فاتح تھا بلکہ عوام انہیں ایک صاحب دل بزرگ ایک کفر شکن مرد غازی سمجھ کر دل و جان سے ان کی عزت کرتے۔ حضرت احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف خود ایک مرد خدا رسیدہ تھے بلکہ اولیائے کرام اور علمائے اسلام کے دلی قدر دان بھی تھے۔ احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ تقریباً" 1773ء میں دنیائے فانی سے رحلت کر گئے اور اپنے محبوب شہر میں ہی دفن ہوئے۔

احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر فاتحہ کے بعد میرواعظ بابا کے حضور حاضری کا پروگرام تھا لیکن پتہ چلا کہ وہ مقام بھی بند ہے۔

تمام احباب نے فیصلہ کیا کہ اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں اور اب شہر غزنی چلتے ہیں۔ ایک گاڑی کرایہ پر لی اور قندھار۔ غزنی کے لئے 20 لاکھ افغانی (تقریباً 2 ہزار روپے) کرایہ طے کرنے کے بعد 10 بجے غزنی روانہ ہوئے اور راستے جن کا ذکر کر آیا ہوں طے کرنے کے بعد شام سات بجے غزنی پہنچے بجلی نہ ہونے کی وجہ سے پتہ ہی نہ چلا کہ غزنی شہر میں داخل ہو چکے ہیں مین روڈ پر ہی سڑک کے کنارے ایک ہوٹل میں دو کمرے لئے تاکہ رات بسر کریں۔ شدید تھکاوٹ تھی کھانا کھایا اور سو گئے۔

غزنی

آہ غزنی آں حریم علم و فن
مرغزار شیر مردان کہن
دولت محمود رازیبا عروس
از حنابندان او دانائی طوس
خفتہ درخاکش حکیم غزنوی رحمۃ اللہ علیہ
وزنوائی او دل مرداں قوی
در فضائے مرقد او سوختم
تامتاع نالہ ای اندوختم
آنچہ اندر پردہ غیب است گوی
بو کہ آب رفتہ باز آید بجوی

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

غزنی کو دیکھ کر خوشی کم اور افسوس زیادہ ہوتا ہے کہاں وہ شہر غزنی جس میں مرد مجاہد سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا دربار لگتا تھا اور جس میں یگانہ روزگار شعراء، حکماء اور علماء و مشائخ جمع ہوتے تھے اور کہاں یہ ہو کا عالم، ہر طرف ویرانی ہی ویرانی۔

ہرات اور قندھار کی طرح غزنی میں بھی رات بجلی نہ تھی۔ صبح سخت اندھیرے اور شدید سردی میں وضو کیا نماز فجر ادا کی اور کچھ دیر بعد حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔

ایک بہت بڑا احاطہ ہے کسی زمانہ میں یہاں انتہائی پر رونق اور خوبصورت باغ ہوتا ہوگا لیکن اب تو ویرانی ہے ایک بڑے سے گنبد نما مقبرے میں وہ عظیم فاتح محو آرام ہے کہ جس کے رعب کے آگے کوئی دم نہ مار سکتا تھا ہم بھی حاضر ہوئے لیکن وہی سابقہ صورت حال ہے کہ مقبرہ بند ہے بڑی تلاش کے بعد محافظ سے ملاقات ہوئی پتہ چلا کہ چابی ان کے پاس نہیں ہم نے ان سے درخواست کی کہ ہم پاکستان سے آئے ہیں اور کچھ دیر کے بعد آگے روانگی ہے کچھ انتظام کروا دیں جس پر انہوں نے ایک شخص کو کسی دوسرے شخص کے گھر چابی لینے کے لئے بھیجا آدھ گھنٹہ سے زائد انتظار کرنے پر جب وہ شخص نہ آیا تو ہم نے کہا کہ ہم حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے ہو کر واپس آجاتے ہیں اور آپ اتنی دیر میں چابی کا انتظام کروالیں۔

مزار مبارک حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حکیم سنائی غزنوی کی عظمت کا اندازہ آپ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر سے لگا سکتے ہیں کہ۔

عطار روح بود و سنائی دو چشم او
ما از پئے سنائی و عطار آمدیم

صوفی شعراء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا مرتبہ اور مقام ہے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے بیعت تھے شہزادہ دارا شکوہ قادری اپنی کتاب "سفینۃ الاولیاء" میں لکھتے ہیں کہ جس دن میں غزنی میں حاضر ہوا تو سوائے حکیم سنائی کی زیارت کے سب زیارتوں پر جانے کا میرا ارادہ تھا کیونکہ مجھے حکیم سنائی کی بعض ابیات سے اختلاف تھا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ میں غزنی کے مشائخ کی زیارتوں پر حاضر ہوں اور ایک شخص مجھے بتا رہا ہے کہ یہ حکیم سنائی کا مزار ہے وہاں پہنچا تو سنگ مرمر کی ایک قبر دیکھی جس پر لکھا تھا۔

ھذا قبر حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ

صبح جب اٹھا تو میں سمجھ گیا کہ یہ مجھے حکیم سنائی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے چنانچہ جب میں حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضر ہوا تو اسی طرح سنگ مرمر کی قبر تھی جیسی میں نے خواب میں دیکھی تھی بعد میں مجھے یقین ہوگیا کہ وہ ابیات جن سے مجھے اختلاف تھا الحاقی ہیں۔

حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار تصانیف ہیں سب سے زیادہ شہرت آپ کی مثنوی "حدیقۃ الحقیقت" کو ہوئی جس میں تصوف کے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں۔

نومبر 1932ء میں حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے احباب کے ہمراہ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے تھے اور شاندار الفاظ میں حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کیا تھا۔

ہم بھی حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے الحمدللہ مزار مبارک کھلا ہوا تھا باہر ہلکی ہلکی برفباری ہو رہی تھی اندر حاضر ہوئے تو بے ساختہ میری زبان سے حضرت مولانا روم کا یہ شعر نکلا

عطار روح بود و سنائی دو چشم او
ما از پئے سنائی و عطار آمدیم

قطعہ تاریخ وصال

حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ

سال وصال 545 ہجری 1150ء

"خورشید زبانئی"

1150ء

وہ تاجدار تھے اقلیم فقر و عرفاں کے

سخن وران جہاں میں بھی تھے بلند مقام

محب "مولوی معنوی" بھی ہے ان کا

نیاز مند ہے اقبال، شاعر اسلام

خدا شناس و خود آگاہ اس مکرم کا

سن وصال کہا "آفتاب اوج دوام"

545 ہجری

طارق سلطانپوری

ہدیہ سلام پیش کیا فاتحہ خوانی کے بعد دعا کی اور کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد باہر آ گئے تاکہ غزنی کی ہی ایک مسجد میں آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت کی جائے۔

زیارت موئے مبارک نبی اکرم ﷺ

غزنی کے بازار کی ایک چھوٹی سی مسجد میں سرکار دو عالم ﷺ کے موئے مبارک محفوظ ہیں ہم بھی زیارت کے لئے اس مسجد میں حاضر ہوئے۔ وہاں پر موجود شخص سے پوچھا کہ موئے مبارک کہاں ہیں تو اس نے ہمیں ایک سیف دکھایا کہ اس میں موئے مبارک ہیں اور بند ہیں۔ حالانکہ جب ہمیں ترکی کی زیارات مقدسہ کا شرف حاصل ہوا تھا اور استنبول کے توپ کاپی عجائب گھر میں ہم تبرکات نبویہ ﷺ کی زیارت کے لئے گئے تو دیکھا کہ وہاں پر ہر چیز شیشے کی الماریوں میں نہایت سلیقے سے سجائی ہوئی ہیں اور ہر چیز سامنے نظر آ رہی ہے۔ لیکن افسوس کہ یہاں پر تو ہر چیز کو بند رکھا گیا ہے۔ بہرحال موئے مبارک کا نام تھا با ادب ہو کر سلام پیش کیا اور دعا پڑھنے کے بعد واپس سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کی طرف چل پڑے۔

مقبرہ بت شکن

مردِ غازی

حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک زمانہ تھا کہ جب مقبرہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ میں اتنا ہجوم ہوا کرتا تھا کہ لوگ قطار بنائے اپنی باری کے انتظار میں کھڑے رہتے اور فاتحہ پڑھنے کے بعد سلطان رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو ایصال ثواب کرتے۔

موئے مبارک کی زیارت کے بعد جب یہاں پہنچے تو مزار مبارک کھلا ہوا تھا با ادب سر جھکائے اس مرد غازی کو سلام پیش کیا اب بھی اس غازی بت شکن کے مزار مبارک سے رعب و جلال ٹپکتا ہے لوگ جانتے ہیں کہ وہ صرف فاتح سومنات ہی نہیں بلکہ فاتح قلوب بھی تھا۔ سلطان کے پاس لوگ خود بخود چلے آتے تھے کہ اس مرد غازی کے لشکر میں شامل ہو کر جہاد کے ثواب میں شریک ہوں۔ اس درویش صفت بادشاہ کو دنیوی جاہ و جلال اتنا پسند نہ تھا جتنا غلبہ اسلام کا مشن مقدم تھا۔

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف خود عالم، فاضل، شاعر اور اہل دل انسان تھا بلکہ علم و فضل کا اتنا ہی قدر دان بھی تھا۔ سلطان رحمۃ اللہ علیہ کی ساری عمر جہاد اسلام میں کٹی اس کا اولین نصب العین اشاعت اسلام تھا۔ ان سب باتوں کے علاوہ وہ صوم و صلوۃ کا نہایت ہی پابند تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہاء درجہ کی محبت تھی۔ سلطان رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ وہ روزانہ ایک لاکھ مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک کا نذرانہ پیش کرتا اس وظیفہ میں سلطان کا کافی وقت صرف ہو جاتا اور امور سلطنت انجام دینے کے لئے بہت کم وقت رہ جاتا۔

ایک روایت کے مطابق ایک رات خواب میں سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ہی محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک درود سکھایا اور ارشاد فرمایا کہ نماز فجر کے بعد اسے ایک بار پڑھ لیا کرو تو ایک لاکھ مرتبہ درود پاک پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ جو بعد میں "درود لکھی" کے نام سے مشہور ہوا یعنی اس درود پاک کو جتنی بار پڑھا جائے اتنے لاکھ کا ثواب ملے گا۔ بعد میں سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نعمت عظمٰی کو عام کیا اور دوسروں کو بھی یہ درود پاک

پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے غزوات الہند کے سلسلہ میں ہمارے خطے میں ایک عظیم جہاد کی بنیاد ڈالی جو عرصہ دراز سے جاری ہے کہتے ہیں کہ اب امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے ان غزوات کی تکمیل سامنے نظر نہیں آرہی ہے اور انشاء اللہ یہ خطہ کفر سے پاک ہو جائے گا۔

کہتے ہیں کہ جب سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے سومنات کے میدان میں اپنی افواج کو بزدل دیکھا تو زمین پر سر بسجدہ گر پڑا اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا جو پیراہن ساتھ رکھتا تھا نکال کر رکھ لیا اور دعا کی کہ خداوندا اس پیراہن کے طفیل فتح و نصرت عطا فرما۔ تاریخ شاہد ہے کہ دعا کے بعد محمود اٹھا تو اس کی فوج کی حالت کچھ سے کچھ تھی دفعتہ حملہ کیا اور فتح حاصل کرلی۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ محمود تم نے ہمارے پیراہن کی آبرو درگاہ الٰہی میں دیکھ لی اگر تم چاہتے تو تمام کافر اس کی بدولت مسلمان ہو جاتے۔ سبحان اللہ۔

کہتے ہیں کہ سلطان کا مرقد بعینہٖ وہی ہے جو غزنوی دور میں بنایا گیا تھا اور لوح قبر بھی وہی ہے۔

سلام کے بعد ختم شریف پڑھا اور دعا کے بعد کچھ دیر اس سلطان عظیم کے حضور ٹھہرے رہے باہر آکر ایک پرائیویٹ گاڑی میں سوار ہو کر کابل روانہ ہوئے۔

کابل

شام پانچ بجے کے قریب شہر کابل پہنچے تمام راستے سڑکوں کی وہی صورت حال' جن لوگوں نے 70 کی دھائی میں کابل دیکھا ہوگا اب وہ اگر کابل آئیں تو شائد اس کو پہچان بھی نہ سکیں کہاں وہ 70 والا کابل اور کہاں اب ویرانی ہی ویرانی۔ تمام عمارات پر گولیوں کے نشانات دیکھے جاسکتے ہیں۔ شائد غیروں نے کم لیکن آپس کی خانہ جنگی نے تو کوئی چیز سلامت نہ رہنے دی صحت و صفائی کی حالت بھی ویسے ہی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں "کہ یہ سارا فتنہ و فساد انسان کا اپنا ہی کیا دھرا ہے" یہ مقام عبرت ہے اور انسان کو اس سے سبق سیکھنا چاہیے۔ ہمیں تو کابل میں ہر طرف مایوسی اور بے رونقی نظر آئی پروگرام تو یہ تھا کہ کابل میں دو دن ٹھہریں گے مذہبی اور تاریخی نوعیت کے تمام مقامات دیکھیں گے لیکن یہاں پہنچ کر صورت حال بالکل مختلف نکلی۔ کابل شہر کے بھی اکثر حصوں میں بجلی نہیں ہے جنریٹروں سے کچھ کام چلایا جاتا ہے۔ ایک ہوٹل میں سامان رکھا اور ٹیکسی کرکے کچھ اہم مقامات دیکھنے چل پڑے۔

مقبرہ بابر بادشاہ

کابل شہر میں بابر بادشاہ کا مقبرہ ایک اہم مقام ہے شہنشاہ ظہیرالدین بابر کو کابل بہت پسند تھا وہ کئی سالوں تک کابل میں رہا اور کئی باغات لگوائے۔ اگرچہ بابر ہندوستان میں فوت ہوا لیکن اس کی وصیت کے مطابق اس کی میت کو وہاں سے لاکر اسی باغ میں دفن کیا گیا جو اس نے لگوایا تھا۔

شہنشاہ بابر کا مزار مبارک انتہائی اونچے چبوترے پر واقع ہے۔ پاس اور بھی قبور ہیں اور کچھ فاصلہ پر ایک مسجد بھی موجود ہے۔ یہاں فاتحہ پڑھی اور آرامگاہ امیر

عبدالرحمن روانہ ہوئے یہ مقبرہ بھی بوجہ تعمیرو مرمت بند تھا باہر سے ہی فاتحہ پڑھی اور تیمور اور نادر شاہ کے مقابر کی طرف نکلے شام' اندھیرا اور بجلی نہ ہونے کی وجہ سے وہاں تک رسائی نہ ہو سکی اور ناچار ہوٹل واپس آگئے اور یوں کابل کا پروگرام اختتام پذیر ہو گیا ایک پرائیوٹ گاڑی والے سے بات طے کی کہ وہ صبح ہمیں طورخم باڈر تک پہنچا دے اس کے ساتھ 13 لاکھ افغانی (تقریباً 1300 روپے پاکستانی) پر کرایہ طے ہوا۔ رات کا کھانا کھایا اور سو گئے۔

صبح 4 بجے اٹھے وضو کیا گاڑی والا بھی 5 بجے آگیا اور اس کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں دو تین مقامات پر چیکنگ ہوئی ایک مقام پر نماز فجر ادا کی اور بالآخر 5 گھنٹے میں جلال آباد شہر میں پہنچ گئے۔ کابل کی نسبت یہاں پھر کوئی چہل پہل نظر آئی ایک ہوٹل میں کھانا کھایا چائے پی اور ایک گھنٹہ ٹھہرنے کے بعد طورخم روانہ ہو گئے۔

ڈیڑھ بجے کے قریب افغانستان باڈر پر پہنچ گئے گاڑی والے کو رقم ادا کی اور امیگریشن آفس کی طرف چل پڑے لوگ ہمیں امیگریشن آفس کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر حیران ہوئے کیونکہ سب لوگ اسی طرح بلا کسی روک ٹوک کے آجا رہے تھے بہرحال ہم نے امیگریشن آفس سے پاسپورٹوں پر باقاعدہ خروج کی مہر لگوائی اور ایک زنجیر کو پیدل عبور کر کے قانونی طور پر افغانستان کے باڈر سے نکل کر پاکستان کی سرزمین پر پہنچ چکے تھے۔

پاکستانی باڈر

خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ بخیرو عافیت ایران اور افغانستان کا سفر کر کے اپنے ملک میں پہنچ گئے لیکن ابھی پاکستانی باڈر کراس کرنا باقی تھا۔ کسٹم اور دوسرے اداروں کے افراد نے ہمیں روک لیا اور تلاشی شروع کردی اور ساتھ طرح طرح کے غیر متعلق سوالات کرنے شروع کر دیئے۔ الحمدللہ چونکہ ہمارا یہ سفر "مقامات مقدسہ

زیارات" پر مشتمل تھا اس لئے سوائے ایک ایک ہینڈ بیگ کے اور کچھ بھی نہ تھا اور کسٹم والے حیران تھے کہ یہ لوگ ایران سے آرہے ہیں اور ان کے پاس سامان کچھ بھی نہیں کیونکہ اگر سامان ہوتا تو پھر ان کا بھی کوئی مسئلہ حل ہوتا اب ہمارے پاس سامان بھی کچھ نہیں اور وہ ہم سے اب کچھ امید بھی کر رہے تھے۔ بالآخر جب ان کو بات بنتی نظر نہ آئی تو بیگوں سے ایک ایک چیز باہر نکال کر زمین پر رکھ دی ہمارے پاس کچھ ہوتا تو ان کو ملتا بس انہوں نے اب ہمارا وقت ضائع کرنا تھا سو وہ کیا اور انہیں سوائے پشیمانی کے اور کچھ ہاتھ نہ آیا اور ہمیں کہنے لگے کہ یہ ہماری ڈیوٹی ہے جس پر مجھے غصہ آگیا تو میں نے کہا کہ یہ اچھی ڈیوٹی ہے ہزاروں آدمی آجا رہے ہیں بڑے بڑے ٹرک ٹریلر گزر رہے ہیں ان میں سے صرف ہم ہی آپ کو نظر آئے۔ یہ کس طرح کی ڈیوٹی ہے اور یہ کیا طریقہ کار ہے کہ ایک ہینڈ بیگ ہے اور اس کا سارا سامان نکال کر باہر زمین پر رکھ دیا ہے۔ کیا چیک کرنے کا یہی طریقہ کار ہے۔ الحمدللہ ہم نے اتنے ملکوں کا سفر کیا ہے ایسا طریقہ کار تو ہم نے کسی بھی جگہ نہیں دیکھا۔ اصل میں ان کا مقصد کچھ اور تھا جو حل نہ ہوا۔ بہرحال خداوند تعالیٰ ان کو ہدایت ہی عطا فرمائے اور انہیں وہ چشم بینا عطا فرمائے کہ جس سے انہیں صحیح اور غلط کی پہچان ہوسکے۔ بالآخر اس مرحلے کے بعد امیگریشن عمارت میں داخل ہوئے تاکہ پاکستان میں داخل ہونے کی مہر لگوالیں ان حضرات نے بھی ۸ پاسپورٹوں پر مہریں لگانے میں آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت ضائع کیا۔ اس کے بعد ایک ٹیکسی میں پشاور کے لئے سوار ہوئے ڈھائی بجے طورخم باڈر کو خیر آباد کہا اور تقریباً" سوا چار بجے ہم پشاور اڈے پر تھے یہاں سے ایک ویگن میں سوار ہو کر رات ساڑھے آٹھ بجے راولپنڈی خیر و عافیت سے پہنچ گئے۔ اور یوں جو سفر بروز سوموار راولپنڈی ریلوے اسٹیشن سے بذریعہ ٹرین (کوئٹہ ایکسپریس) شروع ہوا تھا بروز جمعتہ المبارک راولپنڈی صدر میں بذریعہ ویگن اختتام پذیر ہوا۔ ویگن سے اترے ایک دوسرے کو الوداع کہا اور اگلے سفر کے انتظار میں

اپنے اپنے گھروں کو یہ کہتے روانہ ہوگئے کہ "سفر واقعی زندگی ہے"

تصاویر
افغانستان

ہرات شہر میں حضرت مولانا جامیؒ کا مزار مبارک

غزنی میں حضرت سلطان محمود غزنویؒ کا مزار مبارک

غزنی میں حضرت حکیم سنائیؒ کا مزار مبارک

کابل میں بابر بادشاہ کا مقبرہ

اس صندوق میں آپ ﷺ کے موئے مبارک ہیں

احمد شاہ ابدالیؒ کا روضہ مبارک
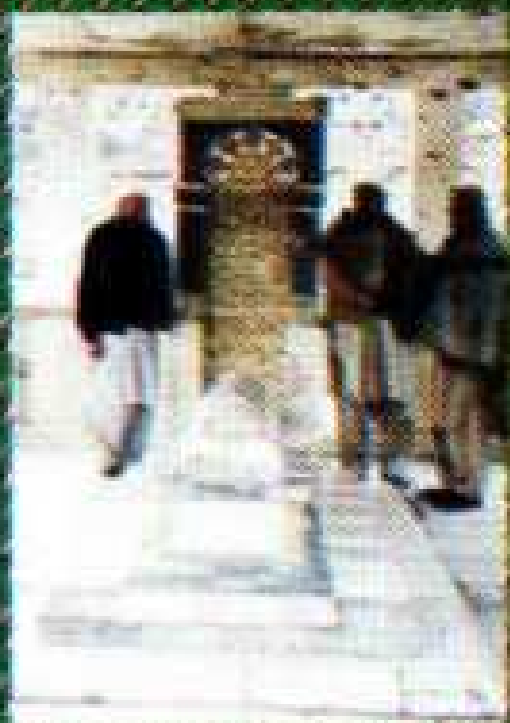
عمارت "خرقہ نبی اکرم ﷺ" کا صدر دروازہ

حسن ابدال 20 فروری 2000ء

قطعہ تاریخ

بخیریت مراجعت از سفر سعادت بخش ایران و افغانستان

مکرمی افتخار احمد حافظ صاحب افشاں کالونی راولپنڈی

جامی، سنائی، سعدی و حافظ کے دیس میں
خاصان حق کے دیکھے ہیں تو نے کئی مزار
یہ اولیاء خدا و حبیب خدا کے ہیں
فخر جہان و نازش ایوان روزگار
ان پر اثر نہیں ہے کسی انقلاب کا
ان صاحبان فقر کا ہے دائمی وقار
تیرے لئے بنے گا سبب افتخار کا
یہ منفرد سفر جو کیا تو نے اختیار
تاریخ اس سفر کی کہی روئے "جمد" سے
الحمد للہ "واپسی باجمد و افتخار"

1420= 1417 + 3 ہجری

طارق سلطان پوری

چھوہر شریف میں خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی کا مزار مبارک

اسلامی جمہوریہ
پاکستان

پاکستان

بحمد للہ بلاد اسلامیہ میں مقامات مقدسہ پر حاضری کے علاوہ اپنے ملک میں بھی بزرگان دین کے مزارات مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل رہتا ہے۔

کتاب "زیارات مقدسہ" جلد اول میں جن مقامات مقدسہ کی تفصیل اور رنگین تصاویر شائع ہو چکی ہیں وہ کچھ اس طرح ہے۔

- پشاور میں اولیاء اور صوفیاء کے آستانے
- کھڈ شریف میں حضرت مولانا محمد علی کھڈی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کتب خانہ
- راولپنڈی سے سیال شریف تک
- عارف کھڑی کے حضور
- سوئے شہر لاہور (اولیائے لاہور)
- صوبہ سندھ میں چیدہ چیدہ بزرگان دین کا مختصر تذکرہ
- شرقپور شریف میں حاضری

اب مذکورہ بالا مقامات کے علاوہ کچھ اور چیدہ چیدہ بزرگان دین کا مختصر تذکرہ اور ان کے حضور حاضری کی تفصیل انشاء اللہ آپ اگلے صفحات میں مطالعہ فرمائیں گے۔

سوہاوہ میں

فاتح ہند

سلطان شہاب الدین محمد غوری رحمۃ اللہ علیہ

کے مزار مبارک پر حاضری

فاتح ہند، سلطان محمد غوری رحمۃ اللہ علیہ جس کا نام سننے سے ہر مسلمان کا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔ سلطان شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ اس وقت غزنی میں قیام پذیر تھا کہ جب حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے باطنی قوت سے یہ حکم دیا تھا کہ جلد ہندوستان پہنچو اور اسے فتح کرو۔ سلطان صبح بیدار ہوا تو اپنے اراکین سلطنت سے خواب بیان کیا اور جلد ہی لشکر کی تیاری کا حکم دیا سلطان جب اپنے لشکر کے ہمراہ اجمیر پہنچا تو ایک قیامت خیز جنگ ہوئی اور سلطان محمد غوری رحمۃ اللہ علیہ غالب اور فاتح ہوا۔ راجہ پتھورا گرفتار ہو کر سلطان کے سامنے پیش کیا گیا اور اس کی ہلاکت کے بعد ہندوستان میں اسلام کی جڑیں مضبوط ہوگئیں اور کفر کا خاتمہ ہونے کے بعد دہلی کو مسلمانوں کا دارالحکومت بننے کا فخر حاصل ہوا، اس عظیم الشان فتح نے مسلمانوں کو ہندوستان کا مالک بنا دیا۔

ایک روایت کے مطابق سلطان محمد غوری کا وصال سوہاوہ کے قریب ایک بستی دھمیک میں ہوا اور یہیں دفن کر دیئے گئے اور "غوری" کی قبر کے نام سے مشہور ہوئے اور یہ بات نسل در نسل آگے چلتی رہی۔ ہم بھی اس عظیم سلطان کی خدمت میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ راولپنڈی سے لاہور جاتے ہوئے سوہاوہ کے قریب بائیں طرف ایک سڑک دھمیک گاؤں کی طرف جاتی ہے اور سڑک کے کنارے ایک بورڈ بھی لگا ہوا ہے اسی برانچ سڑک پر 12 یا 13 کلومیٹر آگے جا کر ایک وسیع و عریض رقبے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ چند سال پہلے تک تو ایک عام سی قبر تھی اور صرف لوہے کا ایک جنگلہ لگا ہوا تھا بعد میں چند نیک دل اور سلطان کے عشاق وقتاً فوقتاً اس مزار کی تعمیر و توسیع میں حصہ لیتے رہے اور بالآخر بعد میں انتہائی تحقیق کے بعد پاکستان کے عظیم سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب نے اس عظیم سلطان کے شایان شان مقبرہ تعمیر کروایا۔ مقبرہ کی عمارت انتہائی خوبصورت اور قابل دید ہے اور پاکستان کیا دنیا کے انتہائی خوبصورت مزارات میں اس کا شمار ہوتا ہوگا۔ مزار کے

اوپر ایک وسیع سبز گنبد ہے اندر قرآنی آیات کندہ ہیں۔ مزار کے چاروں طرف پھول دار پودے لگے ہوئے ہیں اور چار دیواری سرخ اینٹوں سے بنی ہوئی ہے۔ مزار سے باہر احاطہ مزار میں ہی سلطان کے تین گمنام سپاہیوں کی بھی قبور واقع ہیں۔ احاطہ مزار سے باہر ایک عالی شان مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔

سلطان شہاب الدین غوری کے شایان شان اس عظیم تعمیرات اور اس کے علاوہ دوسرے ملکی مفاد کے عظیم کارناموں پر جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے کیونکہ پاکستان کے لئے بالخصوص اور عالم اسلام کے لئے بالعموم ان کی گراں قدر خدمات ہیں ہماری بھی دلی دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

قارئین وقت ہو تو ضرور فاتح ہند سلطان شہاب الدین محمد غوری کے مزار مبارک پر حاضری دیں اور سلطان کی ان عظیم خدمات کے طور پر ان کے حضور ہدیہ سلام پیش کریں۔

اٹھ فریدا ستیا جھاڑو دے مسیت
تو ستا رب جاگدا تیری ڈاڈھے نال پریت

آیئے

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

کے شہر پاکپتن شریف چلتے ہیں

اجودھن کی بستی جو حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے قدوم مبارک سے بقعہ نور بن گئی اور جس سے اسلام کی ایسی نورانی کرنیں جاری ہوئیں۔ جنھوں نے پورے برصغیر اور خراسان کو روشن کردیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے نیک بندوں کے روحانی تصرفات میں اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسی ہی ایک عظیم شخصیت کا ہم تذکرہ کریں گے کہ جن کے روحانی تصرفات تا ہنوز جاری و ساری ہیں۔ یہ وہ منفرد شخصیت ہیں کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف منہ کرکے دعا مانگی اور عرض کی باری تعالیٰ ہمارے فرید کو قبول فرما اور اکمل درویش کے مرتبہ پر پہنچا تو غیب سے آواز آئی۔

"ہم نے فرید رحمۃ اللہ علیہ کو قبول کیا اور وہ وحید العصر ہوگا"

پاکپتن شریف ساہیوال شہر سے ایک گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے۔ کافی عرصہ ہوا کہ بابا صاحب کی خدمت میں حاضری ہوئی تھی۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد ہمیشہ دل میں موجزن رہی اچانک ایک دن آپ کی توجہ خاص ہوئی اور بغیر کسی پیشگی پروگرام کے اپنے ایک عزیز دوست حاجی محمد نواز کے ہمراہ پاکپتن شریف کے لئے روانہ ہوئے راولپنڈی سے لاہور' ساہیوال اور پاکپتن کا طویل سفر طے کرتے ہوئے عصر کے وقت بارگاہ مسعود گنج شکر میں پہنچ گئے۔ نماز ادا کی اور پھر بارگاہ سلطان العارفین' برھان العاشقین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کی قبر پر انوار کو بوسہ دیا سلام عرض کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھ گئے اور طویل سفر کی تھکاوٹ یکسر راحت میں تبدیل ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ایک چھوٹے سے کمرے میں ہے جس کے دو دروازے (مشرق اور جنوب کی جانب) رکھے گئے ہیں لیکن اس چھوٹے سے کمرے میں اتنی خلقت سما جاتی ہے جس کا اندازہ مشکل ہے۔ چھوٹا کمرہ ہونے کی وجہ مختلف

کتابوں میں کچھ اس طرح بیان کی جاتی ہے۔ ایک تو یہ مقام آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حجرہ خصوصی تھا اور دوسرا جب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی تعمیر شروع کی تو اس بات کا بھی اہتمام کیا کہ پاک مٹی سے اینٹیں تیار کی جائیں اور ہر اینٹ کو پکانے کے بعد تین بار دھویا جائے اور پھر ہر اینٹ پر ایک مرتبہ قرآن پاک پڑھا گیا۔ راج اور مزدور جو تعمیر کے کام پر مقرر تھے ان کو اس بات پر پابند کیا گیا کہ وقت تعمیر باوضو ہو کر کام کریں اس تمام اہتمام کو ملحوظ رکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک تعمیر ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک (جانب جنوب) جو دروازہ ہے اسے جنتی دروازے کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کے متعلق مختلف روایات مختلف کتابوں میں مذکور ہیں۔ چند ایک قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اس جنتی دروازے کے متعلق حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے مجھ سے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ جو شخص اس دروازہ سے گزرے گا جنتی ہے الفاظ حدیث اس طرح ہیں۔ "جو اس دروازہ میں داخل ہوا امان پا گیا" جو حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک یعنی طریقت اور سلوک الی اللہ کو طے کرے وہ جنتی ہے۔ (ہشت بہشت)

کتاب تذکرہ اولیائے پاکستان کے مطابق حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مزار مبارک کی تعمیر کے بعد جنوبی دروازہ کے پاس کھڑے تھے کہ اچانک فرط جوش میں پکار اٹھے کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو اس دروازہ میں داخل ہوگا نجات پائے گا۔

کتاب مخزن چشت کے مطابق حضرت نظام الدین اولیاء دہلی سے جب پاکپتن تشریف لائے تو اپنے مرشد کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی اشارہ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بابا صاحب کے صاحبزادوں کو کہا کہ حضرت کو ان کے مخصوص
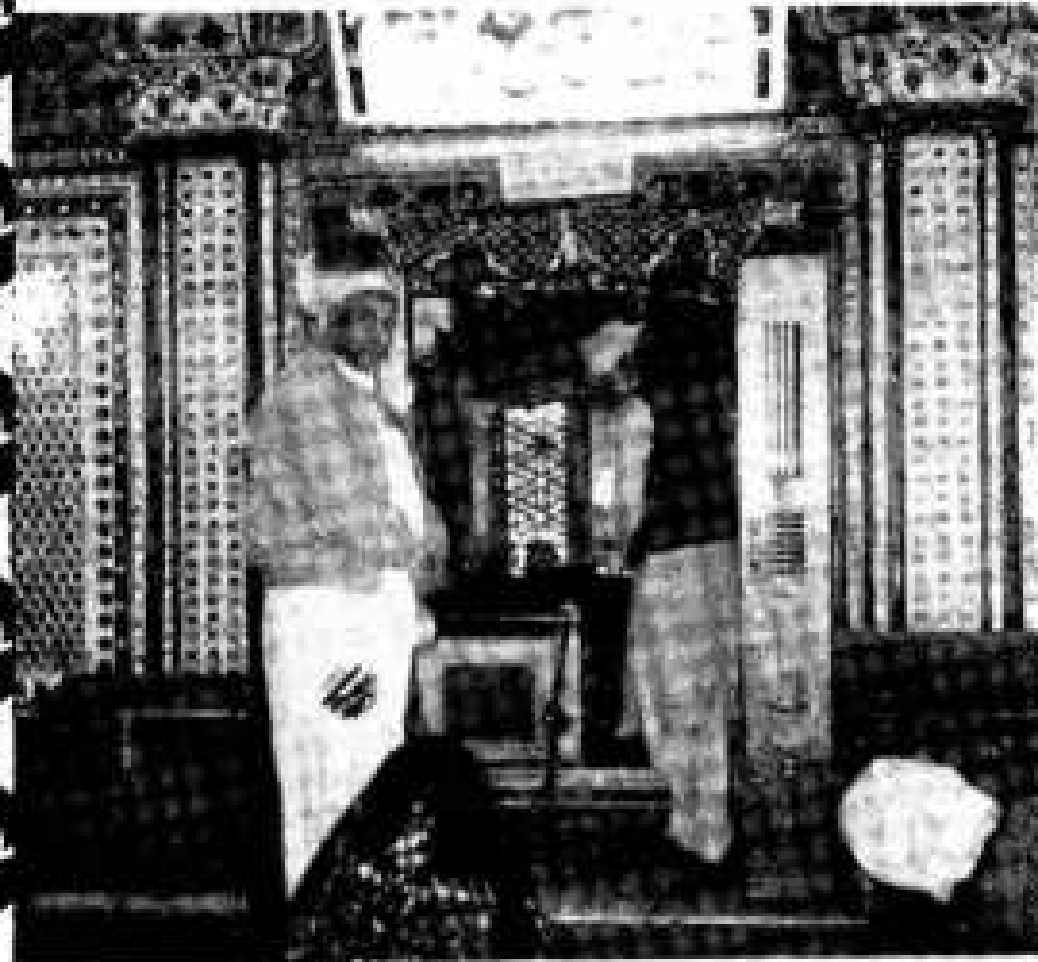
دہلی میں حضرت نظام الدین اولیاء کا مزار مبارک

حجرہ میں دفن کیا جائے۔ اس سے پہلے آپ "گنج العلم" کے مقام پر مدفون تھے۔ (یہ مقام اب بھی موجود ہے اور اس مقام پر سنگ مرمر کی ایک تختی لگی ہوئی ہے۔ جس پر درج ہے "اولین آرام گاہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ" یہ مقام ایک کمرہ میں واقع ہے۔ اور اس مقام پر دو اور قبور بھی ہیں۔ پہلی قبر بابا صاحب کے ایک فرزند حضرت شیخ شہاب الدین ؒ کی ہے جو گنج علم کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور دوسری قبر حضرت دیوان اللہ جوایا ؒ کی ہے) جس وقت حضرت شیوخ العالم ؒ کے تابوت مبارک کو اس پہلی آرام گاہ سے نکال کر حجرہ خاص کی طرف لے جا رہے تھے تو حضرت نظام الدین اولیاء ؒ نے بھی تابوت کا ایک پایہ اٹھایا ہوا تھا۔ کہ یکایک حضرت نظام الدین اولیاء ؒ غش کھا کر گر پڑے اور پایہ آپ ؒ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ لیکن اس کے باوجود وہ پایہ اونچا ہی رہا اور اس میں کوئی جھکاؤ نہ آیا کچھ دیر بعد پوچھا گیا کہ حضرت آپ ؒ کیوں بے ہوش ہوگئے تھے تو آپ ؒ نے جواب میں فرمایا کہ جب میں تابوت کا پایہ پکڑے ہوئے تھا۔ تو جناب رسالت مآب ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے وہ پایہ مجھ سے لے لیا اور فرمایا "کہ میں بھی اپنے دوست کے جنازہ میں شرکت کروں گا" جونہی یہ الفاظ میرے کانوں تک پہنچے تو میں غش کھا کر گر گیا۔ اور وہ جگہ جہاں نبی اکرم ﷺ کا قدم مبارک پڑا تھا۔ اس جگہ کو جنتی دروازہ کہا جانے لگا۔ جس شخص کا قدم اس جگہ پر پڑجائے جہاں پر نبی اکرم ﷺ نے قدم رکھا تو وہ شخص جنتی ہو جاتا ہے۔ اس واقع کے بعد صرف مشرقی دروازہ زائرین کے لئے کھلا رکھا گیا اور جنوبی دروازہ جسے "جنتی دروازہ" کہا جاتا ہے بند کردیا گیا۔ صرف عرس کے موقع پر اس باب جنت کو کھولا جاتا ہے۔ اور لوگ اس میں سے گزرتے ہیں۔ الحمدللہ اس بندہ ناچیز کو بھی یہ شرف حاصل ہوچکا ہے۔

اعلیٰ حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہ ؒ باقاعدگی سے ماہ محرم کے پہلے ہفتہ میں حضرت بابا صاحب ؒ کے عرس مبارک کی تقریبات میں شرکت فرماتے اور کئی

غیر مقلد علما متواتر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کرتے کہ آپ ایک عالم ہو کر اس بات کو درست مانتے ہیں کہ جو شخص بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس جنتی دروازہ سے گزر جائے وہ جنتی ہوتا ہے۔ جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت ہر سال ایک نیا استدلال پیش فرماتے۔

کتاب "مہر منیر" کے مطابق اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف کے عرس پر اکٹھے گئے۔ جب جنتی دروازہ کے کھلنے کا وقت قریب آیا تو باوا صاحب نے کہا پیر صاحب دیکھنا جب جنتی دروازہ کھلے گا تو حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر جو کلس ہے وہ گھوم جائے گا چنانچہ میں نے دیکھا تو واقعی کلس گھوم گیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ اس وقت حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم' اصحاب کبار اور مشائخ عظام تشریف لاتے ہیں اور یہ سلامی ہے۔

حضرت بابا فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کی قبر اقدس پر ایک خوشنما سبز رنگ کا ریشمی غلاف پڑا رہتا ہے اور زائرین اس پر چادروں اور پھولوں کے نذرانے پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے حضرت شیخ بدرالدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک ہے۔ جو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مسند نشین ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ دیوان کہلائے اور اس کے بعد آج تک ہر سجادہ نشین دیوان ہی کہلاتا ہے۔ حضرت شیخ بدرالدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔

کچھ دیر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور بیٹھے رہے طبیعت میں کچھ سکون آیا تو باہر نکلے روضہ مبارک سے باہر ساتھ ہی ایک چھوٹی سی قدیم مسجد ہے جسے مسجد اولیاء کہتے ہیں۔ اس مسجد کے بارے میں بے شمار روایات ہیں کہ یہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کی مسجد ہے۔ اور اس میں بے شمار اولیاء اللہ موجود رہے اور ایک قول کے مطابق

اس میں ہمیشہ کسی نہ کسی ولی کا موجود ہونا بتایا جاتا ہے واللہ اعلم اس مسجد میں نوافل ادا کئے اور ساتھ ہی ایک بڑے سے کمرہ میں داخل ہوئے جہاں پر کافی قبور مبارکہ ہیں اور اس کمرہ کے اوپر ایک بہت بڑا گنبد بھی ہے۔ جسے سلطان محمد تغلق نے تعمیر کروایا تھا۔ اس کمرہ میں سب سے اہم اور نمایاں قبر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت علاؤالدین موج دریا رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جو حضرت شیخ بدر الدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مسند نشین ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ دوم سجادہ نشین ہیں۔ حضرت علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی گوشہ نشینی میں بسر کی پاکپتن سے باہر قدم نہ رکھا اس قدر متقی اور پرہیز گار تھے کہ مشہور مسلم سیاح ابن بطوطہ سے مصافحہ کرنے کے بعد اپنے ہاتھ دھو ڈالے اور جب شیخ رکن الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے مصافحہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کپڑے غسل کرنے کے بعد بدل دیئے۔ اور جب شکایت کے طور پر یہ بات حضرت رکن الدین کو بتائی گئی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں کو شیخ علاؤ الدین کے مقام کا کیا علم ہے۔ انہوں نے جو کچھ کیا بہت اچھا کیا کیونکہ ہم سے دنیا کی بو آتی ہے اور حضرت علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ اس سے مبرا ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور نذرانہ سلام پیش کیا۔ اسی کمرہ میں ان سجادہ نشینوں کے مزارات مبارکہ ہیں جو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گدی پر بیٹھے رہے۔ ان میں ایک قبر حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے 25 سجادہ نشین حضرت دیوان سید محمد کی ہے۔ جن کو اعلیٰ حضرت پیر مرعلی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حد درجہ عقیدت تھی۔ ان کے ایک فرزند حضرت دیوان غلام قطب الدین 26 ویں سجادہ نشین ہوئے جن کا اگست 1986ء میں وصال ہوا۔ اور ان کے فرزند اس وقت 27 ویں سجادہ نشین ہیں جن کا اسم گرامی دیوان مودود مسعود ہے۔ ہم نے خواہش کی کہ موجودہ سجادہ نشین دیوان صاحب سے ملاقات ہو لیکن آپ پاکپتن میں تشریف فرما نہ تھے اس لئے اس خواہش کی تکمیل نہ ہو سکی۔ مذکورہ کمرے کے ایک طرف کونے میں حضرت بابا فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی کا

بھی مزار بنایا جاتا ہے۔ اس کمرے کی تمام زیارات سے فارغ ہونے کے بعد باہر حجرہ مبارک حضرت خواجہ علاؤ الدین صابر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف زیارت کے لئے نکلے۔ سلسلہ چشتیہ کی دو بڑی شاخیں صابریہ اور نظامیہ ہیں اور ان دونوں کا سلسلہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوتا ہے صابریہ سلسلہ کے بانی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور بھانجے مخدوم علاؤالدین صابر ہیں۔ جن کا مزار مبارک کلیر شریف (انڈیا) میں ہے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حجرہ مبارک بالکل اسی نقشہ پر بنا ہوا ہے جس طرح کلیر شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ اسی حجرہ مبارک کے ساتھ تقریباً" ہر وقت ہی قوالی ہوتی رہتی ہے۔ جمعرات' جمعہ تو ساری رات اور باقی دنوں میں بھی رات ایک بجے تک محفل سماع منعقد رہتی ہے۔ ہم بھی مختصر وقت کے لئے محفل سماع میں شامل ہوئے اور قوال اس وقت حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھ رہے تھے' دن کی بقیہ نمازیں ادا کیں۔ باہر بڑے صحن میں کچھ اور قبور مبارکہ بھی ہیں ان کی زیارات کا شرف حاصل کیا ان میں سے ایک قبر حضرت میاں علی محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جن کی زندگی شریعت اور معرفت کا پیکر تھی۔ اور علم و فضل کے اعتبار سے یگانہ وقت تھی۔ ان تمام زیارات کے بعد درگاہ شریف سے باہر کی زیارات کے لئے روانہ ہوئے سب سے پہلے حضرت بدر الدین اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے داماد اور خلیفہ تھے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نذرانہ سلام پیش کیا۔ حضرت بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت میں علم و فضل کی اس منزل پر فائز ہوئے کہ دہلی کے علماء کرام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی جواب نہ تھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن میں کچھ ایسے مسائل تھے جن کے حل کے لئے اور پیر کامل کی تلاش میں پاکپتن پہنچے اور حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی ہی ملاقات میں تمام علمی مسائل کو اس طرح حل کردیا کہ مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے اور پھر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علمی اور روحانی مقام سے متاثر ہو کر آپ

رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کرلی۔ اور بعد میں آپ کو داماد گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ہونے کا بھی اعزاز ملا پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ آخری دم تک بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ یہاں کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد "مقام گوڈری بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ" کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ایک چھوٹا سا مقام ہے اور جس کے بارے میں یہ روایت ہے کہ اس مقام پر بیٹھ کر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گوڈری مبارک سی تھی۔ یہاں سے کچھ آگے جاکر ایک مقام صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا جاتا ہے۔ جن کا سر مبارک ایک الگ قبر میں ہے اور جسم کا بقیہ حصہ ایک الگ طویل قبر میں ہے۔ کچھ دیر یہاں ٹھہرنے کے بعد دوبارہ بارگاہ فرید رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوئے تاکہ الوداعی سلام کرکے واپسی کی اجازت لی جائے۔

حضرت بابا صاحب نے 95 سال کی عمر میں 5 محرالحرام کو وصال فرمایا۔ ہر سال اسی تاریخ کو آپ کے عرس مبارک کی تقریبات ہوتی ہیں۔ اور جنتی دروازہ بھی کھولا جاتا ہے جس میں لاکھوں زائرین گزرتے ہیں۔

کتاب "ذکر حبیب" کے مطابق حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جب پاکپتن تشریف لائے تو ایک عورت کا لڑکا کھو گیا تھا۔ اس نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ میرا ایک ہی لڑکا تھا وہ بھی کھو گیا ہے۔ دعا کریں کہ وہ مل جائے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کیا دیکھا کہ وہ لڑکا اطراف گجرات میں گائیں چرا رہا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمت باطن سے اس کا بازو پکڑا اور گھر پہنچا دیا۔ اور اس عورت سے کہا کہ گھر جاؤ وہ گھر گئی تو لڑکا موجود تھا۔ وہ عورت پھر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ پانچ کنال زمین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور نذر کرتی ہوں فرمایا زمین ہمارے کس کام کی ہے۔ اور پھر تیری روزی کا ایک یہی ذریعہ ہے۔ خیر ہم اس شرط پر قبول کرتے ہیں کہ دونوں وقت ہمارے لنگر سے کھانا قبول کرو۔ وہ عورت اور اس کا لڑکا تمام عمر لنگر سے کھانا کھاتے رہے۔ ان دونوں کے مرنے کے بعد مدعیوں نے دعویٰ کیا کہ زمین ہماری ملکیت ہے اور فقیر نے جبر لے لیا ہے۔ طلبی ہوئی جس پر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم تو اس

جگہ سے نہ ہلیں گے مگر اس گردن شکستہ سے کہو کہ جواب دعویٰ خود زمین سے مانگ لے۔ اور پوچھے کہ وہ کس کی مملوکہ ہے۔ آخر حاکم کو موقع پر آنا پڑا۔ بابا صاحب ؒ نے ایک درویش کو بھیج دیا حاکم نے درویش سے کہا کہ زمین سے پوچھو اور جواب لو۔ درویش نے کہا کہ مدعی خود ہی پوچھ لیں۔ آخر حاکم نے درویش سے التجا کی کہ وہ خود دریافت کرے درویش نے کہا کہ اے زمین میں بابا صاحب ؒ کا بھیجا ہوا ہوں۔ خداوند تعالیٰ کے حکم سے بول اور مجھے بتا کہ تو کس کی ملکیت ہے۔ جواب آیا کہ میں بیچاری پانچ کنال زمین ہوں میری کیا ہستی ہے مشرق سے مغرب تک تمام زمین بابا صاحب ؒ کی ہے حاکم نے جب جواب سنا تو حیران ہوگیا اور ابھی اس زمین کی حد سے نہ گزرا تھا کہ گھوڑے سے گرا اور گردن ٹوٹ گئی (بابا صاحب ؒ نے اسے گردن شکستہ فرمایا تھا)۔

ایک مرتبہ حضرت بابا صاحب ؒ جانب دہلی روانہ ہوئے راستے میں دریا تھا۔ جب کنارے دریا پہنچے تو کشتی جو مسافروں کو لے جایا کرتی تھی روانہ ہوچکی تھی۔ آپ ؒ نے ملاح کو آواز دی لیکن وہ واپس نہ ہوا اور آپ ؒ نے ناچار اپنا کوزہ دریا میں ڈال دیا۔ دریا کا تمام پانی کوزہ میں سما گیا اور دریا خشک ہوگیا۔ ملاح روتے چلاتے حاضر ہوئے کہ اب تو ہماری روزی کا سلسلہ جاتا ہے۔ بابا صاحب ؒ نے فرمایا کہ تم اس کو سوار کرتے ہو جس کے پاس پیسے ہوتے ہیں اور جن غریبوں کے پاس پیسے نہیں ہوتے تم ان کو سوار نہیں کرتے۔ اب دریا خشک ہوگیا ہے جو آئے گا وہ گزر جائے گا۔ ملاحوں نے اور بھی زیادہ رونا اور چلانا شروع کردیا۔ اب جب بابا صاحب ؒ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو اپنا کوزہ اوندھا کردیا دریا پھر لبریز ہو کر بہنے لگا لہٰذا یہ قدرت الٰہی ہے کہ دریا کا پانی اب بھی اس جگہ سے بھنور کی صورت اختیار کرکے گزرتا ہے۔

اب چند ایک ملفوظات حضرت شیخ العالم بابا فریدالدین گنج شکر ؒ کے جو راحت القلوب سے اخذ کئے ہیں پیش خدمت ہیں۔

○ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر دو شخص ہوں تب بھی جماعت ہی سے نماز ادا کرنی چاہئے اگرچہ دو آدمیوں کی جماعت پر جماعت کا حکم نہیں لگتا مگر ثواب جماعت کا ہی ملتا ہے۔

○ ارشاد ہوا کہ کاش لوگوں کو علم کا درجہ معلوم ہوتا تو سب کاموں سے دست بردار ہو کر اس کی تحصیل میں لگ جاتے۔ علم ایک ابر ہے جو رحمت کے سوا کچھ نہیں برساتا اور جو اس ابر سے حصہ لیتا ہے گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔

○ فرمایا کہ عالم درحقیقت اسے کہتے ہیں جو علم نبوی ﷺ جانتا ہو۔ اور علم نبوی ﷺ کا تعلق آسمان سے ہے کیونکہ وہ ہمارے پروردگار نے رسالت مآب ﷺ پر بذریعہ وحی نازل کیا تھا۔

○ ایک موقع پر حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے اور پھر ارشاد فرمایا کہ اہل معرفت نے کہا ہے کہ جس نے دنیا کو چھوڑا وہ اس پر حاوی ہوگیا اور جس نے اسے اختیار کرلیا وہ مارا گیا۔

○ فرمایا جس قدر امیر لوگوں سے بچو گے اسی قدر خدا سے نزدیکی ہوتی جائے گی۔ کیونکہ محبت دنیا امیر لوگوں کے دلوں میں استوار ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی قربت سے نقصان پہنچے گا۔

○ ارشاد فرمایا کہ امیر' غریب' درویش' مسکین کوئی آئے اسے خالی پیٹ مت جانے دو کچھ نہ کچھ دے دو۔

○ مولانا سید بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ حضرت اسراف کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی کیا حد ہے؟ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جو کچھ بے سوچ سمجھے اور خلاف رضائے خدا خرچ ہو وہ کل اسراف ہے اور جو رضائے الٰہی کے موافق ہو وہ اسراف نہیں۔

دعا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات عالیہ پر

صدق دل سے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بحق سید المرسلین ﷺ

آپ کے مزار مبارک کی رنگین تصاویر حصہ تصاویر میں ملاحظہ فرمائیں۔

نور پور شاہاں میں

حضرت شاہ عبداللطیف رحمتہ اللہ علیہ

المعروف

حضرت امام بری

حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے عہد کے عظیم اور مشہور اولیاء میں ہوتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا آپ کی عظمت اور بزرگی کا چرچا زبان عام ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔

ابتداء سے ہی آپ کو مذہب کی طرف رغبت تھی صبح سویرے اپنے مویشیوں کو لے کر گاؤں سے باہر نکل جاتے اور تنہائی میں بیٹھ کر یاد الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن بھی عام بچوں سے مختلف تھا کبھی جھوٹ نہ بولتے کسی کو گالی نہ دیتے اسی وجہ سے آپ چھوٹی ہی عمر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ایک نیک بندے بن گئے۔ زبان میں اس قدر تاثیر پیدا ہوگئی تھی کہ آپ جو بات بھی منہ سے نکالتے وہ فوراً پوری ہو جاتی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کا ایک واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن آپ اپنی بھینسوں کو لے کر پہاڑ کے دامن میں چرانے گئے اور اپنے معمول کے مطابق انہیں چھوڑ کر عبادت الٰہی میں مصروف ہوگئے۔ بھینسیں قریبی کھیت میں چلی گئیں اور کھڑی فصل کو تباہ کردیا آپ رحمۃ اللہ علیہ یاد الٰہی میں اس قدر مستغرق تھے کہ آپ کو خبر نہ ہوئی کھیت کا مالک یہ سارا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اسے اپنے نقصان پر بہت غصہ آیا اور فوراً بھاگ کر گاؤں روانہ ہوگیا تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی شکایت کرے۔ کھیت کے مالک کی شکایت سننے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم اٹھے اور اپنے بیٹے کی غفلت پر اس کی سرزنش کے لئے پہاڑ کے دامن میں جب پہنچے تو دیکھا کہ شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ ایک درخت کے نیچے آرام کر رہے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ٹھوکر لگائی آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے فرمایا کہ بیٹے تمہاری غفلت اور لاپرواہی سے اس کاشتکار کی فصل بھینسیں کھاگئی ہیں اور تمہیں پتہ نہیں جس پر حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابا جان اس کے کھیت میں کوئی نقصان نہیں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود دیکھ لیں

حضرت شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ اس کاشتکار کو لے کر کھیت میں جا پہنچے اور یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ اس کے کھیت میں تو پوری فصل کھڑی ہے اور اس میں ذرا بھی نقصان نہیں ہوا۔

کتاب "تذکرۂ اولیائے پاکستان" کے مطابق آپ کو ظاہری علم کی تکمیل کے لئے کیمبل پور بھیجا گیا جو اس زمانے میں دینی تعلیم کا ایک اہم اور مشہور مرکز تھا۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر' حدیث' فقہ اور منطق کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے بزرگان دین کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بلاد اسلامیہ کی طرف سفر اختیار کیا پھر وہاں سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد واپس تشریف لائے تو ایک مقام چور پور میں جو آپ کی آمد کے بعد نور پور شاہاں کے نام سے مشہور ہوا قیام پذیر ہو گئے۔

لقب بری امام

نور پور شاہاں کے ایک غار میں آپ چلہ کشی کے لئے داخل ہوئے اور عرصہ تک باہر نہ آئے آخر ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد تشریف لائے اور غار کے دھانے پر کھڑے ہو کر آپ کو آواز دی کہ اے عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ غار سے باہر آجاؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے مرید و مرشد آپس میں بغل گیر ہوئے۔ جس پر آپ کے پیر طریقت حضرت سخی حیات المیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عبداللطیف اب تم ظاہری و باطنی رموز و اسرار سے واقف ہو چکے ہو اور آج سے تم "امام بر" ہو جس کے بعد حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دینی تعلیم کے لئے مدرسے قائم کئے آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بھی درس قرآن مجید دیتے اور وعظ بھی کیا کرتے آپ کی روحانیت کی شہرت سن کر لوگ دور دراز سے آکر آپ کے درس میں شامل ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیض سے

سیراب ہو کر واپس لوٹتے آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن پاک اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو سمجھنے کے لئے علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی کا حصول بھی بہت ضروری ہے۔

حضرت شاہ عبداللطیف رحمتہ اللہ علیہ نے طویل چلہ کشی بھی کی ایک روایت کے مطابق آپ رحمتہ اللہ علیہ بارہ سال تک ایک ندی کے پانی میں اس قدر ذکر الٰہی میں مشغول و محو رہے کہ مچھلیاں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے جسم کا گوشت کھا گئیں نقاہت کی وجہ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک دن بے ہوش ہو کر گر پڑے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد تشریف لائے اور آپ کو چلہ سے باہر آنے کا حکم دیا چونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ چلنے پھرنے سے قاصر تھے اس لئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید نے آپ کو پانی سے باہر نکالا اور اپنے گھر لے گیا کہتے ہیں کہ اس مرید کے پاس 70 بھینسیں تھیں وہ روزانہ ایک بھینس کا دودھ حضرت شاہ عبداللطیف رحمتہ اللہ علیہ کو پلاتا اور قدرت خدا کہ وہ بھینس جس کا دودھ آپ کو پلاتا وہ بیمار ہو کر مرجاتی اور اسی طرح ایک ایک کرکے 70 بھینسیں مرگئیں۔ مگر اس مرید باصفا نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے اس کا ذکر تک نہ کیا جب اگلے دن حضرت شاہ عبداللطیف رحمتہ اللہ علیہ کو دودھ نہ ملا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا جس پر اس مرید نے بھینسوں کے مرنے کا سارا ماجرا بیان کر دیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اب کوئی بھینس باقی ہے جس پر مرید نے جواب دیا کہ حضرت اب بھینس تو کوئی نہیں البتہ ایک بھینسا موجود ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ بھینسا کا دودھ لے لو قدرت خداوند تعالیٰ کہ وہ بھینسا بھینس میں تبدیل ہو گیا اور اس نے دودھ دے دیا مگر وہ بھی بیمار ہوا اور مرگیا۔ اب مرید نے آپ کو صورت حال عرض کی جس پر حضرت شاہ عبداللطیف رحمتہ اللہ علیہ مسکرائے اور مرید کو ہدایت کی کہ جس ندی میں میں نے چلہ کشی کی ہے اس کے کنارے پہنچ کر ندی کی طرف پشت کرکے اپنی بھینسوں کو نام سے پکارو مگر پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا مرید آپ کے حکم کے مطابق ندی کے کنارے پہنچا اور اپنی بھینسوں کا نام لے کر پکارنا شروع کر دیا وہ جس بھینس کا نام لیتا وہ ندی سے نکل کر

اس کے پاس آجاتی اس طرح ساری کی ساری بھینسیں نکل آئیں تو اس نے بھینسے کا نام لے کر پکارا بھینسا نکل رہا تھا کہ مرید نے پلٹ کر دیکھا جونہی اس کی نگاہ بھینسے پر پڑی وہ پتھر بن گیا۔ یہ پتھر کا بھینسا ایک زمانہ تک اس ندی میں موجود تھا اور بے شمار لوگوں نے اس پتھر کو دیکھا۔

شادی

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ضلع ہزارہ کے ایک معزز گھرانے میں شادی کی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو ایک لڑکی عطا کی جو کچھ ہی عرصہ کے بعد رضائے الٰہی سے وفات پا گئیں اس واقع کے کچھ وقت بعد آپ کی اہلیہ محترمہ بھی اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا ایک باب بطور سالک جبکہ دوسرا باب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجذوب کے طور پر گزارا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کی حقیقی خدمت کر کے خدا کی رضا حاصل کی۔

وصال

حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ نے 1117 ھ میں وفات پائی آپ کو نور پور شاہاں میں سپردخاک کیا گیا اور آج بھی صاحب بصیرت لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر روحانی فیض اور تسکین حاصل کرتے ہیں۔

ایہ تن میرا چشماں ہووے مرشد ویکھ نہ رجاں ھو
لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں ہک کھولاں ہک کجاں ھو

سلطان العارفین

حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں حاضری

کافی عرصہ پہلے حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تھا۔ لیکن اس حاضری کو تقریباً" 20 سال سے زاید کا عرصہ بیت چکا ہے اس دوران کئی بار پروگرام بنے' ٹوٹے' انسان اس دنیا کے مشاغل میں اس قدر پھنس کر رہ گیا ہے کہ اس کی حدود سے باہر آنا دن بدن انتہائی مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ بالآخر ایک دن ہمت کر کے کچھ وقت نکالا اور اپنے دو احباب کی معیت میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا پروگرام بنا۔ سفر چونکہ بذریعہ کار براستہ موٹر وے کرنا تھا اس لئے پروگرام میں یہ بھی شامل کیا کہ جاتے ہوئے فیصل آباد شہر سے گزریں گے تاکہ وہاں پر بھی موجود چیدہ چیدہ اولیاء کرام کے آستانوں پر حاضری دی جائے۔

الحمدللہ یہ روحانی سفر بعد از نماز فجر براستہ موٹر وے شروع ہوا۔ راولپنڈی۔ پنڈی بھٹیاں اور پھر فیصل آباد شہر پہنچ گئے۔ شہر میں سب سے پہلے جہاں حاضری کا شرف حاصل ہوا وہ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت ہیں۔

محدث اعظم حضرت مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ

فیصل آباد کو پاکستان کا ایک بڑا صنعتی شہر ہونے کے علاوہ زرعی لحاظ سے بھی ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس کا پرانا نام لائل پور جس کو شاہ فیصل کے نام پر تبدیل کر کے فیصل آباد رکھا گیا۔ اسی شہر کے ایک حصہ میں محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار واقع ہے۔

یہ وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جنہوں نے اس شہر میں قیام کر کے اس شہر کی شناخت بدل کر رکھ دی۔ اور صرف چند ہی برسوں میں یہ شہر درد دل رکھنے والے باعمل مسلمانوں کا خطہ بن گیا۔ آپ کے قیام کردہ دینی مدرسے سے فارغ التحصیل طلباء قرآنی

تعلیمات کے فروغ میں مصروف ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں سے فیض حاصل کیا۔ حدیث نبوی ﷺ کی تعلیم و تدریس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جو کمال حاصل تھا اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ عرصہ دراز تک آپ رحمۃ اللہ علیہ خود دورہ حدیث کی تمام کتابیں طلباء کو پڑھاتے رہے۔ اور ایک تعداد کثیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکتب سے مستفیض ہو کر نکلی اور حلقہ علماء میں اپنا ایک مقام حاصل کیا۔

صبح 10 بجے کے قریب آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے' فاتحہ پڑھی کچھ دیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور بیٹھے رہے' پھر مسجد میں حاضری دی نہایت وسیع اور عظیم مسجد ہے۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد دسوعہ / سمندری روڈ پر نہر کے کنارے واقع کیمپ دارالاحسان روانہ ہوئے۔

حضرت صوفی برکت علی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صوفی برکت علی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1911ء میں لدھیانہ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قیام پاکستان کے بعد 27 اگست 1947ء کو پاکستان تشریف لے آئے۔ یہاں سب سے پہلے حافظ آباد کے ایک قصبہ میں تقریباً" ایک سال رہے بعد ازاں اس موجودہ مقام (کیمپ دارالاحسان دسوعہ / سمندری روڈ) پر منتقل ہو گئے اور پھر اس مقام کو اپنی دینی' تبلیغی اور رفاہی کاموں کا ایک ایسا مرکز بنایا جو بہت جلد دنیائے اسلام میں دارالاحسان کے نام سے مشہور ہو گیا۔ یہاں پر آپ نے قرآن محل' لائبریری اور لنگر خانہ کی تعمیر کروائی' اپنے لئے نہر کے کنارے دو کلیاں بنوائیں اور پھر تقریباً" سارا دن انہی میں گزارتے۔ تقویم دارالاحسان 1420ھ کے مطابق آپ کی تالیف و تصانیف کی تعداد تقریباً" 300 ہے۔ جن میں سے 11 کے قریب کتب کو عالمی شہرت حاصل ہوئی۔ جن میں ترتیب شریف (6 جلد) اسماء النبی ﷺ (5 جلد) مکشوفات منازل احسان (5 جلد) مقالات حکمت (30 جلد) سر فہرست ہیں۔ ہر کتاب بہترین کاغذ اور

عمدہ طباعت سے مزین ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان مطبوعات کی طلب میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے چنانچہ اس طلب کو کسی حد تک پورا کرنے کی غرض سے اور حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام کو عام کرنے کے لئے دربار عالیہ کیمپ دارالاحسان سے ایک سلسلہ اشاعت بنام "انوار برکت" شروع کیا گیا ہے۔ جس میں صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبتاً" زیادہ معروف کتب کو ترتیب وار تھوڑا تھوڑا شائع کیا جا رہا ہے۔

حضرت صوفی برکت علی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 16 رمضان المبارک 1417ھ ظہر کے وقت ہوا اور آپ کو ہزاروں عاشقان رسول ﷺ کی موجودگی میں آپ کی وصیت کے مطابق لب نہر صابری کلی میں دفن کیا گیا جہاں پہ اب عقیدت مندوں کی حاضری کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک نہایت خوبصورت انداز میں بنا ہوا ہے اور سب سے بڑھ کر صفائی کا انتہائی بہترین انتظام نظر آتا ہے۔ ساتھ ہی قرآن محل ہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں قرآن پاک کے نسخے رکھے ہوئے ہیں جن میں ایک جدید دوٹن وزنی قرآن پاک کا قلمی نسخہ بھی موجود ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی قرآن کریم محل کے لئے ادارہ دارالاحسان کی ایک فرمائش بھی ہے کہ آپ اپنے کسی قرآن کریم کو جو پڑھے جانے کے قابل نہ رہا ہو اس کو نہ پانی میں بہائیں' نہ آگ میں جلائیں نہ زمین میں دفنائیں اور نہ ہی کسی اور طرح تلف کریں بلکہ انہیں اس کیمپ دارالاحسان میں کسی طرح بھجوا دیں کیونکہ یہاں قرآن کریم کے ایسے نسخوں کو پورے اعزاز و اکرام سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن محل' کے تمام منتظمین کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

ہم بھی کچھ دیر یہاں ٹھہرے مزار پہ فاتحہ پڑھی پھر لائبریری میں آپ کی تصانیف دیکھیں قرآن محل دیکھا اور پھر اگلی منزل ماموں کانجن روانہ ہوئے۔

ماموں کانجن

ماموں کانجن ایک مقام کا نام ہے اور اس مقام پر کافی عرصہ پہلے ایک بزرگ ولی اللہ حضرت ماموں کانجن کے نام سے ہو گزرے ہیں جن کی وجہ سے اس علاقے کو ماموں کانجن کہتے ہیں۔ اس بزرگ ہستی کے حضور حاضر ہوئے فاتحہ پڑھی مزار مبارک کی موجودہ حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انتہائی قدیم مزار ہے۔ ایک عمر رسیدہ شخص سے اس مقام پر ملاقات ہوئی لیکن وہ بھی ہمیں یہ بتا نہ سکا کہ یہ بزرگ کس دور میں ہو گزرے ہیں۔ یہاں سے فارغ ہوئے تو شور کوٹ کی جانب روانہ ہوئے۔ شورکوٹ میں حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کریمین کی خدمت میں حاضری دیتے ہوئے گڑھ مہاراجہ روانہ ہوئے تاکہ حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دیں۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا شمار پاکستان کے جلیل القدر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ بچپن ہی سے آپ کی پیشانی مبارک سے انوار ولایت کے نشان نظر آتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات عالیہ پر انوار الہی کی تجلیات اس طرح نازل ہونے لگیں کہ سینکڑوں آدمیوں کو ایک ہی نگاہ میں واصل باللہ کر دیتے تھے اور خود بھی ان تجلیات کے جلال و جمال میں مستغرق رہتے تھے اور اس حالت میں کئی کئی ہفتے گزر جاتے تھے لیکن جیسے ہی حالت استغراق سے رجوع فرماتے تمام قضاء نمازیں ادا فرمایا کرتے۔

حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم صوفی اور صاحب کرامت بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اردو' فارسی اور پنجابی
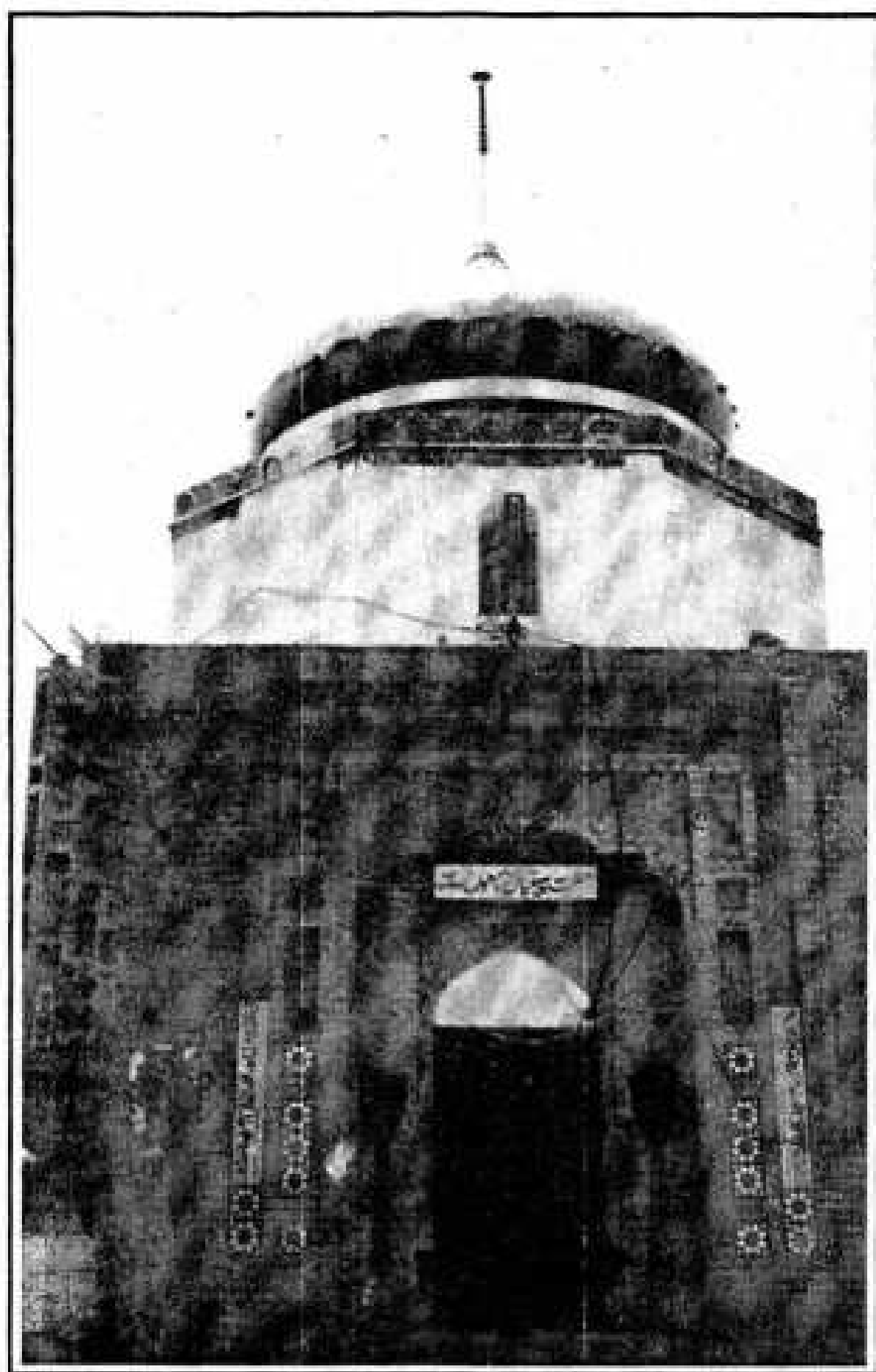
زبانوں میں شاعری کی ہے اور ابیات کا ایک عظیم ذخیرہ آپ کی یادگار ہے۔ موضوع تصوف پر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں اور جو کچھ بھی لکھا باطنی توفیق اور تائید ربانی سے لکھا' ایک مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بے شک اس قحط الرجال کے دور میں یہ کتابیں مرشد کامل کا بھی کام دیتی ہیں۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے یکم جمادی الثانی 1102 ھ میں نبی اکرم ﷺ کی سنت میں 63 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسد مبارک کو شور کوٹ میں ہی دریائے چناب کے کنارے قلعہ میں دفن کیا گیا لیکن دریائی طغیانی کا خطرہ لاحق ہونے کی وجہ سے آپ کو دوسرے مقام پر دفن کیا گیا اور ایک بار پھر ماہ محرم 1326ھ میں آپ کو اس مقام سے منتقل کرکے اس جگہ دفن کیا گیا جہاں پر اب آپ کا مزار مبارک موجود ہے۔ چونکہ آپ کو ماہ محرم میں منتقل کیا گیا تھا اس لئے اب ماہ محرم میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ شورکوٹ اور پھر گڑھ مہاراجہ سے ہوتے ہوئے مغرب کے وقت اس مقام پر پہنچے نماز ادا کی اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضری کے لئے پیش ہوئے۔ فاتحہ پڑھی' نماز عشاء کے بعد لنگر کھایا اور پھر سجادہ نشین صاحب سے ملاقات کا قصد کیا لیکن ایسا ممکن نہ ہوسکا منتظمین نے بتایا کہ اس وقت ملاقات ممکن نہیں صبح تشریف لایئے چونکہ ہماری صبح فجر کے بعد واپسی کی تیاری تھی اس لئے یہ ملاقات ممکن نہ ہو سکی۔ تھوڑا آرام کیا اور نماز فجر کے بعد حضرت سلطان العارفین کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے بعد باہر نکلے اور واپسی کی تیاری شروع کردی۔

مخدوم تاج الدین اٹھارہ ہزاری

تریموں ہیڈ سے پہلے ایک مقام اٹھارہ ہزاری ہے۔ یہاں پر حضرت مخدوم تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے یہ بزرگ اٹھارہ ہزاری کے نام سے مشہور ہوئے ہم
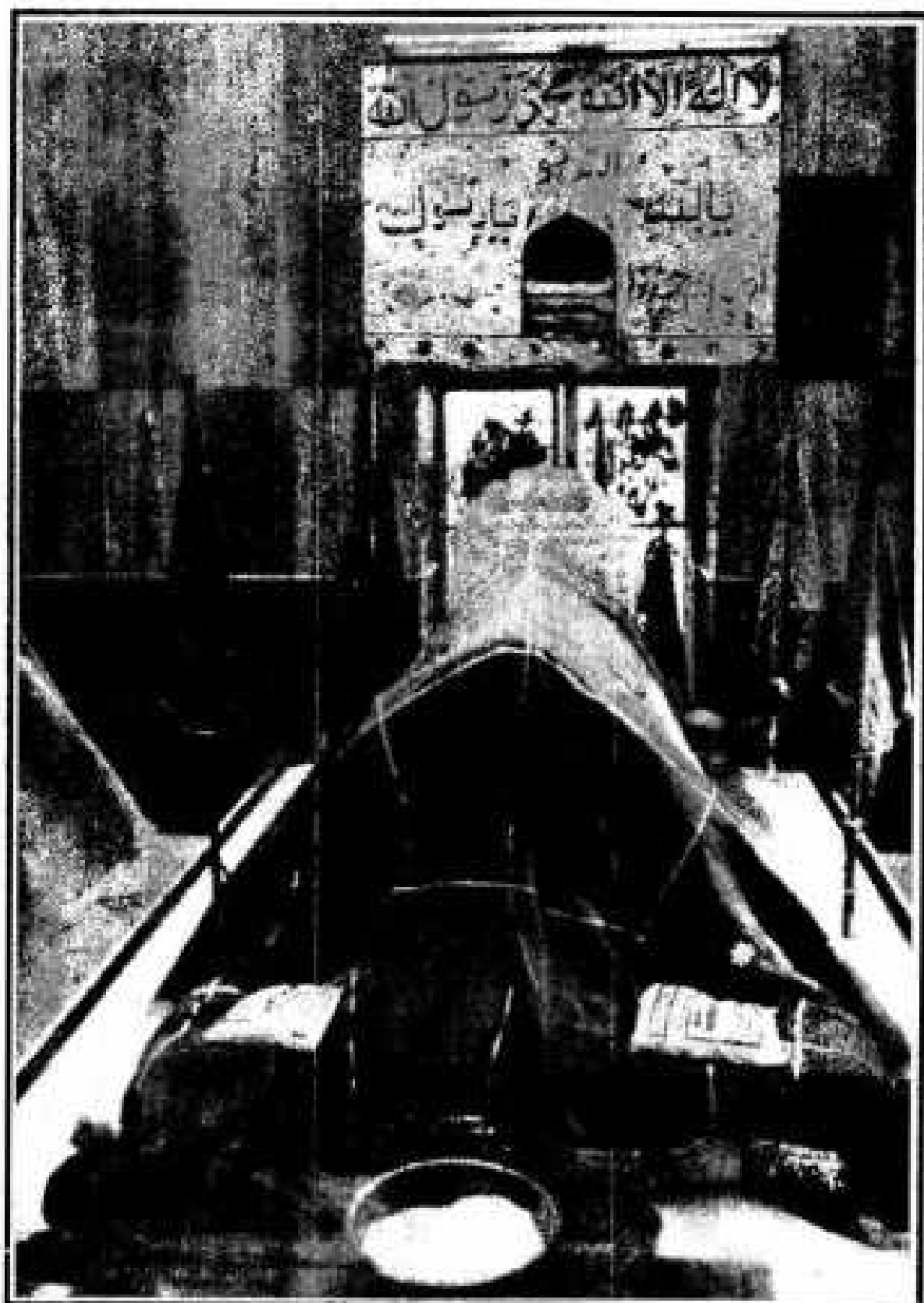
مخدوم تاج الدین هرواری کا مزار مبارک

بھی اس مقام پر حاضر ہوئے اور ان بزرگوں کے متعلق صرف اتنی ہی معلومات حاصل ہو سکیں کہ آپ افغانستان کے علاقہ غزنی کے رہنے والے تھے اور آپ نے دریا کے کنارے ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر 18 ہزار نفل ادا کئے جس کی وجہ سے آپ اٹھارہ ہزاری کے لقب سے مشہور ہوئے اور یہ علاقہ بھی 18 ہزاری کے نام سے مشہور ہو گیا (واللہ اعلم) یہاں فاتحہ پڑھنے کے بعد سوئے جھنگ روانہ ہوئے۔

جھنگ شہر میں ہیر رانجھا

ہیر رانجھے کا نام آتے ہی نہ جانے ہمارے ذہنوں میں طرح طرح کے قصے' کہانیاں اور عجیب و غریب خیالات آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن اکثریت کے مطابق یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہو گزرے ہیں اور صدیوں پہلے اس محبت بھری داستان کا مدفن آج بھی جھنگ میں مائی ہیر کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مزار ایک بلند ٹیلہ پر ہے اور حجرہ کے باہر بے شمار اور بھی قبور ہیں۔ کافی سیڑھیاں چڑھ کر ایک چار دیواری میں مزار ہے اور اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے "دربار عاشق صادق میاں مراد بخش عرف میاں رانجھا - مائی عزت بی بی المعروف مائی ہیر۔

جب قبولہ شہر کے راجہ نے فرار ہونے والے ہیر رانجھا کو پناہ دی تو ان سے بطور میاں بیوی کے ثبوت مانگے۔ جواب میں ہیر نے کہا کہ ہمارے نکاح کا گواہ خدا ہے۔ راجہ نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور دونوں کو کھیڑوں کے حوالے کرنے لگا۔ رانجھے نے بددعا کی جس کے نتیجہ میں قبولہ شہر میں آگ لگ گئی۔ جب ہیر اور رانجھا یہاں سے فرار ہوئے تو ایک مقام ایسا بھی آیا کہ جب ان کے پیچھے کھیڑے تھے اور سامنے دریائے چناب۔ مجبوری اور بے کسی کے عالم میں دونوں نے موجودہ قبر کے مقام پر خدا سے دعا کی کہ انہیں زندہ زمین میں پناہ دی جائے۔ دعا قبول ہوئی' زمین پھٹی اور ہیر اپنے رانجھے سمیت اس میں سما گئی اور ان کے زمین میں اترتے ہی زمین
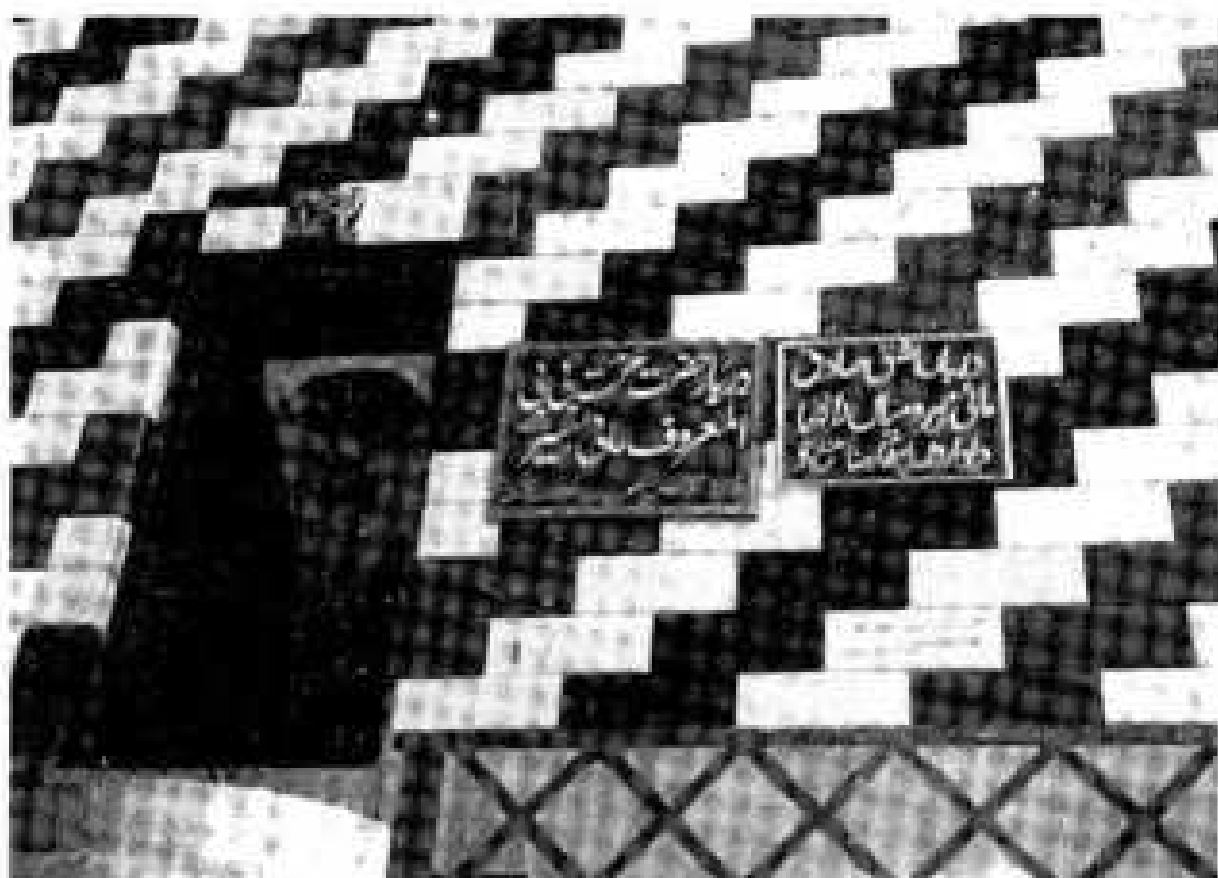
جھنگ میں ہیر رانجھے کا مقبرہ

کی سطح برابر ہوگئی۔

ہیر رانجھا کے مزار پر چھت کا حصہ ننگا ہے معلوم کرنے پر ایک صاحب نے بتایا کہ ماضی بعید میں اس پر جب بھی چھت ڈالا جاتا تھا تو گر جاتا تھا۔ بہلول بادشاہ نے اس مزار کو تعمیر کروایا تو معمول کے مطابق اس پر چھت بھی ڈلوائی گئی لیکن چھت اگلے ہی دن گر گئی۔ اسے دوبارہ بنایا گیا لیکن پھر ایسا ہی ہوا تیسری بار جب اسے بنانے کا ارادہ کیا تو بادشاہ کو خواب میں ہیر رانجھا کی بشارت ہوئی کہ یہ ہمارے آنے جانے کا راستہ ہے اسے کھلا رہنے دو۔ اس پر بادشاہ نے تعمیر رکوا دی۔ بہلول کے بعد کئی اور بادشاہوں نے بھی چھت بنوانے کی کوشش کی لیکن یا تو ناکام رہے یا پھر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں مزار پر شیشے کی بھی چھت ڈالی گئی لیکن اس کا بھی وہی حال ہوا۔ اسی طرح ایک انگریز نے بھی ضد میں آکر اس پر چھت ڈلوائی لیکن جب وہ دیکھنے کے لئے اوپر گیا تو اچانک چھت بیٹھ گئی اور وہ بھی اس میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس واقعہ کے بعد آج تک کسی نے مزار کی چھت بنوانے کا خطرہ مول نہ لیا۔ حضرت وارث شاہ ؒ نے ہیر رانجھے کی داستان لکھ کر بہت شہرت پائی اور اب بھی لوگ ہیر وارث شاہ کو بڑی چاہت سے سنتے ہیں۔

یہاں کچھ دیر ٹھہرے اور پھر واپس سوئے راولپنڈی چل پڑے۔

کلیام شریف میں

حضرت بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ

راولپنڈی سے تقریباً 22 کلومیٹر دور موضع کلیام میں حضرت بابا فضل الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ آپ بڑے پائے کے درویش بزرگ ہو گزرے ہیں حضرت بابا صاحب کا سلسلہ چشتیہ صابریہ تھا آپ کے پیر طریقت حضرت حافظ محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کا مزار مبارک بھی کلیام شریف میں ہی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ عمر بھر لذات دنیا سے کنارہ کش رہے گرمیوں میں تیز دھوپ میں پتھر کی ایک سل پر پڑے رہتے اور سردیوں کی شدید ٹھنڈی راتوں میں اپنے اوپر پانی ڈلواتے اور عشق الٰہی کے سوز میں ہائے ہائے کرتے رہتے۔ ایک رات کمرے میں سو رہے تھے پاس ہی چارپائی پر ستار رکھی تھی ایک چوہا جو اوپر سے گزرا تو تاروں سے ایک جھنکار نکلی تڑپ کر چارپائی سے دور جا گرے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر سماع کا شوق بہت زیادہ غالب تھا۔

حالت جذب کی وجہ سے ظاہری طور پر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نماز چھوٹ گئی تھی اس بناء پر ایک مرتبہ مقامی علماء نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ہم آپ کا جنازہ نہیں پڑھیں گے جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ میرا جنازہ پابند علم و شریعت کا اتنا بڑا شیر آکر پڑھائے گا کہ تم کو مجبوراً شامل ہونا پڑے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو تاجدار گولڑہ حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور پھر جنازے میں اس قدر رش اور خلق خدا تھی کہ حضرت اعلیٰ کو گھوڑے پر سوار ہو کر صفیں درست کروانی پڑیں اور یوں آپ کی پیشین گوئی بھی پوری ہو گئی کہ میرا جنازہ پابند شریعت کا وہ عظیم شخص پڑھائے گا کہ تم کو خود مجبوراً شامل ہونا پڑے گا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کی موت پر کوئی نہ روئے بلکہ گاؤں کی عورتیں خوشی کے گیت گائیں اور جب حضرت بابا صاحب کو قبر میں رکھا گیا تو آپ کی وصیت کے مطابق قوال سارنگی

بجاتا رہا۔ جس پر حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب کو بھی خوب وجد ہوا۔

کتاب مہر منیر کے مطابق حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر اکٹھے گئے جب جنتی دروازہ کھلنے کا وقت آیا تو بابا صاحب نے فرمایا پیر صاحب دیکھنا جب دروازہ کھلے گا تو حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر جو کلس ہے وہ گھوم جائے گا۔ چنانچہ میں نے دیکھا تو واقعی کلس گھوم گیا۔ بعد میں ایک موقع پر حضرت اعلیٰ نے کلس گھوم جانے کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کبار اور مشائخ عظام تشریف لاتے ہیں اور یہ سلامی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ ریل گاڑی کسی سفر سے واپس آرہے تھے سخت سردی کا موسم تھا صبح کے وقت جب کلیام شریف آیا تو فرمایا کہ اس طرف کی کھڑکیاں کھول دو کیونکہ بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے عشق الٰہی کی ہوائیں چلتی ہیں۔

حضرت بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے ساتھ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ موجود ہے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کافی عرصہ چلہ کش رہے۔

حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت انس اور محبت تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے چند اشعار بھی ارشاد فرمائے جو اس وقت آپ کی چلہ گاہ کے قریب ایک سنگ مرمر کی تختی پر لکھے ہوئے ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

کدی بڑیاں تے جلوہ فروز ہویا
کدی چھپری وچ محو رموز ہویا
کدی عرشاں تے جا کے بیندا اے
کدی دھرتی تے آکے رہیندا اے
سن مہر دی رب فریاد فضل
برباد ہاں کر آباد فضل

مزار مبارک حضرت پیر فضل الدین کلیامیؒ

چلہ گاہ بابا فضل الدین کلیامی ؒ

سبحان اللہ ما اجملک
ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

"تاجدارِ گولڑہ"

حضرت قبلہ پیر

سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ ؒ کا نام نامی زبان پر آتے ہی آپ کی مشہور زمانہ نعت کا ایک شعر

سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

دل و دماغ کو روحانی تسکین بخشتا ہے۔ آپ کی اس نعت مبارکہ کو جو عروج اور لافانی شہرت حاصل ہوئی سب اس سے واقف ہیں۔

آپ ؒ کے اجداد اپنے آبائی وطن ساڈھورہ شریف (ہندوستان) سے نقل مکانی کر کے گولڑہ شریف میں آکر آباد ہوئے اور اپنی روحانیت کے باعث خاص و عام میں مقبول ہوگئے۔

حضرت قبلہ عالم کی ولادت باسعادت 14 اپریل 1859ء کو ہوئی ابھی آپ عربی کا ابتدائی قاعدہ ہی پڑھتے تھے کہ ایک روز گرمی کے موسم میں حضرت پیر سید فضل دین المعروف بڑے پیر صاحب نماز ظہر کے لئے باہر تشریف لائے تو آپ ؒ کو جھاڑیوں میں قاعدہ لئے سوتے دیکھا شدید گرمی تھی آپ ؒ نے اسی وقت خادم کو بلا بھیجا تاکہ آپ کو گھر بھجوایا جائے اور جب تک خادم نہ آیا آپ ؒ خود سایہ کئے کھڑے رہے اور فرمایا یہ ابھی معصوم ہے اسے معلوم نہیں کہ یہ ایک روز کیا ہونے والا ہے۔

ابتداء سے ہی حافظہ کی یہ حالت تھی کہ قرآن مجید کا روزانہ سبق آپ یاد کر کے سنایا کرتے اور جب آپ ؒ نے قرآن مجید ختم کیا تو اس وقت آپ کو سارا قرآن پاک حفظ ہوچکا تھا۔

آپ موضع بھوئی کے درس میں تقریباً 2 سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد موضع انگہ کے درس میں شامل ہوگئے اور اس درس میں قیام کے دوران آپ کو جو خرچ گھر سے آتا آپ اسے نادار اور غریب طلباء میں تقسیم کردیا کرتے اور خود عموماً روزہ یا فاقہ سے رہتے۔ آپ ؒ کے اس جود و سخا اور ریاضت و مجاہدہ کو دیکھ کر

مزار مبارک حضرت پیر سید فضل دین المعروف بڑے پیر صاحبؒ

وہاں کے لوگ اور طلباء آپ ﷫ کے عقیدت مند ہو گئے۔ انگہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لئے آپ ہندوستان تشریف لے گئے اور علی گڑھ کے مدرسہ میں تحصیل علم کرتے رہے۔ یہاں پر اپنی قابلیت کے باعث ایک خاص اور اہم مقام حاصل کیا اور اہم سندات حاصل کرنے کے بعد فارغ ہو کر وطن واپس تشریف لے آئے تو سنت نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے شادی کی سنت سے سرفراز ہوئے۔ اس کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہو گیا اور ایک عالم آپ ﷫ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتا رہا۔

اگرچہ قیام انگہ کے دوران آپ کو کئی مرتبہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی ﷫ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا موقع ملا لیکن ابھی تک شرف بیعت حاصل نہ ہوا تھا لیکن جب ہندوستان سے ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد واپس تشریف لائے تو پھر سیال شریف حاضر ہو کر حضرت خواجہ شمس الدی سیالوی ﷫ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اس سے پہلے آپ سلسلہ قادریہ میں حضرت پیر فضل دین شاہ ﷫ المعروف بڑے پیر صاحب سے بیعت تھے۔

حضرت قبلہ عالم کو اپنے پیر و مرشد سے بے حد عقیدت اور کمال درجہ محبت تھی اور حضرت سیالوی ﷫ کی حیات مبارکہ میں وقتاً" فوقتاً" سیال شریف حاضری رہتی۔ بلکہ ایک خاص موقع پر آپ ﷫ نے سیال شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

ہرچہ بادا باد آنجائی رویم
مسکن شاہ است آنجائی رویم

حضرت اعلیٰ کی بے شمار تصانیف ہیں جن میں سے درج ذیل انتہائی مقبول و مشہور ہوئیں۔

سیف چشتیائی - اعلا کلمتہ اللہ - الفتوحات الصمدیہ شمس الہدیہ - مکتوبات طیبات اور

ذیل میں صرف دو ملفوظات مبارکہ برکت کے لئے ذکر کرتے ہیں۔

1- ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اخلاص وہ چیز ہے کہ چاہے وہ زمین کے اندر پوشیدہ ہو تب بھی اس کا فروغ آسمان پر تجلی کرتا ہے اور غرض و غش وہ چیز ہے کہ اس کا عروج آسمان پر بھی ہو مگر سر اس کا پستی میں ہوتا ہے اور اس کی کامیابی ناکامی ہوتی ہے۔

2- ایک مرتبہ ایک بوڑھا شخص جس کی نظر بھی کمزور تھی اور سنائی بھی کم دیتا تھا حاضر ہو کر رونا شروع کردیا اور شکایت کی کہ گھر میں مجھ سے اچھا برتاؤ نہیں کرتے اور میں سب پر ایک بوجھ بن گیا ہوں جس پر اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا بابا جی جس شہباز کی بدولت وقت عزیز گزرتا ہے اب وہ پرواز پر تیار ہے یہ زمانہ کی روش ہے کہ گھر والے اس موقع پر ذرا کم توجہ دیتے ہیں یہ معاملہ ہر ایک سے ہوتا چلا آیا ہے رونے دھونے سے کیا فائدہ۔

حضرت قبلہ عالم کے اکلوتے صاحبزادے حضرت قبلہ شاہ غلام محی الدین المعروف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت دسمبر 1891ء میں ہوئی اور جب آپ کو اس ولادت کی خوش خبری دی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر شخص کو اولاد نرینہ کے پیدا ہونے کی خوشی ہوتی ہے لیکن مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے گھر میں ایک اللہ اللہ کرنے والی روح کا ورود ہوا ہے۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ سفر ہو یا حضر، صحت ہو یا بیماری حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کسی وقت بھی اپنے مالک کی یاد سے غافل نہ رہے آپ رحمۃ اللہ علیہ میں بچپن ہی سے رشد و ہدایت کے آثار پائے جانے لگے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نوعمری ہی سے متوجہ الی الحق ہوگئے تھے۔

حضرت قبلہ بابو جی کو بچپن ہی سے ریلوے انجن سے خصوصی دلچسپی تھی اور یہ اس حد تک بڑھی کہ اکثر راتیں گولڑہ اسٹیشن پر گزار دیتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انجن چلانا بھی سیکھ لیا۔ اور اپنی بیٹھک کی چھت پر ریلوے سگنل کی طرح کا ایک سگنل بھی

تاجدار گولڑہ اعلیٰ حضرت قبلہ سید پیر مہر علی شاہؒ

تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہؒ کا مزار پرانوار

لگوا دیا اور جب کوئی ریل گاڑی رات کے وقت گولڑہ سٹیشن سے گزرتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جاننے والے ڈرائیور انجن کی سیٹی بجا دیتے جس کی آواز سن کر آپ اپنی بیٹھک کا سگنل گرا دیا کرتے آپ کی اسی دلچسپی کو دیکھ کر حضرت اعلیٰ نے آپ کو "بابوجی" کا خطاب عطا فرمایا جو پھر اس قدر مشہور ہوا کہ سب لوگ آپ کو بابو جی رحمۃ اللہ علیہ ہی کہنے لگے۔ ایک مرتبہ کسی بے تکلف دوست نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کیا کالے کلوٹے پر آپ کا دل آیا ہے کہ اس کو اپنا محبوب ہی بنا لیا ہے جواب میں حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اس کی چار ادائیں بہت پسند ہیں۔

1- اس کا حوصلہ کہ جتنی آگ ڈالو اتنا ہی تیز چلتا ہے۔

2- اس کی وفا کہ اس کے ساتھ خواہ فرسٹ کلاس کا ڈبہ لگا دو یا مال گاڑی کا ڈبہ جہاں خود جائے گا اپنے ساتھیوں کو بھی وہیں لے جائے گا۔

3- اس کا ایثار کہ خود جلتا ہے مگر دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

۴- اس کی استقامت کہ اپنی متعین راہ پر ہی چلتا ہے بے راہ روی اختیار نہیں کرتا۔

حضرت اعلیٰ جب بابوجی کی علمی و روحانی مراحل کی تکمیل سے ہر طرح مطمئن ہوگئے تو آپ کو بیعت کی اجازت عطا فرمائی لیکن آپ سلسلہ ارشاد کو جاری فرمانے سے ایک عرصہ تک گریز کرتے رہے بالآخر وہ دن آ ہی گیا کہ حضرت کے وصال کے بعد یہ بارگراں آپ کو اٹھانا ہی پڑا اور بقول حضرت اعلیٰ کہ

"جو شخص تمہارے ہاتھ پر بیعت کرے گا اس کا میں ذمہ دار ہوں"

حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی شادی خانہ آبادی سال 1910ء میں سرانجام پائی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو ایک صاحبزادی اور دو فرزند ارجمند عطا فرمائے۔ بڑے صاحبزادے حضرت شاہ غلام معین الدین جو کہ "بڑے لالہ جی" کے نام سے مشہور ہوئے اور چھوٹے صاحبزادے شاہ عبدالحق جو "چھوٹے لالہ جی" کے نام سے مشہور ہوئے اور صاحبزادی صاحبہ جن کا اوائل عمر میں ہی انتقال ہوگیا تھا۔

عاشق رسول ﷺ حضرت قبلہ بابو جیؒ

حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ روز مرہ کے معمولات کا نہایت اہتمام و التزام فرماتے اور تقریباً" 37 سال کے طویل عرصہ ارشاد میں کسی دن معمولات میں تبدیلی نہ دیکھی گئی روزانہ محفل سماع کا اہتمام فرماتے اپنے قوال خاص حاجی محبوب علی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمائی اور پھر قدرت نے بھی حاجی محبوب کو تصوف کے اہم مسائل کو قوالی کے انداز پیش کرنے کا ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ جس کا اندازہ حاجی محبوب کی قوالی سننے کے بعد ہی ہو سکتا تھا۔

اس بندہ ناچیز کو بھی یہ شرف حاصل رہا ہے۔ کہ اس نے کچھ عرصہ (1977ء) حاجی محبوب علی کی خدمت میں حاضر ہو کر مثنوی کو ستار پر پڑھنے کا طریقہ سیکھا اور پھر جب مجھ جیسے گناہ گار کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ (قونیہ شریف۔ ترکی) کی خدمت میں حاضری (1995ء) کا موقع ملا تو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے سامنے بیٹھ کر اسی انداز میں مثنوی پڑھی اور اس مرتبہ (فروری 2000ء) جب افغانستان کے شہر ہرات میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل ہوا تو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ نعت

نسیما جانب بطحاء گزر کن

اسی انداز سے پڑھی جس انداز سے حاجی محبوب علی اکثر پڑھا کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی بخشش و مغفرت فرمائے آمین۔

حضرت بابو رحمۃ اللہ علیہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ محبوب کی قوالی کو سمجھنا ہر ایک کا کام نہیں آپ ہمیشہ سفر و حضر میں حاجی محبوب کو اپنے ہمراہ رکھتے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت اعلیٰ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد محبوب ہی کی وجہ سے وقت کچھ اچھا کٹ گیا ہے۔

حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حقیقی اور والہانہ عشق تھا اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے اسی شوق کی تکمیل کے لئے سالہا سال تک آپ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

میں حاضری دیتے رہے اسی طرح سرکار بغداد' حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ 'حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کو خصوصی
عقیدت تھی اور ان بزرگان کی زیارات کے لئے کئی بار دور دراز کے سفر طے کئے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور بابو جی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ سے
اس درجہ عشق و محبت تھا کہ آپ نے اپنے احباب اور مخصوص قوالوں کے ہمراہ کئی
بار حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے شہر قونیہ کا طویل سفر اختیار کیا اور حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی
ذات کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے سامنے
محفل سماع منعقد کروائی اور یہ اسی زمانے کی بات ہے کہ جس زمانے میں ترکوں کے
ہاں اس قسم کی تمام باتوں پر شدید پابندی تھی۔

1927ء میں جب مولانا روم کے مزار مبارک کو طویل عرصہ کے بعد کھولا گیا تو
آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کو بطور میوزیم متعارف کروایا گیا اور اس کے کھلنے اور بند
ہونے کے اوقات مخصوص کر دیئے گئے اور آج بھی یہی صورت حال ہے کہ آپ
مخصوص اوقات کے علاوہ اندر حاضری نہیں دے سکتے۔

حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ جب قونیہ حاضر ہوئے تو آپ نے اپنی اس دیرینہ
خواہش کا اظہار ذمہ دار افراد سے کیا کہ ہم عرصہ سے اتنی دور بیٹھے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا کلام
پڑھ اور سن رہے ہیں اور آج تو ہم مولانا کے قریب ہیں اس لئے ہمیں اندر محفل
سماع کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ آپ کے عشق اور مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خاص نظر عنایت
کے طفیل ذمہ دار حضرات کی طرف سے آپ کو میوزیم کے اوقات کار کے بعد محفل
کرنے کی اجازت مل گئی۔ حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص قوال حاجی محبوب علی
(مرحوم) نے پھر جس انداز سے اندر محفل سماع کا رنگ جمایا اس کا اندازہ تو وہ لوگ

ہی لگا سکتے ہیں جو اس وقت محفل میں موجود تھے اس روحانی محفل سماع کا ان ترکوں پر بھی اتنا اثر ہوا کہ وہ بھی روتے رہے۔ حالانکہ ترک لوگ فارسی بہت کم جانتے ہیں اور آج بھی یہی صورت حال ہے کہ جب ہمیں بھی کچھ عرصہ پہلے مولانا کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو ہمیں پورے قونیہ شہر میں فارسی بولنے والے شخص سے ملاقات نہ ہوئی۔ برعکس اس کے کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا سارا کلام ہی فارسی زبان میں ہے۔ حضرت قبلہ باوجی رحمۃ اللہ علیہ کی محافل قوالی کا اکثر حصہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ حضرت باوجی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یوم وصال پر محفل خاص منعقد کرتے اور لنگر میں بھی اس دن خاص لنگر پکایا جاتا اور تقسیم کیا جاتا۔

حضرت قبلہ باوجی رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے انتہاء درجہ محبت تھی اور آپ کا وصال بھی اسی ماہ میں ہوا جس ماہ میں حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا یعنی جمادی الثانی۔ فرق صرف تین دن کا ہے حضرت باوجی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 2 جمادی الثانی اور حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 5 جمادی الثانی۔

اسی مناسبت سے آپ کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کا مختصراً" تعارف کروا دیتے ہیں۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 5 جمادی الثانی 672ھ غروب آفتاب کے وقت ہوا۔ دوسرے دن صبح جنازہ اٹھا تو ہر طبقے اور ہر فرقے کے لوگ جنازے کے ساتھ تھے اور زار و قطار رو رہے تھے بادشاہ وقت بھی خود جنازے کے ساتھ تھا۔ صندوق جس میں تابوت رکھا گیا تھا راستے میں کئی دفعہ بدلا گیا اور اس کے تختے توڑ کر تبرک کے طور پر تقسیم کئے گئے۔

آپ کے مزار مبارک کے صدر دروازے پر مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا درج ذیل شعر جلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔

قونیہ شریف میں مزار مبارک حضرت مولانا رومؒ

کعبۂ العشاق باشد این مقام
ہر کہ ناقص آمد این جاشد تمام

اس دروازہ سے اندر ہوں تو سامنے ایک اونچے چبوترے میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی طویل اور اونچی قبر مبارک ہے اور اس پر ایک نہایت خوشنما غلاف پڑا ہوا ہے۔ سامنے والی دیوار پر سنہری لکھائی میں مختلف آیات کندہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد آرام فرما ہیں اور آپ کی پائنتی آپ کے والد محترم حضرت سلطان بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک ہے۔ آپ کے خلیفہ محبوب اور کاتب مثنوی حضرت حسام الدین چلپی اور بہت سے خلفا اور عزیز و اقارب بھی اسی چبوترہ میں آرام فرما ہیں۔ بڑے دھیمے دھیمے انداز میں بانسری کے میوزک نے اندر کے ماحول کو پرکیف بنایا ہوا ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے سامنے والے کمرے میں مولانا کے تبرکات رکھے ہوئے ہیں۔ ان تبرکات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جبہ مبارک گودڑی اور آپ کی واسکٹ مبارک شیشے کی الماریوں میں محفوظ ہیں۔

ہم جن دنوں قونیہ شریف میں تھے ایک ترک باشندے نے ہمیں بتایا کہ ترکی میں جس کو بھی سکون قلب کی تلاش ہوتی ہے یا تو وہ استنبول میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور یا قونیہ میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سکون حاصل کرتا ہے۔

(قونیہ میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور دوسری زیارات مقدسہ اور استنبول میں مزار مبارک حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات مقدسہ کی تفصیل اور رنگین تصاویر دیکھنے کے لئے بندہ کی تصنیف "زیارات مقدسہ" جلد اول کا مطالعہ فرمائیں)۔

حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دونوں صاحبزادگان کو سفر و حضر میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے روحانی تربیت کے علاوہ لنگر غوثیہ کی تمام ذمہ داریوں سے بھی انہیں اچھی

طرح متعارف کروایا۔ حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد دونوں بھائی اپنے والد محترم کی سنت اسی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے ابھی کچھ ہی عرصہ پہلے بڑے لالہ جی اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور اس وقت حضرت شاہ عبدالحق صاحب مسند ارشاد پر متمکن آستانہ عالیہ کے فیض کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس آستانہ عالیہ کے فیوض و برکات کو تا ابد جاری و ساری رکھے تاکہ آنے والے زائرین ان فیوضات سے ہمیشہ مستفیض ہوتے رہیں آمین۔

چونکہ بندہ کے آباؤ اجداد کا تعلق بھی اسی آستانے سے ہے اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ چند سطور میں ان کا بھی تذکرہ کر دیا جائے۔

مصنف کے آباؤ اجداد

کوئی ایک صدی سے بھی پہلے کی بات ہوگی کہ جب ہمارے جد امجد حضرت گل محمد رحمۃ اللہ علیہ افغانستان سے مرد حق کی تلاش اور روحانی منازل کی تکمیل کے لئے سفر کرتے کرتے پشاور پہنچے کچھ عرصہ پشاور میں قیام کے دوران معلوم ہوا کہ راولپنڈی کے قریب ایک مقام گولڑہ شریف میں حضرت پیر فضل دین شاہ المعروف بڑے پیر صاحب (حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کے ماموں اور سلسلہ قادریہ میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر طریقت) اپنے روحانی فیض سے ایک عالم کو فیض یاب کر رہے ہیں۔ ہمارے جد امجد پشاور سے چلے اور حضرت پیر فضل دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ایسے حاضر ہوئے کہ پھر ہمیشہ کے لئے یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

والد محترم حافظ فقیر محمد (مرحوم) کی پیدائش 1910ء کے قریب گولڑہ شریف میں ہوئی قرآن پاک حفظ کیا اور اعلیٰ حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اسی طرح والدہ محترمہ اور پھوپھی صاحبہ (عرصہ دراز

مصنف کے جد امجد حضرت گل محمدؒ کی قبر مبارک

تک لنگر شریف میں لنگر پکاتی رہیں) نے بھی اعلیٰ حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

جد امجد کا وصال گولڑہ شریف میں ہوا (اعلیٰ حضرت کی حیات مبارکہ میں) اور حضرت پیر فضل دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں احاطہ مزار کے باہر کنوئیں کے دائیں طرف ابدی نیند سو رہے ہیں اسی طرح والد محترم کا وصال 21 جنوری 1989ء میں راولپنڈی میں ہوا۔ 22 جنوری کو پہلی نماز جنازہ راولپنڈی میں صاحبزادہ اصغر علی مستانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی دوبارہ نماز جنازہ گولڑہ شریف میں (اعلیٰ حضرت کے والد محترم کے مزار مبارک کے باہر) بعد از نماز عصر ادا کی گئی پھوپھی صاحب جنہوں نے عرصہ دراز تک گولڑہ شریف میں لنگر پکایا 26 رجب 1409 ہجری (مارچ 1989ء) کو گولڑہ شریف میں وصال ہوا اور شب معراج گولڑہ شریف میں ہی نماز جنازہ ادا کی گئی' والدہ محترمہ 8 شوال 1413 ہجری (یکم اپریل 1993ء) کا وصال راولپنڈی میں ہوا اور تدفین گولڑہ شریف میں ہوئی۔ یہ تینوں شخصیات بھی حضرت پیر فضل دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ میں ابدی نیند سو رہی ہیں یہ تینوں قبور مبارکہ کنوئیں کے بائیں جانب لوہے کے ایک کٹہرے میں ہیں اور ایک قدیم درخت کی شاخیں ان قبور مبارکہ کو ڈھانپے ہوئے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان سب کی بخشش و مغفرت فرمائے۔

معزز قارئین میں سے اگر کسی کا اس طرف گزر ہو تو وہ ان قبور پر بھی فاتحہ شریف پڑھتا جائے۔

مصنف کے والد محترم حافظ فقیر محمدؒ

جلالپور شریف میں
عاشق رسول ﷺ و عارفِ کامل
حضرت سید غلام حیدر شاہ
جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ
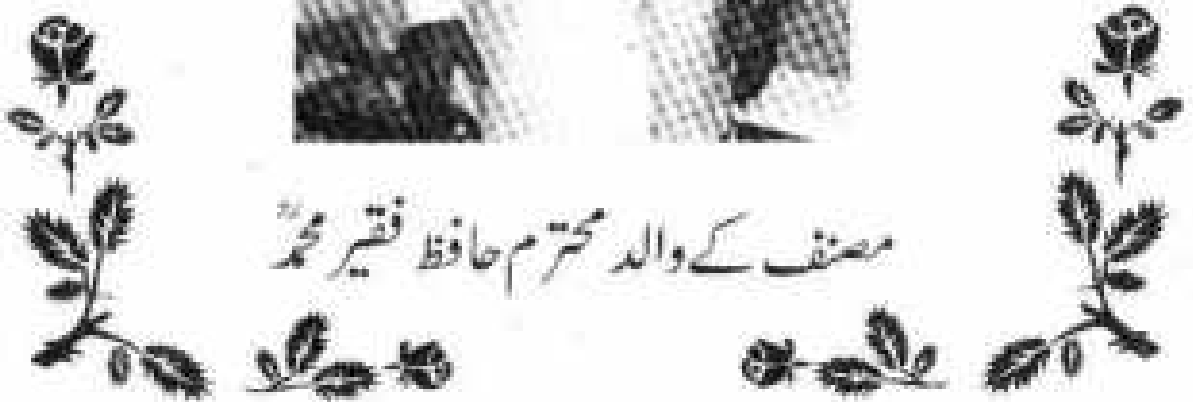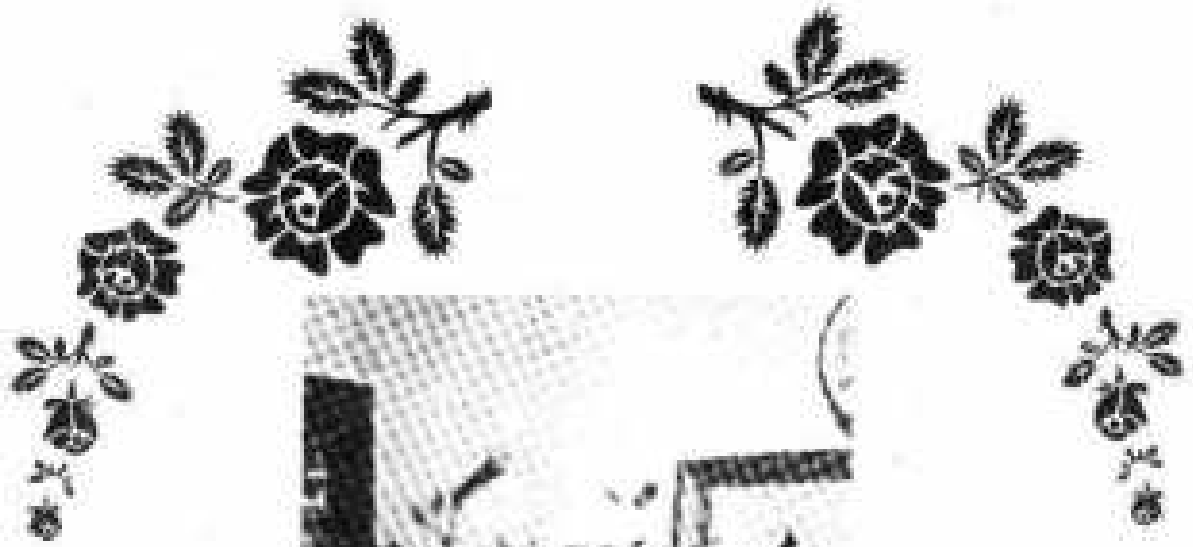
یہ عارف کامل اور عاشق رسول ﷺ بروز جمعۃ المبارک 2 صفر 1254 ہجری کے بمطابق 26 اپریل 1838ء کو جلال پور ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم حضرت سید جمعہ شاہ ؒ ایک درویش صفت بزرگ تھے۔ اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ بھی ایک صاحب کرامت خاتون تھیں۔ آپ کے والد بزرگوار نے وصال سے قبل آپ کو وصیت فرمائی تھی کہ ہمیشہ بڑوں کا ادب کرنا' چھوٹوں سے محبت اور عزیز و اقارب سے صلہ رحمی کا برتاؤ کرنا اور کسی کو اپنے در سے خالی ہاتھ نہ جانے دینا۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ کا معمول تھا کہ ہر شب حضرت سید میراں شاکر شاہ ؒ کی درگاہ میں حاضری دیتے۔ ایک شب ارشاد ہوا کہ سید غلام شاہ صاحب ہرنپوری ؒ سے جا کر ملو۔ واپس آکر آپ نے اس حکم کا اپنی والدہ ماجدہ سے تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم حسب ہدایت سید غلام شاہ ؒ صاحب کی خدمت میں جاؤ اور بیعت کرو۔ آپ ؒ ہرنپور تشریف لے گئے۔ شاہ صاحب سے بیعت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ میری اتنی مجال کہاں کہ میں آپ کو بیعت کروں یہ دولت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی ؒ کا حصہ ہے اور خود آپ کو ساتھ لے کر سیال شریف پہنچے اور حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی ؒ سے بیعت کی درخواست کی آپ نے اس درخواست کو قبول فرمایا اور سید غلام حیدر علی شاہ صاحب کو شرف بیعت سے نوازا۔ سیال شریف کچھ روز قیام کے بعد آپ واپس جلال پور آئے۔ مگر محبت اور کشش مرشد میں دوسرے ہی دن پھر سیال شریف چل دیئے اب کچھ روز قیام کے بعد واپس تشریف لائے۔ تو پھر یہ دستور ہوگیا۔ کہ مہینے میں دو تین بار ضرور مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی ؒ نے آپ کو دولت خلافت سے بھی سرفراز فرمایا اور آپ حضرت سیالوی ؒ کے محبوب ترین خلیفہ تھے۔
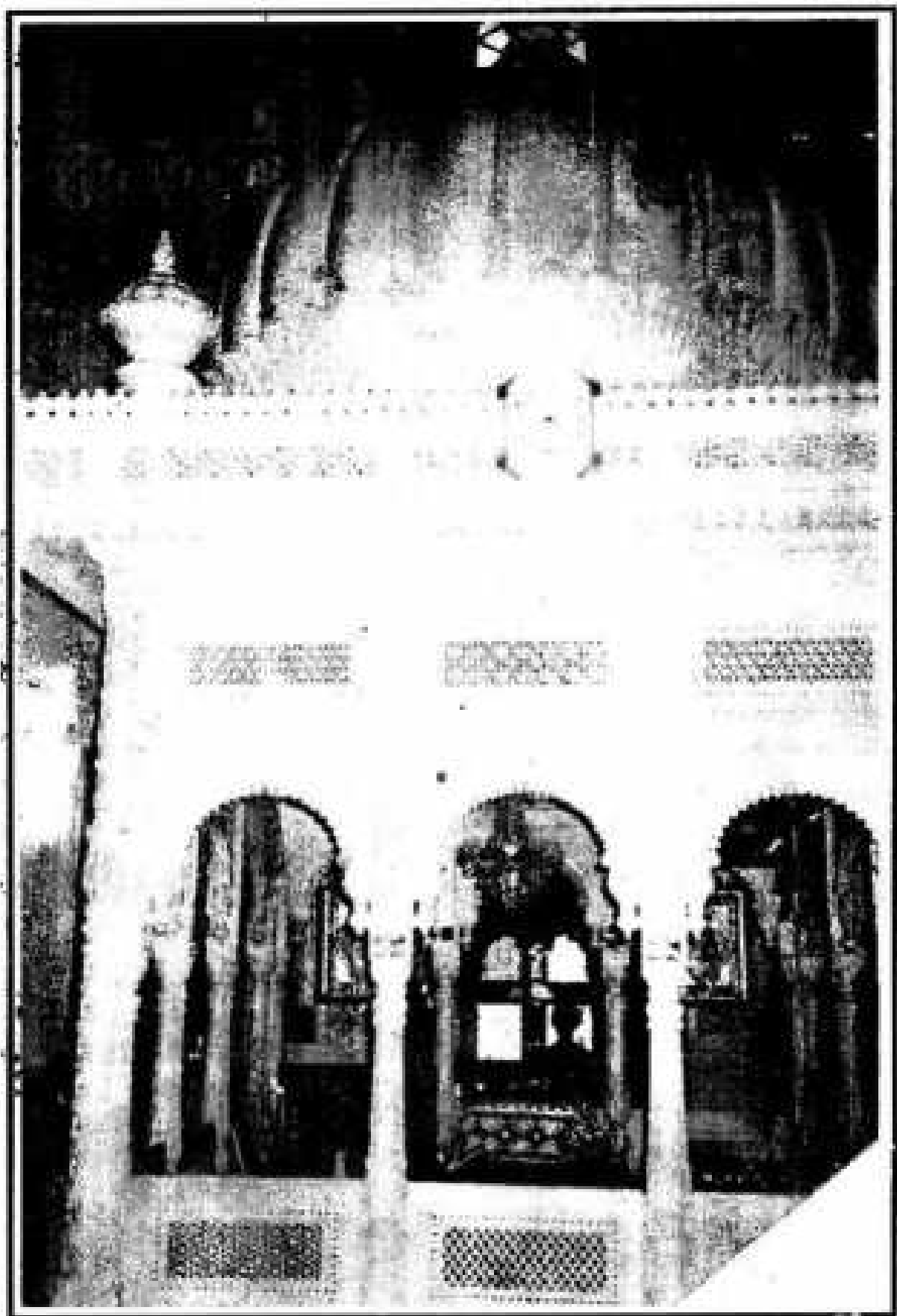
جلال پور شریف میں حضرت پیر غلام حیدر شاہ کا مزار مبارک

آپ نے خانوادہ چشتیہ کی مخصوص روایات کے مطابق شریعت و طریقت کے نفاذ اور اشاعت دین کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ آپ استغنا استقامت اور صبر و ضبط میں لاثانی تھے۔ ہزاروں جرائم پیشہ افراد نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی۔ آپ نے ساری زندگی کوئی ایسی بات نہ کی جو خلاف قرآن و سنت ہو۔

کتاب ذکر حبیب کے مطابق آپ وقت کے نہایت درجہ پابند تھے۔ مشائخ چشتیہ کی طرح آپ نے بھی اوقات کی تقسیم کر رکھی تھی۔ تہجد سے نماز فجر تک ذکر و اذکار اور وظائف میں مصروف رہتے بعد ازاں مریدوں اور اہل دل حضرات سے گفتگو فرماتے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد پھر مجلس عام ہوتی۔ جس میں لوگ آپ کے ارشادات عالیہ سے مستفید ہوتے۔ اس مرد درویش اور عارف کامل نے جلال پور میں بیٹھ کر چشتی فیضان کو اس طرح عام کیا کہ وہ سرزمین رشک فردوس بن گئی حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے یہ محبوب اور عظیم خلیفہ بندگان خدا کو اپنے فیضان عام سے سیراب کرنے کے بعد 5 جمادی الثانی 1326 ھ کو کچھ بیمار ہوئے۔ اگلے روز نقاہت اور بڑھ گئی۔ اپنے اہل خانہ کو بلوایا اور آپ نے ان سب کو خداوند کریم کے سپرد کیا اور خود ذکر حق میں مصروف ہوگئے۔ نماز ظہر سے قبل آپ کی زبان مبارک سے اسم اعظم اللہ نکلا اور ساتھ ہی آپ کی روح پرفتوح جسم مبارک سے پرواز کرگئی۔ حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے بھی آپ کی تاریخ وفات کہی ہے۔ آپ کے چند ایک ارشادات عالیہ درج ذیل ہیں۔ جو کتاب ذکر حبیب سے لئے گئے ہیں۔

1۔ ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ توکل کی تین قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ کام کرے اور اس کا ثمر حق تعالیٰ کے سپرد کردے۔ کام پر بھروسہ نہ کرے۔ یہ توکل شریعت ہے دوم تمام تعلقات سے دل کو فارغ کرکے حق تعالیٰ سے مشغول ہو۔ حتیٰ کہ واصل ہو جائے۔ یہ توکل طریقت ہے۔ سوئم اپنی ہستی کو بالکل مٹا دے سوائے ذات باری تعالیٰ کے کوئی شے باقی نہ رہے اور ہر جگہ اور ہر حال میں وہ ہی وہ نظر آئے۔ یہ توکل

حقیقت ہے۔

2- ایک روز ارشاد فرمایا کہ بندہ کو چاہئے کہ اپنے تمام کام خداوند تعالیٰ کے سپرد کردے۔ اس لئے کہ خدا اپنے بندوں کے کام خود بہتری کے ساتھ انجام دیتا ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے۔

3- ارشاد فرمایا کہ انسان کو چاہئے کہ ہر وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہے اور اپنے وقت کو ضائع نہ ہونے دے۔ کیونکہ جب تک زندگی کا تنور گرم ہے اور سانس آتا جاتا ہے۔ تو کوئی دم بیکار نہ جانے دے کہ اگر دم ختم ہوگیا تو حسرت بیفائدہ رہے گی۔

4- ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑا عمل قرآن پاک ہے۔ اگر خداوند تعالیٰ سے کوئی ہمکلام ہونا چاہئے تو قرآن پاک پڑھے۔ پھر فرمایا کہ انسان کو خلوص اور رجوع دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف خیال رکھنا چاہئے۔ اس طرح کہ یہ خیال کسی وقت دل سے دور نہ ہو۔ کیونکہ اگر دل کا خیال صحیح نہیں۔ تو پھر خلوت و جلوت میں کہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا اور اگر دل کا خیال صحیح ہے تو دنیا میں مشغول رہنا بھی عین خلوت نشینی ہے۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت / اوچ شریف

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت ان عظیم اولیاء میں سے ہیں جن کی زندگی کا اکثر حصہ دنیا کی سیاحت میں گزارا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات نے آپ کو ایسے باطنی اسرار و رموز سے نوازا جو بہت کم اولیاء کو حاصل ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ممالک اسلامی میں گھوم پھر کر علمائے عظام اور صوفیائے کرام سے فیوض و برکات حاصل کئے اور جہاں گشت کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حضرت مخدوم جہانیاں کو مسجد نبوی میں امامت کی بھی سعادت حاصل ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف التعارف کا درس جس نسخے میں لیا تھا۔ وہ نسخہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعے میں رہ چکا تھا۔ سید علاؤالدین علی بن سعد حسینی جنہوں نے حضرت مخدوم جہانیاں کے ملفوظات جمع کئے تھے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مخدوم جہانیاں 188 علوم میں مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بے حد پابند شریعت تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حقیقت شریعت ہے اور جب تک کوئی شریعت کو مضبوط نہ پکڑے گا حقیقت تک نہ پہنچ سکے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 77 سال کی عمر میں عین عیدالاضحیٰ کے دن 785 ہجری میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک اوچ شریف (ضلع بہاول پور) میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال 21 تا 23 شعبان دربار معلی دروازہ ملتان میں بڑی عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب کئی واسطوں سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 952 ہجری میں اوچ شریف میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث میں بچپن ہی میں کمال حاصل کر لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالحسن' جمال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر رشد و ہدایت کی تاکید کی۔ پھر ایک عالم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے عظیم لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ حضرت محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ پاک شہید خلق اور خلق دونوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ وارث النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ 85 سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا گیا۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ 14 رمضان المبارک 1142 ہجری قصبہ

چوٹالہ میں پیدا ہوئے۔ حفظ قرآن کے بعد مہار شریف میں ہی رہ کر عقلی و نقلی علوم حاصل کرتے رہے۔ انہی ایام میں دہلی میں حضرت مولانا فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ خدمت دین میں سرگرم تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلے آپ کی شاگردی اختیار کی اور پھر حضرت فخر عالم کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کرلیا اور پھر مہار شریف میں رشد و ہدایت کی وہ شمع روشن کی کہ تمام پنجاب اس کی روشنی سے جگمگا اٹھا اور ایک عالم کو انوار رحمت سے مشرف فرمایا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص اللہ کی مخلوق کو خوش حال کرے تو اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ تو نے مجھے خوش حال کیا۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ پر اللہ تعالٰی کی بے شمار عنایات تھیں آپ کی زبان مبارک سے جو لفظ نکلتا پورا ہو جاتا۔ آپ کا وصال 3 ذی الحجہ 1205ھ ہجری کو ہوا اور چشتیاں میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔

خواجہ صاحب کے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ نور الصمد رحمتہ اللہ علیہ آپ کے وصال کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے۔ خواجہ صاحب کے بے شمار خلفاء ہوئے ہیں جن میں حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ نے بہت زیادہ شہرت حاصل کی۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی 1244 ہجری میں کلاچی' ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا خاندان اپنے علاقے میں علم و فضل میں بہت مشہور تھا۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ بیعت کے لئے حضرت دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "فقیری اختیار کرنا بہت مشکل ہے" جس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی

ہوکہ میں صرف اسی کام کے لئے تیار ہو کر آیا ہوں اور ہر شے سے میں نے تعلق منقطع کرلیا ہے"۔ اس پر حضرت قبلہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو شرف بیعت سے نوازا اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پر وقت آخری آ پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا خلیفہ اور نائب مقرر فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام عمر یہ کوشش رہی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ پر کسی طریقے سے بھی کمی نہ رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ حاضرین کو نصیحت فرماتے کہ یاد الہیٰ سے ایک لمحہ بھی غفلت نہ رہے۔ کتاب تذکرۃ اولیائے پاکستان کے مطابق حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفرِ حج کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورۃ روانہ ہوئے تو اپنے قیام مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کا اس قدر لحاظ تھا کہ آپ نے اپنے گیارہ روز قیام مدینہ کے دوران ہر قسم کے کھانے پینے کو ترک کر دیا تاکہ قضائے حاجت کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تیس برس تک طالبان حق کو اپنے فیض سے مستفیض فرمانے کے بعد 22 شعبان 1314ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ و مرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں خانقاہ موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار آج بھی مرجع خلائق ہے۔

سید محمد اسماعیل شاہ کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب بیالیس واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1315 ہجری بمقام کرموں والا (فیروز پور) میں ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ حسب و نسب پر فخر کرنا شریعت مطہرہ میں ناروا ہے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سلوک کی منازل طے کر چکے تو حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور روحانی دولت اور نور معرفت سے بھی مالا مال کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے طبیب بھی تھے جب کوئی مریض آتا تو دیکھ کر ہی

بتا دیتے کہ اس کو کیا مرض ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خداوند تعالیٰ پر مکمل توکل رکھو۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ توکل کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی احیائے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ سفر و حضر میں فریضہ تبلیغ سرانجام فرماتے۔ خلاف شرع امور کو ناپسند فرماتے آپ رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی بھی باہر تشریف لے جاتے تو مسجد میں قیام فرمایا کرتے۔ اگر دنیا میں آپ کو کسی چیز سے محبت تھی تو وہ مساجد تھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی پرانی مساجد کو آباد کروایا اور کئی نئی مساجد کی بھی تعمیرات کروائیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں لنگر کا بھی باقاعدہ وسیع انتظام ہوتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 27 رمضان المبارک 1385 ہجری بروز جمعرات کہاوالہ میں ہوا اور وہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

مولوی تاج الدین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت میانوالی تحصیل پچالیہ میں ہوئی شروع ہی سے آپ کی طبیعت خدا پرستی کی طرف مائل تھی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کے حصول کے لئے ماکی شریف میں بیعت کی اور مسلسل 11 سال اپنے مرشد کی خدمت میں رہے واپس لاہور آکر لوگوں کو تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا۔ 6 فروری 1929ء کو مغرب کی نماز باجماعت ادا کی اور نماز عشاء سے قبل وصال فرماگئے نماز جنازہ مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ آپ کی نماز جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت فرمائی غازی علم الدین شہید نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں شرکت کی۔ اور جب غازی علم الدین شہید کو میانوالی جیل میں آخری وصیت کے لئے پوچھا گیا تو انھوں نے ایک وصیت یہ تحریر کروائی کہ ان کا جسد مبارک اس چارپائی پر قبرستان تک لے جایا

جائے جس چارپائی پر مولوی تاج الدین کا جنازہ اٹھا تھا۔ غازی علم الدین شہید راجپال کو قتل کرنے سے پہلے کہا کرتا تھا کہ زندگی ہو تو مولوی تاج الدین جیسی اور جنازہ ہو تو مولوی تاج الدین لاہوری جیسا۔

مختصر تذکرہ

حضرت سید فضل الرحمٰن شاہ نقشبندی

المعروف

"حضرت باباجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ"

ڈھیری والے

آستانہ عالیہ

مرشد آباد۔ منڈیاں (ایبٹ آباد)

صوبہ سرحد کو بھی باقی تمام صوبوں کی طرح یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے چپے چپے پر اکثر اولیاء و صوفیاء کرام برسوں خدا کی یاد میں مشغول رہنے کے ساتھ ساتھ خلق خدا کی راہنمائی بھی کرتے رہے اور لوگوں کے زنگ آلود دلوں کو نور معرفت سے تبدیل کرتے رہے۔ ایبٹ آباد اور مانسہرہ کے علاقہ میں بھی بے شمار بزرگ (معروف و غیر معروف) لوگوں کو خداوند تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات و فرمودات سے نوازتے رہے۔ انہی میں مقام منڈیاں (جو کہ مانسہرہ روڈ پر ایبٹ آباد شہر سے تقریباً 6 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے) کی بھی ایک عظیم ہستی حضرت پیر فضل الرحمٰن شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (المعروف بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ' ڈھیری والے) ہیں جو عرصہ دراز تک آنے والوں کو اپنے فیض اور بامعنی باتوں سے مستفیض فرماتے رہے' باقی بزرگان کی طرح آپ کا حلقہ ارادت بھی کافی وسیع ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند محمد مسکین شاہ نے بتایا کہ آپ کی پیدائش ضلع مانسہرہ کے ایک مقام کرھالہ میں ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم سید حسین شاہ جو ایک جید عالم دین تھے ان سے دینی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی دنیاوی ابتدائی تعلیم موچی کوٹ گاؤں کے ایک سکول میں حاصل کی ابتداء سے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان دین اسلام کی طرف تھا اور ایک مادر زاد ولی کی نشانیاں آپ رحمۃ اللہ علیہ میں پائی جاتی تھیں ابتدائی ایام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے علاقہ کی گلیوں میں ایک جھنڈا لے کر گھومتے اور لوگوں کو کلمہ طیبہ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے کہا کرتے تقریباً 12 سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل عرصہ کے لئے اپنے علاقہ سے غائب ہو گئے' اس دوران کشمیر اور دور دراز کے علاقوں کا سفر کرتے رہے اور بندگان خدا سے مل کر روحانیت کے مراحل طے کرتے رہے بتایا جاتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ پچاس کی دھائی میں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس آئے تو منڈیاں کے قریب جانب مغرب پہاڑ کی ایک چوٹی کو اپنا مسکن قرار دیا اور پھر آخری

وقت تک وہیں رہے اور ایک عالم کو اپنے فیض سے مستفیض فرماتے رہے عقیدت مندوں کے لئے لنگر کا خاص اہتمام کرواتے اور ہر واپس جانے والے کو خود دعا کے ساتھ الوداع کرتے۔

"حضرت باباجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ" اپنی محافل میں اکثر حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی شریف، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور مشائخ چشتیہ کے احوال و واقعات پر گفتگو فرمایا کرتے بعض مواقع پر "دیوان حافظ" سے فال بھی نکلوایا کرتے۔ ایک مرتبہ مجلس لگی ہوئی تھی کہ دو شخص حاضر خدمت ہوئے ایک نے بیعت ہونے کی درخواست کی جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج کل لوگ وعدہ کے پکے نہیں بیعت تو ایک وعدہ ہے جو در حقیقت خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ ہوتا ہے۔ اس لئے وعدہ کو پکا کرنا چاہئے اور بیعت بھی تو یہی ہے کہ اپنے مرشد کے احکام کو دل و جان سے تسلیم کرے اور اس کی بجا آوری لائے۔ اسی موقع پر اپنے مرید خاص "عمیار" سے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان سے فال نکالنے کو کہا فال نکالا گیا جس کا مطلب یہ تھا۔

"کہ اے طالب اپنے مرشد سے رموز و نکات سیکھ مگر بعض باطنی اشارات کی وضاحت طلب نہ کر کیونکہ بعض نکات کی وضاحت کی اجازت نہیں"

ایک عقیدت مند اپنی دنیاوی تعلیم سے فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضرت دنیاوی تعلیم سے تو فارغ ہوچکا۔ اب کچھ روزگار کے متعلق دعا فرمائیں تاکہ کوئی بہتر انتظام ہو جائے۔ جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا پانچ سو روپے کی نوکری کرو گے مرید نے نفی میں جواب دیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رقم بڑھائی کہ ایک ہزار کی کرو گے دوبارہ جواب نفی میں آیا تو رقم بڑھاتے بڑھاتے ساڑھے چار ہزار روپے کی نوکری کا وعدہ کیا اور بالآخر جب مذکورہ شخص نے بار بار نفی میں جواب دیا تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کیفیت کی حالت میں اس کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بس اب آگے بات نہ کرنا اور جاؤ جا کر اپنے والد کی دکان پر بیٹھ جاؤ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں اسی مقام سے سب کچھ عنایت فرمائے گا۔ کیونکہ جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے تو وہ اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے کہ جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا اور پھر اس شخص کے تمام عزیز و اقارب اور دوست و احباب نے دیکھ لیا کہ وہ شخص رزق حلال کماتے ہوئے دنیاوی منازل کی بلندیوں کو چھو رہا ہے کیونکہ پیر کامل کا قرب کوئی معمولی چیز نہیں اور پھر جسے یہ نعمت نصیب ہو جائے تو اس کی تمام منازل طے ہو جاتی ہیں۔

اسی عظیم ہستی کے ہاں حاضری کا پروگرام بنایا اور گرمیوں کی ایک صبح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند عقیدت مندوں (جن میں غلام مرتضیٰ، نعمت علی، محمد ریاض اور راجہ ریاض شامل تھے) کے ہمراہ حاجی محمد نواز عادل کی قیادت میں صبح سات بجے راولپنڈی سے روانہ ہوئے حسن ابدال سے ایک اور دوست کو ساتھ لیا اور ایبٹ آباد روانہ ہوئے اس سفر سے دو تین دن پہلے مسلسل سخت دھوپ اور شدید گرمی تھی لیکن الحمدللہ آج جب ہم اس بزرگ شخصیت کی خدمت میں حاضری کے لئے جا رہے ہیں تو سارا دن موسم انتہائی خوشگوار رہا اور سورج بھی پردہ میں رہا۔ تمام راستے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔

11 بجے کے قریب ایبٹ آباد پہنچے اور پھر منڈیاں سے ہوتے ہوئے پہاڑ کی طرف چل پڑے کسی زمانے میں تو لوگ پیدل جایا کرتے تھے لیکن اب ذرائع آمد و رفت کی کثرت اور سڑک بن جانے کی وجہ سے کافی آسان ہوگیا ہے اوپر پہنچتے پہنچتے موسم کافی خوشگوار ہو چکا تھا۔ اور گرمی کی شدت میں انتہائی کمی آچکی تھی۔ وضو کیا اور تمام احباب کے ہمراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے تمام احباب کی طرف سے چادر اور مختلف پھولوں کا نذرانہ پیش کیا گیا پھر بیٹھ کر ایک مختصر محفل ذکر منعقد

کی قصیدہ بردہ شریف' حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت مبارک اور صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا محفل کے اختتام پر دعا کروائی گئی دوبارہ باران رحمت کے لئے خصوصی دعا کی گئی مزار مبارک سے باہر آئے تو یقین مانیں کہ بارش کی ہلکی ہلکی پھوار ہم سب پر پڑھی۔

"حضرت بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ" اکثر یاد الٰہی میں مشغول رہا کرتے اور کبھی یہ خواہش نہ کی کہ ان کے مریدین اور عقیدت مندوں کی تعداد میں اضافہ ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت جہان دیدہ شخصیت تھی اور کسی کے دنیاوی جاہ و جلال سے کبھی متاثرہ نہ ہوئے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید خاص غلام سبحانی الملقب بہ "عمریار" سے پوچھا کہ اسمائے باری تعالیٰ کتنے ہیں عمریار نے جواب دیا سرکار اللہ تبارک و تعالیٰ کے صفاتی نام ننانوے ہیں جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ریت کے ذروں سے بھی زیادہ ہیں کہیں مغالطے میں نہ رہنا۔

ایک مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجلس میں کوئی اللہ کہے تو سامعین کو جل جلالہ ضرور کہنا چاہئے اور اگر کوئی لفظ محمد کہے تو سامعین کو صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کہنا چاہئے تاکہ مجلس رحمت سے بھر جائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک پہاڑ کی چوٹی پر ہے اور نہایت خوبصورت انداز میں بنا ہوا ہے چاروں طرف شیشہ لگا ہوا ہے اور اندر داخل ہونے کے دو دروازے رکھے ہوئے ہیں ایک مردوں کے لئے اور ایک عورتوں کے لئے۔ اندر دیواروں پر اسماء حسنیٰ اور خلفائے راشدین کے اسماء مبارکہ لکھے ہوئے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی لوح مزار قدرے لمبی اور چوڑی ہے جس کو لکڑی کے ایک جنگلے سے سائیڈوں سے کور کیا ہوا ہے۔

خدمت والدین پر آپ اکثر زور دیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمہ وقت ان کی خدمت میں لگے رہو اور وہ جو بات کہیں صدق دل سے مانو اور اس

پر عمل کرو۔ ہمیشہ ان کے سامنے ادب سے رہو ان کی دلجوئی کیا کرو اور خصوصاً جب وہ عمر کے آخری حصہ میں ہوں تو ان کے سامنے کوئی ایسی بات نہ کرو کہ جس سے ان کی دل آزاری ہو۔ بلکہ آخری وقت میں ان سے زیادہ سے زیادہ دعائیں لو تاکہ تمہاری زندگی کامیاب و کامران ہو جائے۔

ایک بڑی بابرکت محفل میں "حضرت بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ" نے فرمایا۔ کہ اپنے گناہوں پر صبح و شام نظر رکھو اور ان گناہوں کو حضور سرور کائنات ﷺ کی سچی عدالت میں پیش کر کے معافی کے طلب گار بنو دنیا ایک مسافر خانہ ہے اور اس میں ہمارا قیام بھی عارضی ہے۔ اور عنقریب ہمیں اپنے اصل مقام کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اس سفر کے لئے زاد راہ اور اس اصلی گھر قبر کے لئے کچھ سامان تیار رکھنا چاہئے کیونکہ جب اس گھر کی طرف بلاوا آگیا تو پھر مہلت نہیں ملے گی۔ اور پھر ذلت، رسوائی، ندامت اور پچھتاوے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چند مہمان پشاور سے آئے ان میں سے ایک اسلامیہ کالج کے پروفیسر بھی تھے۔ جو شاعرانہ خیال رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پروفیسر صاحب کو شعر سنانے کی فرمائش کی اور ساتھ ہی اپنے مرید خاص "عمریار" کو لکھنے کی ہدایت فرمائی۔

تیری طلب تھی جو تیری ہی آرزو تھی مجھے
یہ راز اب کھلا کہ وہ اپنی ہی جستجو تھی مجھے

اور میں جس کے ہاتھ سے بے آبرو رہا برسوں
عزیز جان سے بھی اس کی آبرو تھی مجھے

کس کے لمس نے گوہر بنا دیا مجھ کو
میں اشک خون تھا صدف جان آرزو تھی مجھے

ان اشعار کے سننے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔

وفات

21 دسمبر 1989ء کا دن ہے محفل سجی ہوئی ہے عقیدت مند بھی آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ ﷫ کے خادم خاص محبوب الٰہی نے عرض کی کہ حضرت اندر آگ جلا دی ہے تشریف لے آئیں جس پر آپ ﷫ نے تمام حاضرین کو اندر چلنے کا اشارہ فرمایا اور پھر عمریار سے ملفوظات چشتیہ پڑھنے کو کہا۔ عمریار نے ملفوظات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ﷫ پڑھنا شروع کئے جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ﷫ نے اپنی مجلس میں بیان فرمائے تھے کہ میں ایک دفعہ اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر تھا کہ حوض شمسی اور سلطان التمش کے متعلق بات ہو رہی تھی کہ سلطان ایک حوض بنوانا چاہتا ہے لیکن اس کی جگہ کے لئے متفکر تھے۔ رات کو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی کہ آپ ﷺ ایک گھوڑے پر تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ نے اس حوض کے لئے ایک مقام کی نشاندہی فرمائی چنانچہ اسی جگہ پر سلطان نے حوض تعمیر کروایا اور پھر حضرت بختیار الدین کاکی ﷫ نے فرمایا کہ حوض شمسی کے اردگرد بڑے بڑے اولیاء آرام فرما ہیں اور مجھے بھی سونے کے لئے وہیں جگہ نصیب ہوگی۔

مذکورہ ملفوظات سننے کے بعد آپ ﷫ پر ایک کیفیت طاری رہی اور حاضرین کو بھی کیا خبر تھی کہ اب سرکار ﷫ کا آخری وقت بھی قریب ہے اس لئے اولیاء کرام کے ایسے واقعات پڑھوا رہے ہیں اور ٹھیک اس محفل کے پانچ دن بعد 26 دسمبر 1989ء کو آپ ﷫ نے اس دار فانی کو خیر آباد کہہ دیا آپ ﷫ کا جنازہ طوری والے شاہ صاحب نے پڑھایا اور ایک جم غفیر نے آپ ﷫ کے جنازے میں شرکت فرمائی۔ گو آپ ﷫ جسمانی طور پر موجود نہیں رہے لیکن روحانی طور پر آپ ﷫ کا فیضان کرم آج بھی جاری و ساری ہے اور آج بھی صاحب دل حضرات آپ ﷫ کے مزار

مبارک پر حاضر ہو کر باطنی فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔

آپ ؒ کے مزار مبارک پر حاضری کے بعد باہر آئے اور آپ ؒ کی بیٹھک کی طرف روانہ ہوئے جہاں پر آپ ؒ اکثر تشریف فرما ہوتے اور آنے جانے والوں سے ملاقات فرمایا کرتے تھے ابھی تک آپ کی مسند اور تکیے وغیرہ اسی طرح رکھے ہوئے ہیں کچھ دیر اس کمرے میں ٹھہرے اسی اثناء میں آپ ؒ کے ایک صاحبزادے سید عنایت شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی کچھ دیر بعد گھر سے کھانا لایا گیا تمام احباب نے کھانا تناول فرمایا اس کے بعد چائے سے تمام احباب کی تواضع کی گئی۔ شدید خواہش تھی کہ آپ ؒ کے جانشین اور بڑے صاحبزادے جناب گل پیر شاہ صاحب سے ملاقات ہو جاتی تاکہ سرکار ؒ کے متعلق آپ سے بھی کچھ معلومات مل جائیں لیکن دنیاوی مصروفیتوں کے باعث ان سے ملاقات ممکن نہ ہو سکی الوداعی سلام پیش کیا اور سید عنایت شاہ صاحب کے ہمراہ گاڑی میں سوار ہو کر حویلیاں کی طرف روانہ ہوئے تاکہ سرکار ؒ کے مرید خاص جناب غلام سبحانی صاحب (جن کو آپ ؒ "عمیار" کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے) سے ملاقات کا شرف حاصل کریں آپ گھر پر ہی موجود تھے بڑے اچھے طریقے سے خوش آمدید کہا اور نہایت محبت اور خوش اخلاقی سے پیش آئے اور مجھے تو یوں لگا کہ شائد خواب میں میری ان سے ایک دفعہ ملاقات بھی ہو چکی ہے۔ غلام سبحانی صاحب نے "حضرت بابا جی سرکار ؒ" کے بے شمار ملفوظات و ارشادات تحریری صورت میں اکٹھے کئے ہوئے ہیں لیکن اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان ملفوظات کو کتابی صورت میں منظر عام پر لایا جائے تاکہ لوگ ان ارشادات سے مستفیض ہوں اس سلسلہ میں میری آپ کے عقیدت مندوں سے درخواست ہے کہ وہ اس موضوع پر سنجیدگی سے غور کریں اور اگر فی الوقت آپ ؒ کے حالات زندگی پر مکمل کتاب نہ سہی کم از کم آپ ؒ کے ارشادات و ملفوظات کو ہی ایک کتابی شکل دے دیں۔

غلام سبحانی صاحب ہی وہ شخصیت ہیں جو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر دیوان حافظ جسے لسان الغیب (یعنی غیب کی زبان) کہتے ہیں سے فال نکالا کرتے تھے اور مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور ہشت بہشت سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھ کر سنایا کرتے تھے غلام سبحانی صاحب نے نہایت محبت سے چائے پانی سے ہماری تواضع کی اور کچھ دیر آپ کے ساتھ گزارنے کے بعد چھوہر شریف میں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی فاتحہ و سلام پیش کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو گزرے ہیں اور درود شریف کا ضخیم مجموعہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہی مرتب کیا ہے۔ یہاں سے فارغ ہو کر حسن ابدال میں زاہد صاحب کے ہاں کچھ دیر ٹھہرے اور آپ کی ذاتی لائبریری دیکھی ماشاء اللہ بے شمار قدیم و جدید کتب کا ایک وسیع علمی ذخیرہ ہے اور خصوصی طور پر "مدینہ شناسی" کے حوالے سے بے شمار کتابیں آپ کی لائبریری میں موجود ہیں نماز مغرب ادا کی اور راولپنڈی کی طرف چل پڑے اور الحمدللہ آج (جمعرات 4 مئی 2000ء) کا جو مبارک سفر صبح سات بجے راولپنڈی سے شروع ہوا تھا رات 8 بجے راولپنڈی میں ہی اختتام پذیر ہوا۔

قارئین اگر آپ بھی اس مقام پر حاضری کے خواہشمند ہوں تو آپ کی آسانی کے لئے وہاں پہنچنے کا طریقہ کار لکھ رہا ہوں راولپنڈی سے کسی بھی ویگن یا فلائنگ کوچ جو مانسہرہ جاری ہو اس میں سوار ہو جائیں اور ایبٹ آباد سے اگلے سٹاپ منڈیاں اتر جائیں پھر وہاں سے پیدل یا سوزوکی میں سوار ہو کر براستہ "بھنگی محلہ" اوپر آستانہ عالیہ "حضرت بابا جی سرکار" پہنچ جائیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان بزرگان دین کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو ان کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

REFERENCES حوالہ جات

اس سفرنامے / تذکرے کی تیاری میں اپنے ذاتی مشاہدات اور معلومات کے علاوہ درج ذیل کتب' رسائل اور بعض شخصیات سے زبانی معلومات بھی حاصل کر کے درج کی گئیں۔

-1	تذکرۃ الاولیاء	حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ
-2	قلائد الجواہر	محمد یحییٰ تادفی
-3	سفینۃ الاولیاء	شہزادہ داراشکوہ قادری
-4	تذکرۃ اولیائے پاکستان	علامہ عالم فقری
-5	مہر منیر	مولانا فیض احمد فیض
-6	سرزمین انقلاب	سید علی اکبر رضوی
-7	سفرنامہ	ڈاکٹر فریدالدین قادری
-8	سیالکوٹ سے خیبر تک	ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ
-9	جنوبی پنجاب' سندھ' بلوچستان میں اولیا کرام	ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ
-10	ماہنامہ "نورالحبیب" بصیر پور شریف	جولائی اگست 1999ء

تصاویر
پاکستان
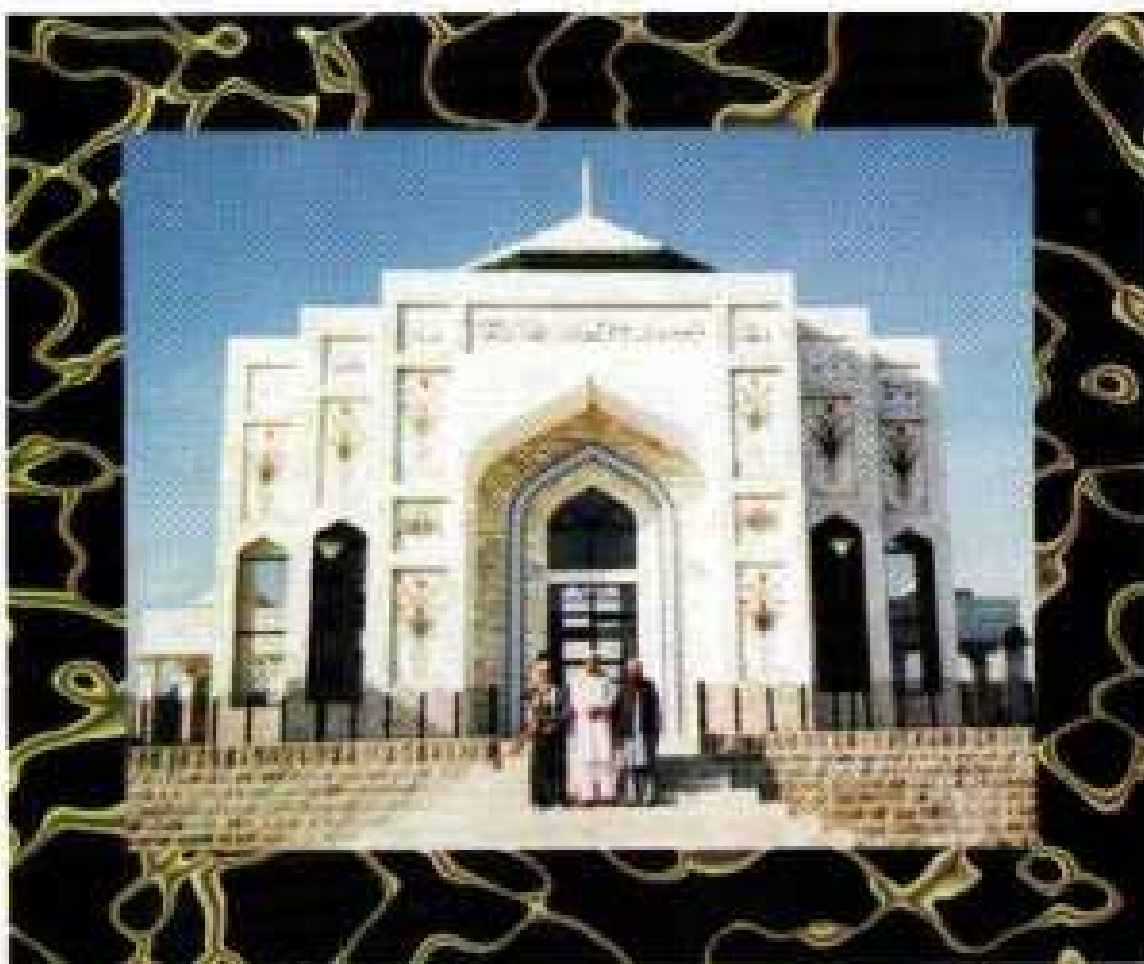
سوہاوہ کے قریب سلطان شہاب الدین غوریؒ کا مزار مبارک
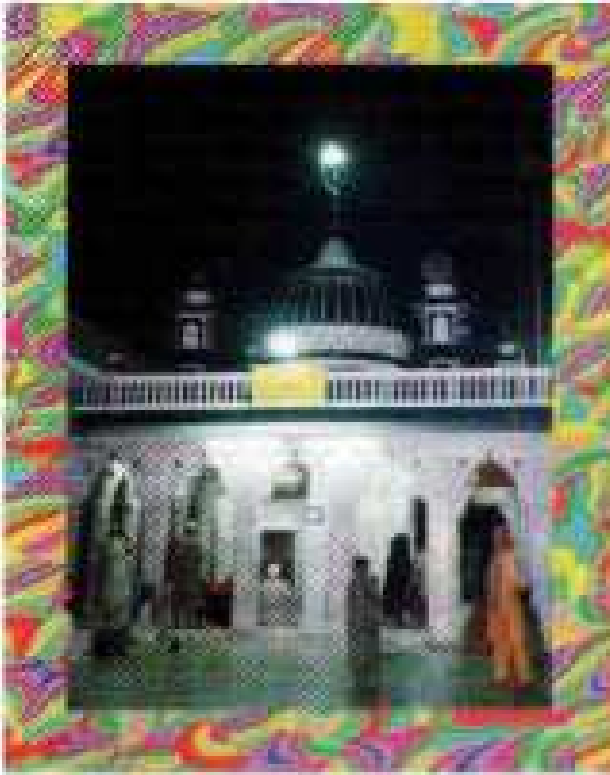
حجرہ حضرت علاؤالدین صابر کلیرؒ
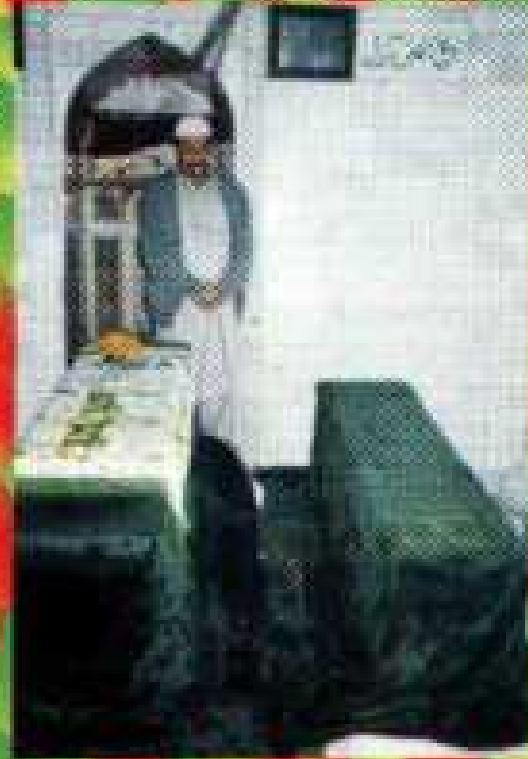
بابا فرید الدین گنج شکرؒ کا مزار مبارک

حضرت گنج شکرؒ کے پوتے" کا مزار مبارک
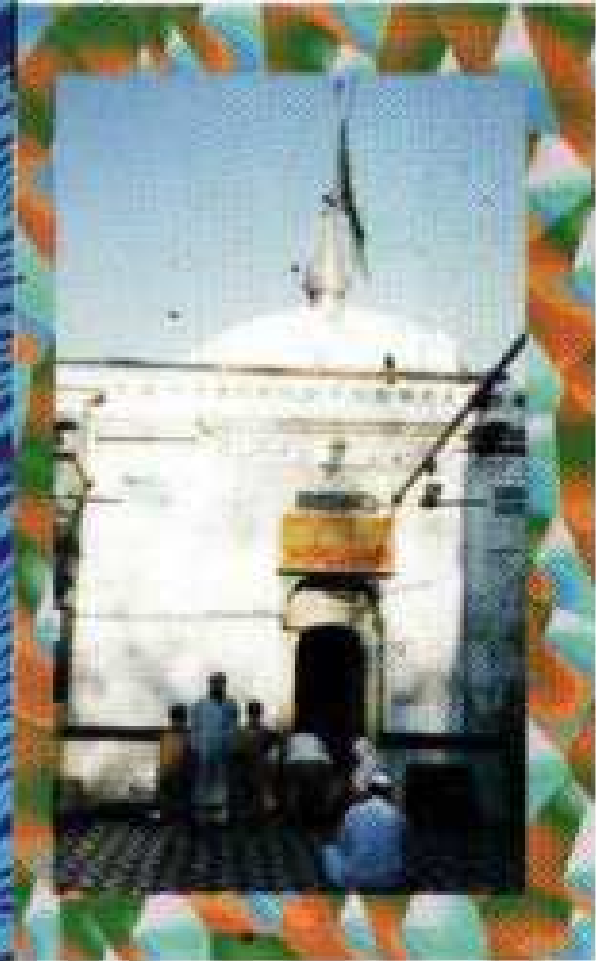
پاکپتن شریف

حضرت فضل الدین کلیامیؒ کا مزار مبارک
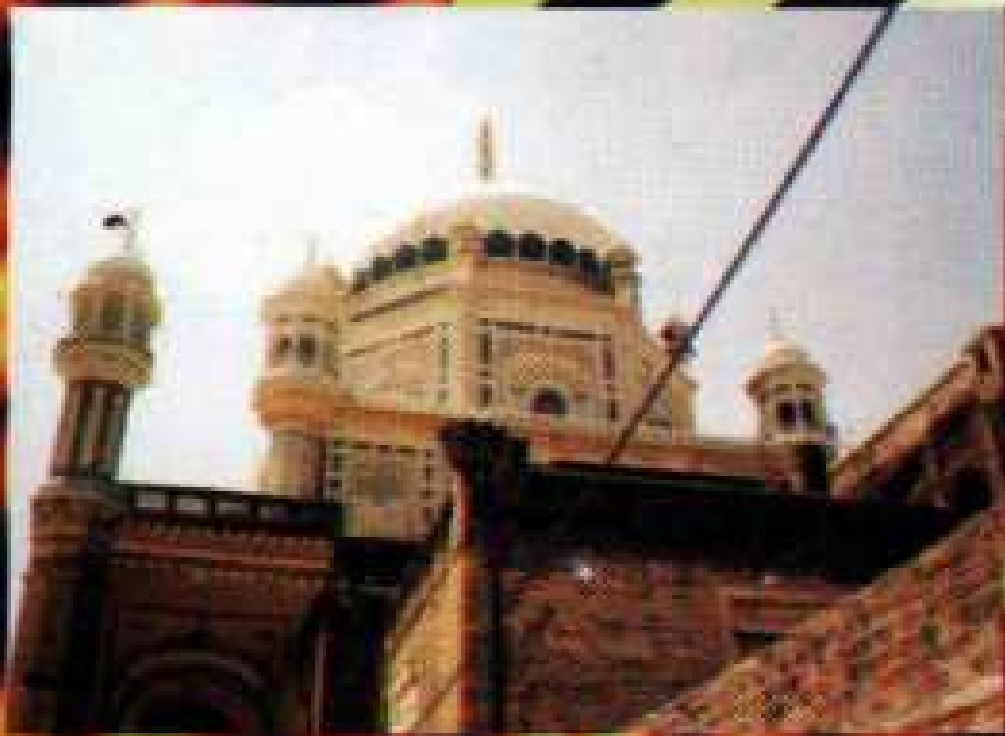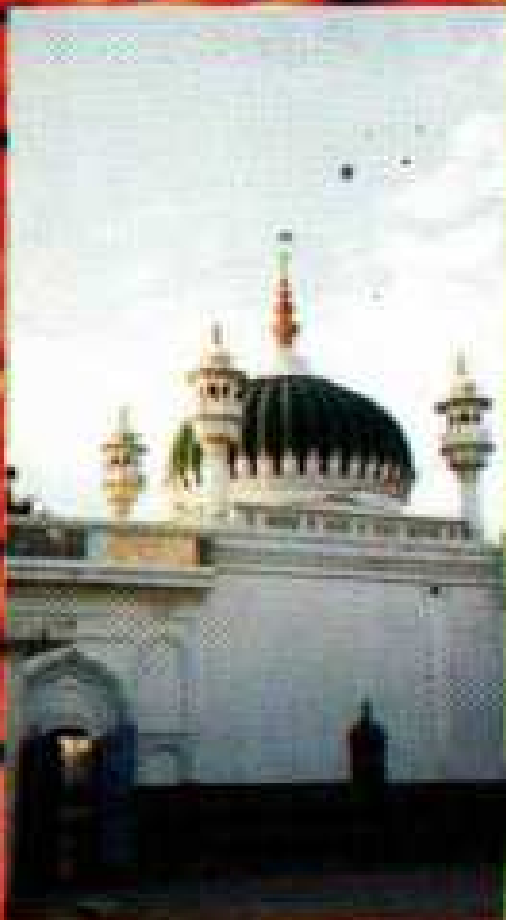
جلال پور شریف میں حضرت پیر غلام حیدر شاہؒ کا مزار مبارک

بیرونی منظر مزار مبارک حضرت امام بری سرکارؒ

مزار پر انوار حضرت شاہ عبد الطیف المعروف امام بری ؒ

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیں
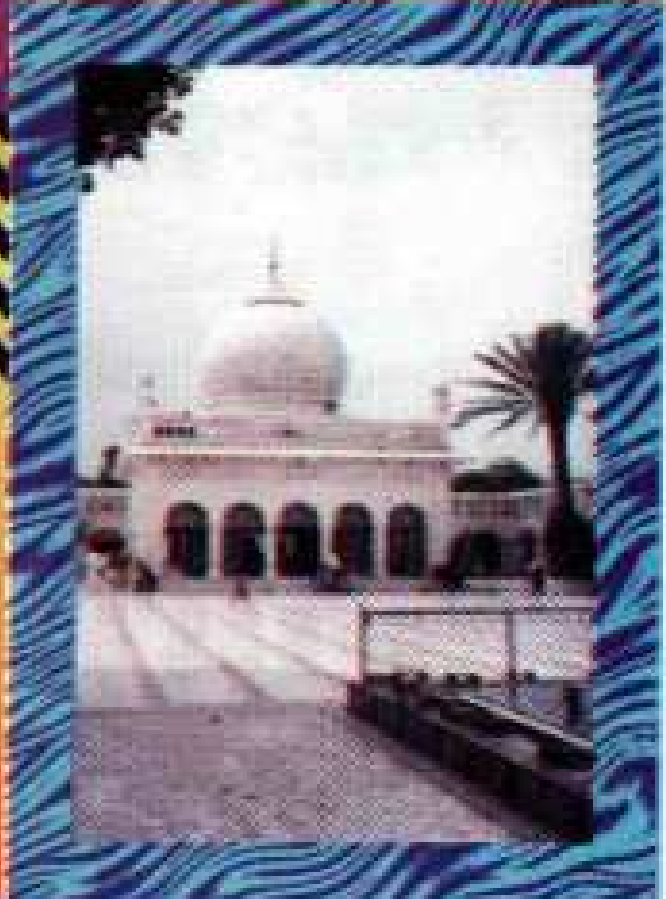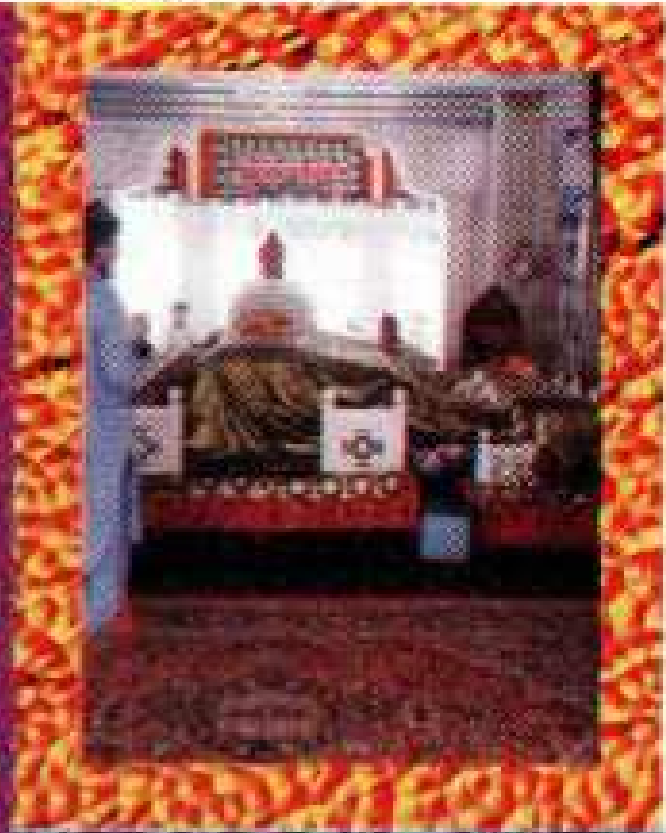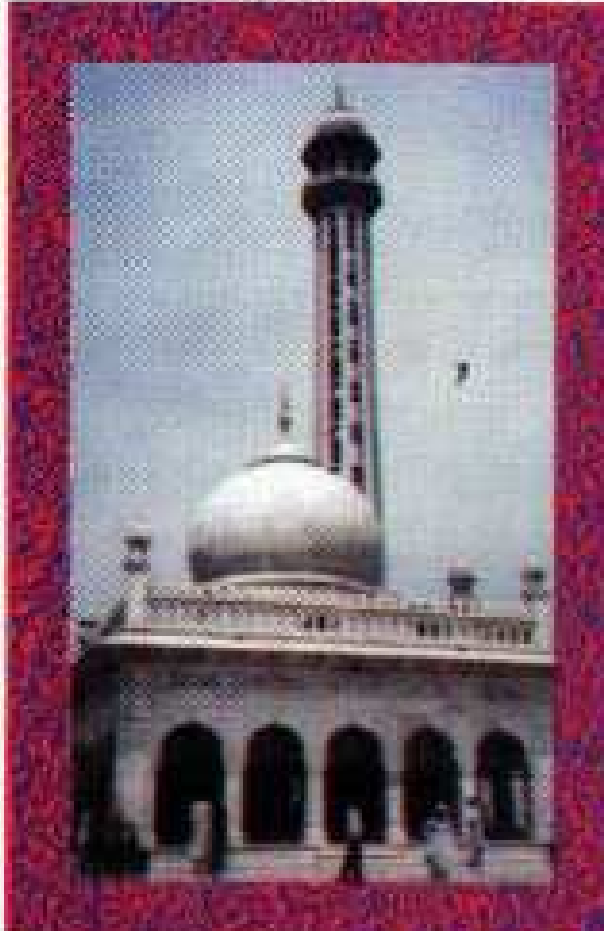
گولڑہ شریف

دل بے مدعا ہے میں نہیں ہوں
کوئی دم کی ہوا ہے میں نہیں ہوں

مزار مبارک حضرت پیر سید فضل دین المعروف بڑے پیر صاحب

مصنف کے جد امجد بڑے پیر صاحبؒ کے قدموں میں آرام فرما ہیں
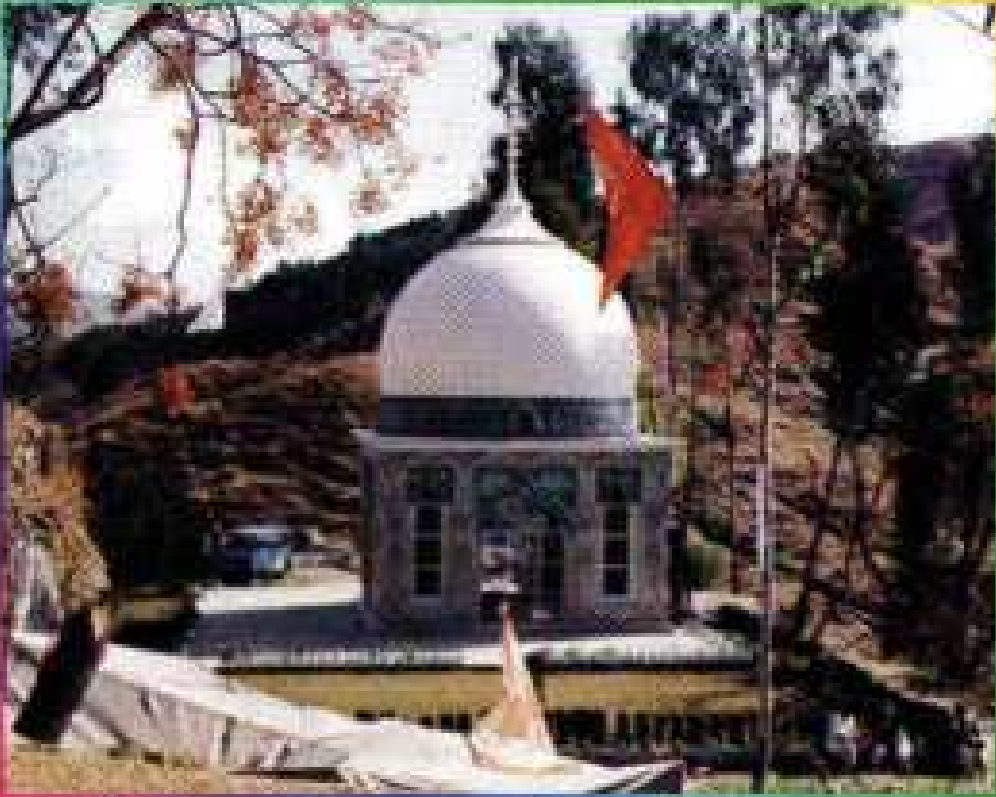
منڈیاں (ایبٹ آباد) میں حضرت "بابجی سرکارؒ" کا مزار مبارک

زیارات مقدسہ

(عراق' اردن' شام' ترکی اور پاکستان

میں مقامات مقدسہ پر

ایمان افروز تذکرہ مع رنگین تصاویر)

پر

قومی اخبارات ورسائل میں شائع ہونے والے

تبصرہ جات

اور

مقتدر شخصیات کے چند منتخب خطوط

بلادِ اسلامیہ میں زیاراتِ مقدسہ
پر ایمان افروز تذکرہ

افتخار احمد حافظ

The Nation

MONDAY, APRIL 12, 1999
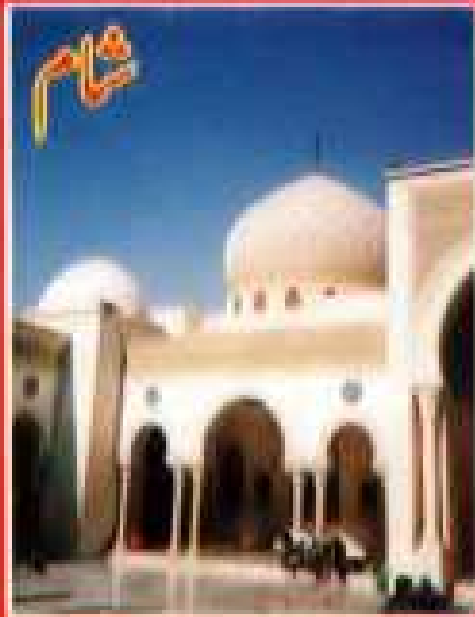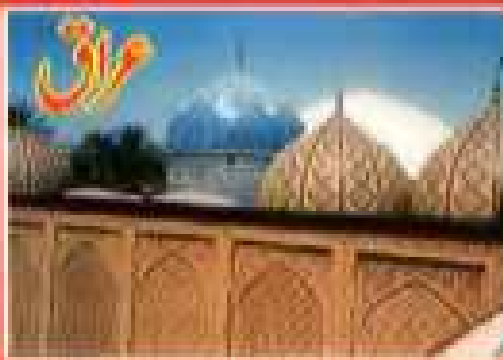
A travelogue with mystic correlation

By Our Correspondent

ISLAMABAD – Travelogue has been a popular genre in almost all the literatures through the centuries. In Urdu literature, the work on this genre was bespangled by various writers from Shibli Naumani to Mustansar Hussain Tarar whereas some new names have also been entered in this field since the beginning of last decade of 20th century.

Not only the travelogue gives the readers informations about the countries the writer visits but also it paints the pictures of the society through the eyes of a foreigner.

Hafiz Iftikhar ahmad, who has been writing on various religious issues since a long, is a new entrant in the field of travelogue writing. He has given a different dimension to it blending in it the religious descriptions with constraint corollary. Though a few travelogues have also been written with religious dimensions before, but the angle Hafiz Iftikhar used in witnessing the things is highly mystic and full of religious enthusiasm and bespeaks the writer's emotional association with the holy places.

The writer visited almost all those cities of Turkey, Syria, Jordan, Iraq and Pakistan where his thirst for mysticism has opened up a new door of love for the pious and holy personalities who had died but not actually dead.
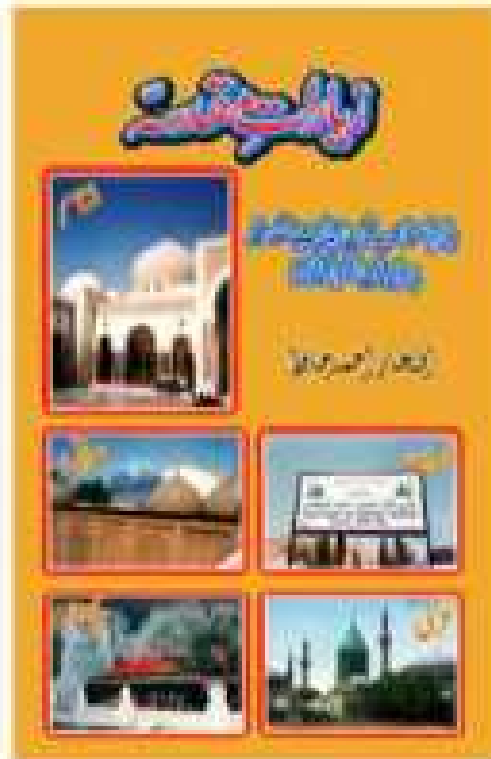
In his travelogue *Ziarat-e-Muqaddasa*, Hafiz Iftikhar has decorated the pages with words and pictures giving a description of holy places including shrines and graves of religio-historic personalities and saints, mosques, museums, Islamic monuments and other places. Throughout the book his main focus is on Prophet Muhammad (PBUH) which shows that the major light of inspiration for the writer is the Prophet (S.A.).

In Turkey, the writer visited the shrine of Hazrat Ayub Ansari (RA). Describing the detail of Hazrat Ayub's tomb he has also painted the historic events and the close association of Hazrat Ayub with Prophet Muhammad (SA). In this chapter, also he has written the dialogue between Maulana Rome and Shah Shams Taberz while finding out the graves of these two sufis.

In Syria, the writer visited the tombs of Hazrat Abu Haraira(RA) and Hazrat Bilal Habshi(RA) while a description of *Umahatul Momineen* and Martyrs of *Karbola* has also presented in in the book in detail. In the same chapter the details about Hazrat Imam Zainul Abideen (RA), Hazrat Hasaan bin Sabit (RA) and Ibrahim Ibne Adham have also been mentioned.

In Jordan, he selected the places to visit which are important with reference to Hazrat Shuaib (AI) and Ashab-e-Kaif, and the Dead Sea. The sacred sites of Iraq are a paramount part of the book and while reading through it one feels that he himself is present there.

The last part of the book encircles various sacred places in Pakistan for which the writer has great respect and love.

روزنامہ **نوائے وقت** ۲۰ر اپریل ۱۹۹۹ء

زیاراتِ مقدسہ

افتخار احمد حافظ

مذہبی و روحانی اہمیت کے مقامات کے تذکروں میں دلچسپی رکھنے والوں کے لئے بالعموم اور قارئین طلوع مہر کے لئے بالخصوص افتخار احمد حافظ کا نام اجنبی نہیں ہے۔ پاکستان سمیت مختلف اسلامی ممالک میں بزرگان دین کے مزارات اور مقدس مقامات کے بارے میں ان کی تحریریں وقتاً فوقتاً قومی اخبارات وجرائد میں شائع ہوتی ہیں۔ حال ہی میں ان کی ایک منفرد اور ایمان افروز تصنیف زیارات مقدسہ کے نام سے منصہ شہود پر آئی ہے۔ احاطی سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں پاکستان کے ساتھ ساتھ اردن، ترکی، عراق اور شام کے مقدس مقامات اور انبیاء و اولیاء کے مزارات اور احوال شامل کئے گئے ہیں۔ پھر ان مقامات کا تذکرہ کرتے ہوئے فاضل مصنف نے نادر و نایاب رنگین تصاویر بھی کتاب میں شامل کی ہیں۔ جن سے اس کتاب کی اہمیت اور افادیت کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ ایک بات جو اسے اپنے موضوع پر دوسری کسی بھی کتاب سے نمایاں کرتی ہے وہ یہ کہ مصنف نے مختلف ذرائع سے معلومات اور اطلاعات جمع کر کے مرتب کرنے کی بجائے ان تمام مقامات تک خود سفر کیا ہے اور بیشتر تصاویر خود مصنف کی اپنی کھینچی ہوئی ہیں۔ کسی بھی جگہ کے بارے محبت و عقیدت سے تفصیلات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایک گائیڈ کا فریضہ بھی ساتھ ساتھ ادا کیا ہے تاکہ ان جگہوں کے لئے سفر کا ارادہ کرنے والے کسی بھی دوسرے شخص کی ضروری رہنمائی ہو سکے۔ ایک اور بات جس کا مصنف نے پوری طرح خیال رکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ کسی بھی شخصیت یا مقام بزرگ کا تذکرہ کرتے ہوئے جہاں ادب و احترام کا پورا اہتمام کیا ہے۔ وہیں مبالغہ آرائی یا بے بنیاد روایات کے ذریعے لوگوں کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ پھر کسی ایک خاص فکری یا مسلک کے بزرگوں کو اپنی کتاب کیلئے منتخب نہیں کیا بلکہ جس ملک اور جس شہر میں بھی گئے وہاں موجود تمام ممکنہ اہم مذہبی مقامات اور مزارات تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی اور قارئین کے لئے معلومات، مشاہدات اور تاثرات کا ایک گنجینہ فراہم کر دیا۔

ترکی میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مزار اور تبرکات نبویہ ﷺ کے تذکروں کے ساتھ ساتھ مولانا روم اور حضرت شمس تبریز سے ان کی ملاقات کا تفصیلی تذکرہ بھی موجود ہے۔ شام میں حضرت ابو ہریرہؓ حضرت بلال حبشیؓ کے مزارات کے تذکروں کے ساتھ ساتھ امہات المومنین اور شہداء کربلا کے احوال و مقامات کے تفصیلی تذکرے نظر آتے ہیں۔ اس حصے میں ہمیں حضرت امام زین العابدینؓ، حضرت حسان بن ثابتؓ اور ابراہیم ابن ادھمؒ کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ اردن پہنچتے ہیں تو وہاں اصحاب کہف کے مقام، بحر مردار اور حضرت شعیب علیہ السلام کے حوالے سے اہمیت رکھنے والے مقامات کا جائزہ لینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ عراق کا تذکرہ کتاب کا ایک اہم حصہ ہے۔ جس میں بغداد، کربلا معلی، نجف اشرف، کوفہ، بابل اور موصل کے شہروں میں انبیاء کرام، صحابہ کرام، اولیاء عظام اور خاص طور پر واقعہ کربلا سے متعلق شخصیات اور مقامات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

کتاب کا ایک اہم حصہ اپنے ملک پاکستان کے حوالے سے ہے جس میں پشاور، اٹک، سرگودھا، گجرات، آزاد کشمیر، لاہور اور صوبہ سندھ کے کوئی ۵۰ سے زیادہ اہم بزرگان دین کے احوال اور ان کے مزارات کے بارے میں معلومات جمع کی گئی ہیں۔ پھر کتاب ۹۰ سے زیادہ تصاویر سے نہ صرف مزین کیا گیا ہے بلکہ اہل محبت کو سامان عقیدت فراہم ہوا ہے۔ اور اس طرح بلا خوف تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جتنے بزرگان دین اور مقدس مقامات کا تذکرہ اور تصاویر کی جتنی بڑی تعداد اس کتاب میں ہے وہ پہلے کہیں یکجا نہیں ہے۔ پھر صوری و معنوی حسن سے آراستہ اس کتاب کی قیمت صرف ۲۵۰ روپے ہے جو طباعت و اشاعت کے اخراجات اور کتاب کے معیار کے حوالے سے انتہائی مناسب ہے۔ کتاب مصنف سے ان کے گھر کے ایڈریس سے ڈاک خرچ سمیت ۲۹۰ روپے منی آرڈر کر کے منگوائی جا سکتی ہے۔ افتخار احمد حافظ مکان نمبر 999/A-6 سٹریٹ نمبر ۹، افشاں کالونی راولپنڈی کینٹ، پاکستان سے باہر کتاب منگوانے کے لئے ایک ہزار روپے کا بینک ڈرافٹ جو راولپنڈی کی کسی بینک برانچ کے نام پر ہو ارسال کیا جانا ضروری ہے۔

طلوع مہر کے قارئین، طلوع مہر کے دفتر ۱۹ سلیم پلازہ بلیو ایریا اسلام آباد سے بھی یہ کتاب حاصل کر سکتے ہیں۔

روزنامہ الاخبار ۳۰/اپریل ۱۹۹۹ء

مقامات مقدسہ اور بزرگان دین کے مزارات مبارکہ پر حاضری کا شوق بے شمار دلوں کی آرزو ہے۔ کتاب "زیارات مقدسہ" جسے محترمی افتخار احمد حافظ نے تحریر کیا آپ کے جذبہ ایمانی اور ذوق سفر کی عکاسی کرتی ہے۔ مصنف کو دو مرتبہ خانہ کعبہ کے اندر حاضری کے شرف عظیم کے علاوہ یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ اس نے اسلاف کی سنت پر عمل کی کوشش کرتے ہوئے چند بلاد اسلامیہ کا سفر اختیار کیا تاکہ وہاں پر موجود بزرگان دین کی خدمت میں حاضری دی جائے اور اب ان مقامات مقدسہ کی تفصیل اور تصاویر کو کتابی صورت میں جمع کر دیا ہے تاکہ ایک طرف تو نئے زائرین ان معلومات سے استفادہ کریں تو دوسری طرف جو حضرات ان مقامات پر پہنچ نہیں سکتے وہ اس ایمان افروز تذکرے اور رنگین تصاویر کے ساتھ ان مقامات کی زیارات کا شرف حاصل کریں۔

کتاب میں آرٹ پیپر پر ایک سو کے قریب نادر و نایاب رنگین تصاویر بھی شامل ہیں اور شاید ہی اس سے پہلے اتنی تعداد میں ان مقامات کی رنگین تصاویر بھی شائع ہوئی ہوں کتاب کی تعارفی قیمت مبلغ 250 روپے ہے جو کتاب کی اہمیت اور رنگین تصاویر کے ساتھ انتہائی معمولی ہے کتاب کسی بھی اچھے بک سٹال یا فیروز سنز پر موجود ہے۔

روزنامہ جنگ زیارت مقدسہ ۴؍جون ۱۹۹۹ء

سفر کو وسیلہ ظفر قرار دیا جاتا ہے پھر وہ سفر جو دین کے جذبے سے کیا جائے اور جس کا مقصد بزرگان دین کے مزارات اور اسلامی شعائر کی زیارت ہو اس کی برکت اور افادیت کے کیا کہنے۔ زیر نظر کتاب "زیارات مقدسہ" جناب افتخار احمد حافظ کی تصنیف ہے انہوں نے عراق، شام، اردن اور ترکی کا سفر اسی جذبے سے کیا ہے۔ شہدائے کربلا، صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دی ہے اور اس سلسلے میں اپنے تاثرات رقم کئے ہیں۔ جو ان مقامات کے زائرین کے لئے مشعل راہ کا درجہ رکھتے ہیں

کتاب میں ان مقدس مقامات کی نادر تصاویر بھی شامل ہیں جو اس کی قدر و قیمت میں اضافہ کر رہی ہیں توقع ہے کہ یہ کتاب مقامات مقدسہ کے زائرین کے لئے ایک نعمت ثابت ہو گی اور وہ بلاد اسلامیہ کے سفر پر روزانہ ہونے سے پہلے اس سے خاطر خواہ رہنمائی حاصل کر سکیں گے۔

کتاب: زیارات مقدسہ
مؤلف: افتخار احمد حافظ
ضخامت: ۲۲۸ صفحات' قیمت: ۲۵۰ روپے
ملنے کا پتہ: افتخار احمد حافظ۔ مکان نمبر
۔۔ گلی نمبر ۷۔ افشاں کالونی' راولپنڈی

...زمانے میں بزرگان دین اور اولیائے کرام ...تھا کہ وہ اپنے علوم اور منازل کی تکمیل کے ...میں رہتے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں ...مستفیض ہوتے۔ حضرت مخدوم جہانیاں ...کا بیشتر حصہ سیاحت میں گزارا اور جہاں ...لقب پایا۔ ان ساری باتوں کو پیش نظر رکھتے افتخار احمد حافظ نے بلاد اسلامیہ کا سفر کرنے ...کا فیصلہ کیا۔ انھوں نے عراق' شام' اردن' ...کا سفر کیا۔ اور ایسے بزرگان دین' اہل بیت ...صحابہ کرامؓ کی چوکھٹ پر حاضری دی جنہیں دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں۔

یہ سفرنامہ تحریر کرتے ہوئے حرف حافظ بنے اور بحروں میں اترتے چلے گئے۔ طویل مسافتوں کا یہ سفر دبے دبے لہجے میں دلکش جامعیت کے ساتھ حقیقت کا اظہار کرتا ہے۔ اس کا یہ تدریجی سفر آگہی کے ساتھ ساتھ جذبے اور وجدان کا سفر بن جاتا ہے۔ قاری بالواسطہ اظہار کی اس جہت میں ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ من و تو میں چھپی ہوئی اکائی کو مجتمع کرنے کی کامیاب کوشش میں زماں و مکاں کی تجلیات و جمالیات کو عیاں کرتے ہوئے قاری کو مصنف ایک لمحے کے لیے نثر سے بھٹکنے نہیں دیتے اور ایسا محسوس ہوتا ہے باطن ظاہر' محجوب منکشف اور نادیدہ دیدنی ہو گیا ہے۔ یہی اس کتاب کی کامیابی ہے۔ کتاب رنگین تصاویر سے مزین کی گئی ہے۔ تبرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مسجد و مزار حضرت ابو ایوب انصاریؓ' مزار مولانا رومؒ' مزار حضرت امام حسینؓ اور مزار حضرت زینبؓ' حضرت رقیہؓ اور حضرت بلال حبشیؓ کے مزار' اصحاب کہف کے غار اور نادر تصاویر شامل ہیں۔ آخر میں پاکستان میں جو مزارات ہیں ان کی تصاویر بھی شامل ہیں۔ تصاویر کا یہ ذخیرہ اس سے پہلے اور کسی سفرنامے میں نظر سے نہیں گزرا۔ تازہ ترین معلومات نئے جانے والے زائرین کے لیے مشعل راہ ہیں۔ گوناگوں معلومات کے ساتھ بیش قیمت تصاویر بھی کتاب میں شامل ہونے سے اس کی افادیت دوچند ہو گئی ہے۔ مضبوط جلد' سفید کاغذ' عمدہ طباعت و کتابت سے آراستہ یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے۔ اور دوسروں کو بھی تحفے میں دینی چاہیے۔

پاکستان میں رجسٹرڈ ڈاک سے منگانے والے ۲۷۰ روپے کا منی آرڈر ارسال کریں اور پاکستان سے باہر کتاب منگانے کے لیے ۱۰۰۰ روپے کا بینک ڈرافٹ راولپنڈی کے کسی بینک کا ہونا چاہیے۔ ☆

تبصرے کے لئے کتاب کی دو جلدیں ارسال کریں۔

زیاراتِ مقدسہ

مولف : افتخار احمد حافظ
ناشر : افتخار احمد حافظ ، مکان نمبر 999/A-6 اسٹریٹ نمبر 9، افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ
صفحات : ۲۳۸
قیمت : ۱۵۰ روپے

سفر چاہے کسی بھی جگہ یا مقام کا ہو شعوری سطح میں اضافہ اور پختگی کا باعث ہوتا ہے۔ اس اہمیت کو قرآن مجید نے بھی بیان فرمایا ہے اور اس آفاقی کتاب میں اہل ایمان لوگوں کو زمین پر گھوم پھر کر مصنوعات الٰہیہ کے مطالعہ کی دعوت دی گئی ہے۔ سفر ذات خود ذہنی و فکری صلاحیتوں کی تعمیر کا سبب ہوتا ہے لیکن جو سفر اللہ تعالیٰ کے لئے ہو یا اللہ کے مقرب بندوں کی محبت سے سرشار ہو کر کیا جائے اس میں ایمان کی حلاوت، یقین کی چاشنی اور وجدان کی مہک بھی شامل ہو جاتی ہے۔ افتخار احمد حافظ اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے برگزیدہ بندوں کے مرقدوں مزارات تک پہنچنے کی سعادت عطا فرمائی۔ اس سعادت کو دوآتشہ کرنے کے لئے افتخار احمد حافظ نے صفحۂ قرطاس پر جنبش قلم کے ذریعے اپنے مشاہدۂ سفر کو تحریر کا روپ دے دیا۔ زیر نظر کتاب میں شام، اردن، عراق، ترکی اور پاکستان میں مختلف انبیائے کرام، اولیائے عظام اور علماء و مشائخ کے مرقد، مزارات اور دیگر مذہبی مقامات کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں۔ مولف نے ایسی معلومات جمع کرنے میں خصوصی دلچسپی لی ہے جو زائرین کے لئے فائدہ مند ثابت ہوں۔ کتاب کے اندرونی صفحات میں ۶۰ سے زائد مقامات کی نمایاں اور رنگین تصاویر بھی موجود ہیں جن میں سے کئی تصاویر کے پس منظر میں کمپیوٹر گرافکس سے بھی مدد لی گئی ہے۔ کتاب میں دی گئی معلومات اور تصاویر کے ذریعے قاری خود کو اسی ماحول کا حصہ محسوس کرنے لگتا ہے۔

اس کتاب کا پیش لفظ پیر و شریف کے سجادہ نشین ابو تمیم محمد امین الحسنات شاہ نے تحریر کیا ہے جبکہ تقریظ حافظ طیب احمد نے رقم کی ہے۔ دیگر مشاہیر میں ترکی کے سفارت کار BOZKURT ARAN افتخار عارف، سردار محمد عبدالقیوم خان اور صفیہ بانو شیریں کے تاثرات موجود ہیں۔ کتاب کا ٹائٹل خوبصورت اور جاذب نظر ہے جس میں شام، عراق، اردن، ترکی اور پاکستان کے اہم مذہبی مقامات کی دلکش تصاویر جمع کی گئی ہیں۔

زیر نظر کتاب کے نفس مضمون میں صاحب کتاب نے متعلقہ مقامات کی تفصیل دینے پر زیادہ توجہ دی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ سفرنامہ کے بنیادی اصولوں کو مد نظر نہیں رکھا جا سکا ہے۔ مولفِ کتاب اس بات کا بھرپور شعور رکھتے ہیں اسی لئے انہوں نے اسے سفرنامہ کے بجائے زیاراتِ مقدسہ کا تذکرہ کا نام دیا ہے۔ اس کتاب کو زیاراتِ مقدسہ کی کتاب الاستفادہ REFERENCE BOOK قرار دینا مبالغہ آرائی نہیں ہے۔ الغرض یہ کتاب مجموعی طور پر متاثر کن ہے۔ اس کا سرورق جاذب نظر، اوراق عمدہ، تصاویر نمایاں، لے آؤٹ دلفریب اور معلومات جامع ہیں البتہ بعض جگہ پر پروف ریڈنگ کی اغلاط دکھائی دیتی ہیں۔ امید ہے آئندہ ایڈیشن میں ان کو بھی درست کر لیا جائے گا۔

روحانی ڈائجسٹ 95 مئی ۱۹۹۹ء

تبصرہ کتب

زیارات مقدسہ

(بلاد اسلامیہ میں زیارات مقدسہ پر ایمان افروز تذکرہ)

مقامات مقدسہ اور بزرگان دین کے مزارات مبارکہ پر حاضری کا شوق بے شمار دلوں کی آرزو ہے۔ کتاب "زیارات مقدسہ" جسے محترمی افتخار احمد حافظ نے تحریر کیا آپ کے جذبہ ایمانی اور ذوق سفر کی عکاسی کرتی ہے مصنف کو دو مرتبہ خانہ کعبہ کے اندر حاضری کے شرف عظیم کے علاوہ یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ اس نے اپنے اسلاف کی سنت پر عمل کی کوشش کرتے ہوئے چند بلاد اسلامیہ کا سفر اختیار کیا تاکہ وہاں پر موجود بزرگان دین کی خدمت میں حاضری دی جاسکے اور اب ان مقامات مقدسہ کی تفصیل اور تصاویر کو کتابی صورت میں جمع کر دیا ہے تاکہ ایک طرف تو نئے زائرین ان دقیق اور تازہ معلومات سے استفادہ کریں تو دوسری طرف جو حضرات ان مقامات پر پہنچ نہیں سکتے وہ اس ایمان افروز تذکرے اور رنگین تصاویر کے ساتھ ان مقامات کی زیارت کا شرف حاصل کریں کتاب کا پیش لفظ حضور ضیاء الامت کے لخت جگر صاحبزادہ محمد امین الحسنات شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھیرہ شریف تحریر کرتے ہوئے ایک مقام پر فرماتے ہیں "مجھے چند ماہ قبل شام اور دوسرے ممالک میں سفر کرنے کا موقع ملا میں اپنے ذاتی مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں علی وجہ البصیرت اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر جناب افتخار احمد حافظ کی مذکورہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہو تو پھر کسی اور دلیل راہ کی ضرورت نہیں اور اس میں پر نور مقامات کا بیان ہے جس کا صاحب تصنیف نے خود مشاہدہ کیا"

کتاب میں آرٹ پیپر پر ایک سو کے قریب نادر و نایاب رنگین تصاویر بھی شامل ہیں اور شاید ہی اس سے پہلے اتنی تعداد میں ان مقامات کی رنگین تصاویر کبھی شائع ہوئی ہوں بہترین، دلکش اور جاذب نظر ٹائٹل کتاب کی تعارفی قیمت مبلغ 230 روپے ہے جو کہ کتاب کی اہمیت اور رنگین تصاویر کے ساتھ انتہائی معمولی ہے۔

کتاب بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک سے منگوانے کے لئے مبلغ 260 روپے کا منی آرڈر مصنف کے اس ایڈریس پر روانہ کریں (افتخار احمد حافظ مکان نمبر A-6/999 گلی نمبر 9 افشاں کالونی راولپنڈی کینٹ)

آخر میں رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جملہ قارئین کرام کو ان مقامات پر حاضری کا شرف نصیب فرمائے آمین۔

تبصرہ نگار محمد ریاض گوندل

ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور

جلد: ۱۱ ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ، جولائی اگست ۱۹۹۹ء، شمارہ: ۷، ۸

زیارات مقدسہ

اہل اللہ کا ذکر باعث برکت، ان کا تذکرہ ذریعہ مغفرت، ان کی بارگاہوں میں حاضری اور ان کی صحبت سراسر رحمت ہے۔ ان کا جلیس وہم نشیں کبھی محروم نہیں رہتا ہے------ هم قوم لا يشقى بهم جليسهم

محترم افتخار احمد حافظ کی زیر تبصرہ کتاب ایسی ہی پاکباز ہستیوں کے تذکرہ پر مشتمل ہے، موصوف نے ترکی، اردن، شام اور عراق وغیرہ بلاد اسلامیہ کا سفر کیا، وہاں انبیاء کرام، اہل بیت اطہار، صحابہ کرام اور بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دی اور مشاہد و مقابر کے علاوہ تاریخی مقامات اور تبرکات کی زیارت کا شرف پایا اور پھر اپنے رواں دواں قلم سے ان مقامات کی مختصر مگر جامع اور ضروری تفصیل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان مقامات مقدسہ کی رنگین اور خوب صورت تصاویر بھی دے دی ہیں تاکہ قارئین تصوراتی و تخیلاتی حاضری کو مزید جلا دے کر حضوری کی کیفیت سے سرشار ہو سکیں اور عازمین سفر کے لئے معلومات اور رہنمائی کا بہترین ذریعہ بھی میسر آ سکے۔ کتاب میں استنبول، قونیہ (ترکی)، دمشق، حمص (شام) عمان (اردن) کوفہ، نجف اشرف، کربلا معلیٰ، بغداد شریف (عراق) کے علاوہ پاکستان میں لاہور، سیال شریف، گجرات، بھیرہ شریف، قصور، مکھڈ شریف، مرولہ شریف، کھڑی شریف، پشاور اور شرق پور شریف کے مزارات کی بہترین آرٹ پیپر پر نادر و نایاب رنگین تصاویر دی گئی ہیں------

کاغذ، طباعت اور جلد ایک سے ایک اعلیٰ، صفحات ۲۴۸، ہدیہ ۲۵۰ روپے

ملنے کا پتہ: افتخار احمد حافظ، ہاؤس نمبر 999/A-6 گلی نمبر 9 افشاں کالونی راولپنڈی کینٹ

26 مارچ 1999ء

کعبۃ العشاق باشد افتخار
افتخار عشق و ایمان وقار

دل سپردہ در طریق عاشقی
عشق او باشد خداوند کبار

او سپردہ راہ رسم عارفان
دردلش باشد نشان افتخار

فخر پاکستان بود این مرد نیک
این رہا پیوستہ با او راہ سپار

نتیجہ فکر
دکتر محمد حسین تسبیحی رھا
یوم عرفہ 9 ذی الحجہ 1419ھ

صاحبزادہ
محمد محب اللہ نوری

مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ فریدیہ قادریہ بصیرپور (اوکاڑہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ح - ف ۹۹/۱۰۶ — مورخہ ۲۶/محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

ذوالمجد والکرم جناب افتخار احمد حافظ صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ------

سفرنامہ زیارات مقدسہ "مضمون اور تاثرات موصول ہوئے کرم بالائے کرم کا شکریہ ------

زیارات مقدسہ "عراق، شام، ترکی اور پاکستان کے بزرگان دین کے تذکرہ جلیلہ اور مزارات مبارکہ کی تصاویر سے مزین، نہایت عمدہ کتاب ہے ------

آپ نے بڑی جامعیت اور معقولیت سے کام لیتے ہوئے گویا کوزہ میں دریا کو سمو دیا ہے ------

اس کتاب کی زیارت اور قرأت یقیناً باعث طمانیت، سراسر عبادت اور ذریعہ نزول برکت و رحمت ہے ------ تنزل الرحمة عند ذكر الصالحين ------ اور ------ ذكر الاولياء كفارة من الذنوب ------ اللہ تعالیٰ جل وعلا آپ کے قلم کو مزید جولانیاں عطا فرمائے اور اپنی بارگاہ کے قرب سے نوازے ------

"سفر محبت" کے تین ادوار اب تک کوئی اڑھائی سو صفحات چھپ چکے ہیں ------ تمام پرچے اب دستیاب نہیں ہیں البتہ سفرنامہ مصر کتابی صورت میں "چند روز مصر میں" کے عنوان سے چھپ چکا ہے ------

کتاب بھیج رہا ہوں قبول فرمائیں اور اگر اوقات فرصت میں تو اپنے تاثرات سے بھی نوازیں، شکریہ ---
کافی عرصہ سے ترکی دیکھنے کی تمنا ہے آپ کے کلمات نے آتش شوق کو تیز تر کر دیا ہے اللہ تعالیٰ جل وعلا کرم فرمائے ------ دعاؤں میں یاد رکھیں ------

والسلام

(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری
مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف (اوکاڑہ)
فون نمبر: ۲۲۱۳ / ۲۰۱۳ (۰۴۴۴۹)

مراسلہ ------
جناب افتخار احمد حافظ صاحب
۹۹۹ گلی نمبر ۸ الطاف کالونی
راولپنڈی کینٹ

12 مئی 1999ء

بخدمت گرامی افتخار احمد حافظ صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

روزنامہ "الاخبار" میں حال ہی میں آپ کی کتاب مستطاب پر مختصر مگر جامع تبصرہ نظر سے گزرا تھا۔ بلاد اسلامیہ کا یہ جدید ترین سفرنامہ ہے۔ یہ دلچسپ اور پراز معلومات فرسٹ ہینڈ نالج ہے۔ جس میں کہیں آپ اور کہیں آپ کے عزیز بھائی جان زیارات مقدسہ پر نظر آرہے ہیں یعنی صرف سنی سنائی باتیں نہیں ہیں شنیدہ کے بود مانند دیدہ ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد شاذ و نادر ہی میں دوبارہ کسی کتاب کو پڑھتا ہوں۔ آپ نے یہ دلچسپ اور مفید کتاب جو قیمتی بھی ہے مجھے عنایت فرما کر میرے کتب کے ذخیرہ میں بیش بہا اضافہ فرمایا ہے جس کے واسطے آپ کا شکر گزار ہوں۔ اس کو جستہ جستہ دوبارہ پڑھا اور یہ محسوس کیا ان مبارک اور مقدس روضہ جات پر حاضری دے رہا ہوں اور فاتحہ پڑھ رہا ہوں اللہ پاک اس مبارک کتاب قلمبند کرنے پر آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

رنگین اور شاندار تصاویر کے ساتھ آپ کا یہ سفرنامہ زندہ جاوید بنے گا انشاء اللہ اردو دان طبقہ بالخصوص اس سے نادر فیضیاب ہوتا رہے گا میری جانب سے مبارکباد قبول فرمائیں۔

احقر

محمد عبدالمجید صدیقی

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

مصنف

سیرت النبی ﷺ بعد از وصال النبی ﷺ

و زیارت النبی ﷺ بحالت بیداری

HAMDARD FOUNDATION PAKISTAN

بسم اللہ الرحمن الرحیم
یکم صفر المظفر ۱۴۲۰ ہجری
17 ۔ مئی 1999 عیسوی

حوالہ نمبر : عارف ر پ ر ۹۹

جناب محترم حافظ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

آپ کی نئی تصنیف "زیارت مقدسہ" کی ایک جلد بنام محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ موصول ہوئی۔یاد فرمائی کا شکریہ۔
محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ کو آپ کی کتاب مل گئی ہے وہ ملک سے باہر سفر پر آپ کی تصنیف مطالعہ کے لیے ساتھ لے گئی ہیں۔
واپسی پر انشاء اللہ تعالیٰ اپنی رائے سے آپ کو مطلع فرمائیں گی۔
اللہ تعالیٰ آپ کے اقبال بلند تر فرمائیں اور آپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھیں۔

آپ کا مخلص
اکرام الحق
(سید اکرام الحق)
وائس پریذیڈنٹ

جناب محترم افتخار احمد حافظ صاحب
مکان نمبر ۶۔اے۔ر ۹۹۹ اسٹریٹ نمبر ۵
اقبال کالونی ' راولپنڈی۔

Hamdard Centre, Nazimabad, Karachi-74600 (Pakistan), Tel: 6616001-4 Lines, Lahore: 7237729, Rawalpindi: 584336, Peshawar: 274188
Telex No. 29070 HAMD PK, Telefax: (92-21) 6611755, E-Mail: hpsd@paknet3.ptc.pk

آستانه مقدسه قم

دایره

شماره

تاریخ ۷۸/۱۱/۵

پیوست

باسمه تعالی

کتاب مجلد نفیس «زیارات مقدسه»

توسط آقای افتخار احمد دیوانه بستانوی

به کتابخانه موزه حضرت فاطمه معصومه در قم

اهداء گردید.

مدیر موزه آستانه مقدسه قم

[illegible]

No.F.5-6/2013-DBNB
GOVERNMENT OF PAKISTAN
NATIONAL HISTORY & LITERARY HERITAGE DIVISION
NATIONAL LIBRARY OF PAKISTAN

Islamabad 03, April, 2019

Subject:- **ACKNOWLEDGE RECEIPT.**

Dear Sir,

I acknowledge with thanks the receipt of the following books/brochures delivered to National Library of Pakistan under Copyright Law:

تعداد کتب	سال اشاعت	نام مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
01	1999	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات مقدسہ (تحریر و تصاویر)	-1
01	2000	افتخار احمد حافظ قادری	سفر نامہ ایران و افغانستان (تحریر و تصاویر)	-2
02	2000	افتخار احمد حافظ قادری	زیارتِ حبیب ﷺ	-3
01	2001	افتخار احمد حافظ قادری	ارشاداتِ مرشد	-4
02	2001	افتخار احمد حافظ قادری	خزانۂ درود و سلام	-5
01	2001	افتخار احمد حافظ قادری	دیارِ حبیب ﷺ (تحریر و تصاویر)	-6
02	2001	افتخار احمد حافظ قادری	گلدستۂ قصائدِ مبارکہ	-7
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	قصائدِ غوثیہ	-8
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	سرزمینِ انبیاء و اولیاء (تصویری البم)	-9
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات اولیائے پاکستان (تصویری البم)	-10
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	بارگاہِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	-11
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	-12
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	مقاماتِ مبارکہ آل و اصحابِ رسول ﷺ	-13
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات شام (تصویری البم)	-14
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات شہر رسول ﷺ (تصویری البم)	-15
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف	-16
02	2005	افتخار احمد حافظ قادری	فضیلتِ اہل بیتِ نبوی ﷺ	-17
01	2006	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات مصر (تحریر و تصاویر)	-18
01	2006	افتخار احمد حافظ قادری	بارگاہ پیر رومی میں (تحریر و تصاویر)	-19

20-	سفرنامہ زیارات مراکش (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
21-	زیارات مدینہ منورہ (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
22-	زیارات ترکی (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
23-	زیارات اولیائے کشمیر (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2009	01
24-	گلدستہ دُرود سلام	افتخار احمد حافظ قادری	2009	01
25-	تکمیل الحسنات	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
26-	انوارالحق	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
27-	خزینۂ دُرودوسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
28-	فرموداتِ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
29-	التفکر والاعتبار	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
30-	70 صیغہ ہائے دُرودوسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
31-	ورفعنا لک ذکرک (92 صیغہ ہائے دُرودوسلام)	افتخار احمد حافظ قادری	2011	01
32-	زیارات ایران (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2012	01
33-	سفرنامہ زیارت ترکی (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
34-	کتابچہ حضرت دادا برلاس علیہ الرحمۃ	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
35-	ہدیۂ دُرودوسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
36-	سفرنامہ زیارات عراق واُردن (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
37-	دُرودوسلام کا نادر وانمول انسائیکلوپیڈیا (جلد اول وجلد دوم)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
38-	سدرۃ شریف تا مدینہ منورہ (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2014	01
39-	شانِ بتول رضی اللہ عنہا بزبانِ رسول ﷺ	افتخار احمد حافظ قادری	2014	01
40-	الصلوات الالفیۃ/صلوات النبویۃ	افتخار احمد حافظ قادری	2015	01
41-	شانِ علی رضی اللہ عنہ بزبانِ نبی ﷺ	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
42-	عظائم الصلوات والتسلیمات	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
43-	شانِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بزبانِ سید المرسلین ﷺ	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
44-	سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
45-	الصلوات الالفیۃ بأسماء خیر البریۃ	افتخار احمد حافظ قادری	2017	01
46-	سفرنامہ زیاراتِ ازبکستان	افتخار احمد حافظ قادری	2017	01

01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	شاہِ حبشہ حضرت اصحمۃ النجاشی رضی اللہ عنہ	-47
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	سفرنامہ زیارتِ ترکی	-48
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	صلاۃ وسلام برائے زیارت خیر الانام ﷺ	-49
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	سفرنامہ زیارت شام	-50
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	سیدنا ابو طالب رضی اللہ عنہ	-51
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	الفية الصلوات على فخر الموجودات	-52
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	مناقب والدین مصطفیٰ کریم ﷺ	-53
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	حیات انور	-54
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	شہزادیٔ کونین علیہا السلام	-55
01	2019	افتخار احمد حافظ قادری	مومنین کی مائیں	-56

2. These valuable books have been added in the National Library Collection. The readers of the Library will get Knowledge and information from these books. I hope that National Library of Pakistan will receive all forthcoming publications in future.

With regards,

Yours sincerely

3/4/2019

(Muhammad Riaz)
Assistant Director/Delivery of Books & Newspapers Branch

Iftakhar Ahmad Hafiz Qadri,
House 999/A-6, Street No.9,
Afshan Colony,
Rawalpindi Cantt.
Cell: 0344-5009536

مختصر تعارف

افتخار احمد حافظ قادری شاذلی، راولپنڈی

ملازمت

- پاکستان میں موجود غیر ملکی سفارت خانوں (شام، لبنان، قطر، سعودی ملٹری اتاشی) میں تقریباً 20 سال بطور معاون عربی زبان واکاؤنٹس میں خدمات سرانجام دیں۔
- سعودی عرب (وزارت دفاع، ابواب الروضۃ، تیمورک العربیۃ السعودیۃ) میں تقریباً 10 سال بطور معاون عربی زبان واکاؤنٹس میں خدمات سرانجام دیں۔

فوجی اعزازات (ایوارڈز)

- سعودی وزارت دفاع، ریاض میں بطور سعودی یونیفارم پرسن خدمات سرانجام دیں اور دوران ملازمت حکومت سعودیہ کی طرف سے 2 فوجی ایوارڈز سے نوازا گیا۔

لسانیات

- پاکستان میں سعودی عرب کے ثقافتی مرکز "مرکز تعلیم اللغة العربية" سے عربی زبان کا دو سالہ کورس مکمل کیا۔
- سفارت خانہ ایران کے زیر انتظام ثقافتی مرکز خانہ فرہنگ ایران سے فارسی زبان کا ایک سالہ ایڈوانس کورس مکمل کیا۔

زیارت مقدسہ کے اسفار

- وطن عزیز میں موجود زیارت مقدسہ کے علاوہ 11 بلادِ اسلامیہ (حجاز مقدس/ شام/ مصر/ مراکش/ ایران/ عراق/ اردن/ لبنان/ افغانستان/ ترکی) میں کئی کئی بار زیارت مقدسہ پر حاضری کے لئے طویل ترین سفر طے کئے اور ان سفروں کے نتیجے میں کئی سفرنامے منظر عام پر آئے۔

تحریری کاوشیں

- الحمدللہ! اب تک 60 کے قریب کتب شائع ہو چکی ہیں جن میں بلادِ اسلامیہ میں زیارت مقدسہ کے سفرنامے، شخصیات (خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، خلفائے اربعہ، شاہِ حبشہ) اور درود و سلام کی کتب سرِفہرست ہیں۔

مضامین و مقالات

- روزنامہ نوائے وقت، الاخبار، اوصاف، دی نیشن، مجلّہ ضیائے حرم، فیضانِ سدرۃ، پیغامِ آشنا، نور الحبیب، کاروانِ قمر، طلوعِ مہر اور آئینۂ کرم کے علاوہ دیگر کئی رسائل و جرائد میں 100 سے زائد مضامین و مقالات شائع ہو چکے ہیں۔

عالمی کانفرنسز میں شرکت

- سال 1983 اور سال 1984 میں وزارتِ سائنس و ٹیکنالوجی کی طرف سے OIC کے زیرِ انتظام دو بین الاقوامی کانفرنسز میں بطور معاون عربی زبان شرکت کی۔
- اکتوبر 2007 میں سرزمینِ ایران میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ پر منعقدہ عالمی رومی کانفرنس میں راولپنڈی ڈویژن کی طرف سے شرکت اور مقالہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- مارچ 2008 میں یونیورسٹی آف سرگودھا میں انٹرنیشنل رومی کانفرنس میں شرکت اور مقالہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

روحانی سعادتیں اور اعزازات کا حصول

- ستمبر 1996 میں 2 بار بیت اللہ شریف کے اندر حاضری کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی۔
- مرکزی مسجد حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں 16 اکتوبر 2001 نمازِ فجر کی اذان دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- مفتیٔ اعظم عراق حضرت الشیخ السید عبدالکریم بیارہ رحمۃ اللہ علیہ کی 2 بار زیارت کا شرف حاصل ہوا، یہ وہ خوش نصیب شخصیت تھیں جنہیں سال 1932ء میں 2 صحابہ اکرام کے مزارات مبارکہ کی منتقلی کے موقع پر ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

25/09/2019

التماسِ دُعا
معزز قارئین کرام سے درخواست ہے
کہ حضور پُر نور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی
اُمتِ مرحومہ کی بخشش و مغفرت اور بلندی
درجات کیلئے دُعا فرمائیں اور بالخصوص
مصنف کتاب ہذا اور اُس کے مرحوم والدین
کریمین کے لئے بھی دُعاؤں کی درخواست
ہے۔شکریہ
افتخار احمد حافظ قادری

حافظؔ اینجا بادب باش کہ سلطانی و ملک
ہمہ در بندگیِ حضرت درویشان ست

شیراز میں حضرت حافظ شیرازی کا مزار مبارک